حیاتِ شیخ الاسلام فقیہ الامت

علامہ ظفر احمد عثمانیؒ

اکابرین کی نظر میں

مضامین

- ★ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ
- ★ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ
- ★ حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی صاحبؒ
- ★ حضرت مولانا شمس الحق افغانی صاحبؒ
- ★ حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ
- ★ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی صاحب مدظلہ
- ★ حضرت مولانا عبد الشکور ترمذی صاحب مدظلہ
- ★ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ
- ★ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحبؒ
- ★ حضرت مولانا عبد الحق حقانی صاحبؒ
- ★ حضرت مولانا محمد مالکؒ کاندھلوی صاحبؒ
- ★ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ
- ★ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ
- ★ حضرت مولانا انوار الحسن شیرکوٹی صاحب مدظلہ

پیش لفظ، از حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ضبط و ترتیب: حافظ محمد اکبر شاہ بخاری

ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ
۴۳۷۔ ڈی۔ گارڈن ایسٹ۔ نزد لسبیلہ چوک۔ کراچی ۵

علامہ ظفر احمد عثمانیؒ

اکابرین کی نظر میں

مضامین

- حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ
- حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ
- حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ
- حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحبؒ
- حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی صاحبؒ
- حضرت مولانا عبد الحق حقانی صاحبؒ
- حضرت مولانا شمس الحق افغانی صاحبؒ
- حضرت مولانا محمد مالکؒ کاندھلوی صاحبؒ
- حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ
- حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ
- حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی صاحب مدظلہ
- حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ
- حضرت مولانا عبد الشکور ترمذی صاحب مدظلہ
- حضرت مولانا انوار الحسن شیرکوٹی صاحب مدظلہ

پیش لفظ، از حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ضبط و ترتیب: حافظ محمد اکبر شاہ بخاری

حیات شیخ الاسلام فقیہ الامت

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ

اکابرین کی نظر میں

مضامین:

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ
حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا شمس الحق افغانی صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی صاحب مدظلہ
حضرت مولانا عبد الشکور ترمذی صاحب مدظلہ
حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا عبد الحق حقانی صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ
حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ
حضرت مولانا انوار الحسن شیرکوٹی صاحب مدظلہ

پیش لفظ از حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ضبط و ترتیب
حافظ محمد اکبر شاہ بخاری

ناشر
ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ
ڈی ۷ ۴۳ گارڈن ایسٹ کراچی ۵

سنہ اشاعت.....................۱۴۱۵ - ۱۹۹۴
باہتمام ....فہیم اشرف نور
طباعت ....ادارۃ القرآن کراچی

ناشر

ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ

۴۳۷ - ڈی گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک کراچی ۵

فون : ۷۲۱۶۴۸۸ - فیکس ۷۲۲۳۶۸۸

ملنے کے پتے :-

دارالاشاعت اردو بازار کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
مکتبہ دارالعلوم کورنگی کراچی
اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

یونائیٹڈ بکسیلرز اردو بازار کراچی
ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی
علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انار کلی لاہور
اسلامک بک شاپ فیصل مسجد اسلام
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور

فہرست

پیش لفظ

از عارف باللہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الحیٔ صاحب عارفی مدظلہ العالی

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت علمی اور دینی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ علوم اسلامیہ میں اللہ تعالیٰ نے اُن کو جو کمال عطا فرمایا تھا اُسے وہی لوگ اچھی طرح پہچان سکتے ہیں جنہیں حضرت موصوف علیہ الرحمۃ کی مجالس علمی میں شرکت کا شرف حاصل ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو دین متین کے ہر گوشہ کی حفاظت اور اُن رسومِ جاہلیت کے قلع قمع کرنے کے لئے پیدا فرمایا تھا جو اہل اسلام میں دانستہ یا نادانستہ طور پر پھیل گئی تھیں، اور کیوں نہ ہو؟ جب کہ آپ کا تعلق تمام تر اُس ولی اللّٰہی خاندان سے تھا جس کی للّٰہیت، خدمت اسلامی اور علمی و عملی کمالات کی تمام دنیا معترف ہے۔ جس کا ہر فرد آسمان علم و عمل پر درخشندہ ستارہ بن کر چمکا اور ظلم و جہالت کی ماری تاریک دنیا کو انوار نبوت اور علوم الٰہی سے منور کر گیا۔ حضرت مولانا عثمانیؒ کو دیسے تو تمام علوم اسلامیہ میں منصب امامت حاصل تھا مگر جو خصوصی مناسبت آپ کو فقہ و حدیث سے تھی اس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ علوم آپ کی سرشت میں داخل ہو چکے ہیں۔ فقہ و حدیث کے وہ مشکل مسائل

جن کے حل کرنے میں علمائے عصر حیران و پریشان رہتے حضرت موصوفؒ کے یہاں چٹکیوں میں حل ہوجاتے اور ایسے بچے تلے الفاظ میں کہ کسی کو دم مارنے کی مجال نہ ہوتی، بہر حال بلاشک وشبہ حضرت مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مایہ ناز محقق، مدبر، محدث مفسر اور فقیہ تھے اور اپنے ماموں حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کے صحیح علمی وارث اور جانشین تھے۔

ایسی مقدس اور عظیم ہستیاں کہیں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ اور ایسی برگزیدہ اور مقتدر ہستی کی مفارقت یقیناً ہم سب کے لئے انتہائی قلق کا باعث ہے۔ اُن کا سایہ عاطفت سب ہی کے لئے باعث صد خیر و برکت تھا۔ عزیز محترم حافظ محمد اکبر شاہ بخاری سلمہٗ نے اُن کے کچھ حالات و کمالات مرتب کئے ہیں۔ جو اُن کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مؤلف سلمہٗ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور تمام متوسلین و متعلقین کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

احقر محمد عبدالحئی عفی عنہٗ

عرضِ حال

مجھ جیسے تہی مایۂ علم و عمل انسان کا ہرگز ہرگز یہ کام نہیں کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے پیکر علم و فضل پُر عظمت و باوقار عالم دین جیسی شخصیت پر قلم اُٹھاؤں، اور ایسی عظیم شخصیت کی سیرت و اوصاف و کمالات کے متعلق مجھ جیسے جاہل اور بے عمل شخص کا کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ یہ تو اُن کے ہم عصر علماء اور اجل خلفاء ہی کا کام ہے اور اس سلسلہ میں اُن کے خلیفہ ارشد مخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہم العالی مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا بہت کچھ کام کر چکے ہیں اور حضرت نور اللہ مرقدہٗ کی علمی و عملی اور سیاسی خدمات کے متعلق ایک مفصل و مکمل کتاب "تذکرۃ الظفرؒ" کے نام سے تالیف فرما چکے ہیں جو شائع بھی ہوگئی ہے۔ حضرت قبلہ ترمذی صاحب مدظلہم العالی نے "تذکرۃ الظفر" تصنیف فرما کر پوری ملت اسلامیہ پر احسان عظیم کیا ہے اور حضرت عثمانی قدس سرہٗ کی نیابت کا پورا پورا حق ادا کیا ہے۔ "تذکرۃ الظفرؒ" کے بعد کسی دوسری کتاب کی ضرورت تو نہیں ہے صرف اُس روائیتی بڑھیا کی طرح جو کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں سوت کی اٹی لے کر شامل ہوگئی تھی، کافی مدت کے بعد اس خیال سے کچھ اکابر علماء دیوبند اور مشاہیر قلم کے مختصر تاثرات مضامین

پر مشتمل "سیرتِ عثمانیؒ" کے نام سے یہ مجموعہ حضرت الشیخ مولانا عثمانی قدس سرہٗ کے متعلق اُن کے متوسلین و متعلقین کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں اور اپنے لئے اسے بہت بڑی سعادت سمجھ رہا ہوں، اِس سلسلے میں جن مخلصین، محبین اور اکابرین نے بندۂ ناکارہ سے تعاون فرمایا ہے بندہ ان سب کا بصمیمِ قلب تشکر ادا کرتا ہے بالخصوص برادرِ مکرم جناب مولانا قمر احمد صاحب عثمانی مدظلہٗ اس تشکر کے زیادہ مستحق ہیں کہ جنہوں نے بندہ کی درخواست پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت اور اوصاف و کمالات پر ایک جامع مضمون قلمبند فرما کر بندہ کے لئے ارسال فرمایا حق تعالیٰ مولانا موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور حضرت قدس سرہٗ کے متعلق اِس مختصر تذکرے کو مستفیدین کے لئے نافع و مفید بنائے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت قدس سرہٗ کی برکت سے ہم سب کو اکابر و اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ ثم آمین۔

بندۂ ناکارہ محمد اکبر شاہ بُخاری عفی عنہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی مدظلہٗ

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

جس عظیم شخصیت کے بارے میں تاثرات قلمبند کرنے کی فرمائش کی گئی ہے اُس کی اہمیت کے پیشِ نظر دل تو بہت کچھ لکھنے کو چاہتا ہے لیکن افسوس کہ اب میرے قویٰ اس کے متحمل نہیں رہے، ایسے اہم کاموں میں حسرت کے سوا اب کچھ نہیں ہوتا اس لئے زیادہ لکھنے سے معذور ہوں، صرف چند باتیں عرض کئے دیتا ہوں :۔

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت اُن چند بزرگ ہستیوں میں سے تھے جو برِّ صغیر پاک و ہند میں انگلیوں پر گنی جاتی ہیں جو مادِّ علماء و مشائخ کی نظروں میں پلے، اُن کی صحبتوں سے مستفید ہو کر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ آج دنیا میں اُن کی مثالیں کہاں اور کس طرح پیدا ہوں، حضرت مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو احقر نے بہت ہی قریب سے دیکھا ہے۔ ان کی صحبتوں سے مستفید ہونے کا اکثر موقع ملتا رہا ان کی علمی و عملی زندگی کا خوب مشاہدہ کیا احقر نے تو ان کو ہر رنگ اور کردار میں اعلیٰ اور نرالا پایا ہے افسوس کہ وہ بھی ہم سے جُدا ہو گئے، مولانا عثمانی مرحوم کوئی دو ہفتے کراچی میں بیمار رہے مگر ہمیں کسی طرف سے اس کی کوئی خبر نہ ملی، وفات کے بعد اُن کے صاحبزادے مولوی عمر احمد صاحب سلمہٗ نے ٹیلیفون پر خبر دی اچانک اس حادثے کی خبر سے جو کچھ اثر اس ضعیف و ناتواں پر ہُوا وہ بیان سے باہر ہے اُن کی وفات سے تو کمر ہی ٹوٹ گئی اپنے بزرگوں کی یہ آخری یادگار بھی رخصت ہوئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وہ عہدِ حاضر کے آئمہ فن علماء، اولیاء اور اتقیاء کی صف میں ایک بلند اور ممتاز مقام رکھتے تھے میرے اساتذہ کے طبقے کے بزرگ تھے اگرچہ اُن سے کچھ پڑھنے کی نوبت نہیں آئی مگر میں اُن کا مقام اپنے اساتذہ کرام جیسا ہی سمجھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا عثمانی رحمہ اللہ کو علمی و عملی کمالات میں ایک خاص مقام اور امتیاز عطا فرمایا تھا اور اُسی کے ساتھ ساتھ بزرگانِ دین کی صحبت نے تواضع اور فروتنی کی بھی وہ صفت عطا کر دی تھی جو علماءِ دیوبند کا ایک خاص امتیاز ہوتا ہے۔

ہمارے اس آخری دور میں ہمارے شیخ لبقیۃ السلف، حجۃ الخلف، مجدد الملت، حکیم الامت، سیدی حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہٗ کو حق تعالیٰ نے حقیقی معنی میں حکیم الامت بنایا تھا مسلمانوں کو صلاح و فلاح کی فکر اُن کے حوائجِ طبعیہ میں داخل اور عمر کے بیشتر اوقات کا اہم مشغلہ ہو گئی تھی حضرت قدس سرہٗ کی پوری عمر اور عمر کے تقریباً پورے اوقات افاضہ و افادہ کے لئے وقف تھے حضرتؒ کے سفرِ آخرت کا وقت قریب تھا مدت سے تصنیف و تالیف کے پھیلے ہوئے کاموں کو سمیٹنے کی فکر تھی اپنے شروع کئے ہوئے کام تو بحمد اللہ سب مکمل فرما چکے تھے مگر بعض کام ایسے بھی تھے کہ طویل الذیل ہونے کی وجہ سے خود اُن کی تکمیل کی مشقت برداشت نہ ہو سکتی تھی مگر کام کا ادھورا چھوڑنا بھی حضرتؒ کی طبیعت کے لئے اس کام کی مشقت سے کم نہ تھا حق تعالیٰ نے حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کو مشکل سے مشکل چیز میں آسان سے آسان راستہ نکالنے کا ایک خاص کمال عطا فرمایا تھا ایسے کاموں میں ایک عجیب صورت اختیار فرمائی جس سے ضرورت کی تکمیل بھی ہو گئی اور طویل کام کی مشقت بھی برداشت نہ کرنا پڑی

اس سلسلہ میں دو تین کام مجھے اس وقت یاد ہیں۔

ویسے تو حضرت حکیم الامت کے تمام خلفاء و نائبین علم و عمل کے آفتاب و ماہتاب ہیں مگر جو مقام حضرت مولانا عثمانی مرحوم کو حاصل ہوا اُس کی نظیر نہیں ملتی، حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ نے تصنیف و تالیف کا جو ادھورا کام چھوڑا اسے مکمل کرنے کی سعادت خصوصاً مولانا ظفر احمد صاحبؒ کو ہی حاصل تھی۔ حضرت اقدس نے ایک کام شروع فرمایا تھا وہ ابن منصور کے صحیح حالات کا جمع کرنا اور اُن کے بارے میں قولِ فیصل لکھنا تھا اِس رسالہ میں مختصر حالات کے حوالے اور غامض و دقیق مقالات کی شرح اور ابن منصور کے متعلق قول فیصل جو سب سے زیادہ اہم کام اور صرف حضرتؒ ہی کے کرنے کا تھا۔ آغاز تو اپنے قلم سے کر دیا اور رسالہ کا نام بھی "القول المنصور فی ابن المنصور" تجویز فرما دیا تھا مگر اس کی تکمیل باتمام تفصیل حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی مرحوم نے فرمائی اور حضرت کے ملاحظہ کرنے اور پسند فرمانے کے بعد حضرتؒ کی زندگی ہی میں شائع کرا دی گئی دوسرا کام جو خود اپنے قلم سے شروع فرمایا تھا وہ حافظ ابن قیمؒ کی طرف منسوب ایک رسالہ کا جواب تھا جس میں جمہور کے خلاف فناء جہنم کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ اِس رسالہ میں بھی حافظ ابن قیم کے قابلِ غور استدلالات کا جواب اور مشکل مواقع کا حل خود تحریر فرمایا مگر اس کی تکمیل حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ نے فرمائی اور اسے مکمل کر کے حضرتؒ کی خدمت میں ملاحظہ کے لئے پیش کیا تو حضرت والا نے پسند فرما کر اس پر اپنی تحریر بھی ثبت فرما دی۔ اس سلسلہ کی ایک چیز "احکام القرآن" کی تصنیف تھی جس کی طرف ابتدائی توجہ ۱۳۵۱ھ میں دار العلوم دیوبند میں دورۂ تفسیر کے آغاز اور اس کے فروعِ حنفیہ

پر استدلالاتِ قرآنیہ اور مواضع خلاف میں دوسرے آئمہ کا جواب ایک مستقل کتاب میں جمع کرنے کی بناء پر ہوئی تھی اسی بناء کے اعتبار سے اس کا نام "دلائل القرآن علیٰ مسائل النعمان" تجویز فرما کر اپنے نائبین میں سے اس کام کو اس طرح تقسیم فرمایا کہ دو منزلیں حضرت مولانا ظفر احمد صاحبؒ کے ذمہ لگائیں، دو منزلیں میرے ذمہ تھیں، ایک حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ کے ذمہ اور دو حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی کے ذمہ لگائیں، الحمدللہ میری اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی مرحوم کی جلدیں تو مکمل ہو گئیں تھیں، حضرت مولانا ظفر احمد صاحبؒ عثمانی کی ایک منزل مکمل ہو گئی باقی ایک اور ہے جو زیر طبع ہے اور مولانا مفتی جمیل احمد صاحب کا کچھ کام باقی ہے وہ بھی انشاءاللہ پورا ہو جائیگا۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب مرحوم کا ایک علمی کارنامہ "اعلاء السنن" ہے جو حضرتِ والا حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کے حکم سے ہی انجام دیا حق تعالیٰ قبول فرمائیں۔

حق تعالیٰ نے حضرت مولانا عثمانی مرحوم کو ان علمی کمالات کے ساتھ باطنی کمالات سے بھی مزیّن فرمایا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ ایسی جامع علم و عمل باخدا ہستیاں کہیں قرنوں ہی میں پیدا ہوتی ہیں ان کی بزرگی، فضل و کمال، زہد و تقویٰ اور خدماتِ جلیلہ کے متعلق کیا عرض کروں، قویٰ اس کے متحمل نہیں رہے بس اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے اور آپ کو ان کے متعلق زیادہ سے زیادہ لکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی مدظلہٗ

آہ! ہمارے مشفق بزرگ

ریڈیو پاکستان سے حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ کے سانحۂ ارتحال کی خبر معلوم ہو کر دارالعلوم دیوبند کے علمی و دینی حلقوں میں سبھی کو افسوس اور قلق ہوا کہ برصغیر میں علم و عرفان کی ایک شمع فروزاں گل ہو گئی، حضرت مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ جماعت دیوبند میں غالباً عمر کے لحاظ سے سب سے بڑے تھے ہمارے سرپرستِ اعلیٰ اور بزرگوں کی یادگار تھے ان کا سانحہ ارتحال علمی اور دینی حلقوں کا ایسا زبردست نقصان ہے جس کی تلافی کی بظاہر کوئی بھی صورت نظر نہیں آتی، اللہ تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائے آمین۔

حضرت مولانا عثمانی مرحوم برصغیر پاک و ہند کے ممتاز علماء و فضلاء میں سے تھے اگرچہ آپ تھانوی مشہور تھے مگر آپ کا اصل وطن دیوبند ہے محلہ دیوان کے رہنے والے تھے، دیوان لطف اللہ کی اولاد میں سے تھے جو شاہجہان کے عہد میں دیوان کے منصب جلیل پر فائز تھے، دارالعلوم کے قریب دیوان دروازہ اب تک ان کی یادگار موجود ہے۔ مولانا عثمانیؒ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کے حقیقی بھانجے تھے چونکہ بچپن سے ہی ننھیال تھانہ بھون میں قیام رہا اس لئے دیوبندی کے بجائے تھانوی مشہور ہو گئے تھے، دارالعلوم دیوبند والی موجودہ زمین جس پر دارالعلوم تعمیر ہے آپ کے جدّ امجد حضرت شیخ نہال احمد صاحب عثمانی مرحوم نے مدرسے کے لئے وقف کی تھی۔ حضرت شیخ صاحب مرحوم بڑے دیندار رئیس تھے اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہٗ ان کے بہنوئی اور رفیق خاص تھے۔

حضرت عثمانی قدس سرہٗ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری قدس سرہٗ کے
مخصوص اور معتمد علیہ تلامذہ اور خلفاء میں سے تھے، حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث
کی تکمیل کر کے ۱۳۲۹ھ میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرس مقرر ہو گئے۔ ۱۳۳۹ھ
میں جب حج سے واپس آئے تو حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ نے آپ کو
تھانہ بھون میں قیام کے لئے ارشاد فرمایا اور تفسیر بیان القرآن کی تلخیص کا کام آپ کے
سپرد کیا بیان القرآن کا یہ خلاصہ تلخیص البیان کے نام سے قرآن شریف کے حاشیہ پر چھپ
چکا ہے۔ حضرت تھانوی قدس سرہٗ کو آپ کے علم و فضل پر بڑا اعتماد تھا اور صحیح معنوں میں آپ
حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کے علمی جانشین اور ترجمان تھے، آپ نے حضرت حکیم الامت
مولانا تھانوی رح کی زیر نگرانی کئی عظیم تصانیف تالیف فرمائی ہیں اور جب تک حضرت تھانوی
قدس سرہٗ زندہ رہے حضرت عثمانی مرحوم آپ کی خدمت میں حاضر رہے، مذہب احناف
کے متعلق ایک حدیث کا مجموعہ تیار کرنے کا جب پروگرام بنا تو اس کام پر حضرت حکیم الامت
تھانوی مرحوم نے مرحوم کو لگایا اور آپ نے اس خدمت کو حسن و خوبی کے ساتھ بیس ضخیم جلدوں
میں مکمل فرمایا جو اعلاء السنن کے نام سے اہل علم میں مشہور ہے جن اصحاب بصیرت حضرات
نے اعلاء السنن کا مطالعہ کیا ہے وہ گواہی دیں گے کہ مولانا عثمانی مرحوم نے اس
مجموعے کی تیاری میں کتنی محنت کی ہے اور کتنا عجیب و غریب حدیث کا ذخیرہ جمع فرما
دیا ہے۔ اسی طرح آپ کے قلم فیض رقم سے "احکام القرآن" کے ابتدائی دو حصے منصۂ
مشہود پر آئی ہے جس کے بقایا حصے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہٗ، حضرت
مولانا محمد ادریس کاندھلوی رح اور حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب نے مکمل فرمائے ہیں
ان کے علاوہ بھی حضرت مولانا مرحوم نے بہت سے علمی مقالات لکھے ہیں اور بہت

سی کتابوں کا ترجمہ کیا ہے۔

بہر حال حضرت عثمانی قدس سرہٗ کی جامع شخصیت کوئی محتاج تعارف نہیں وہ اس
تاریک دور میں علم و عمل، اخلاص و ہمت، حسن و صورت، حسن سیرت اور علم ظاہر و باطن
کے آفتاب و ماہتاب تھے، رشد و ہدایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے، آخر وقت
تک تحریر و تقریر اور درس و تدریس کے ذریعے حقیقت و معرفت کی شمعیں جلاتے رہے،
اور راہ طریقت و تصوف و سلوک کے ذریعے خلق اللہ کے تزکیۂ نفس اور باطنی اصلاح میں
مصروف رہے، سینکڑوں علماء اور ہزارہا افراد آپ کے فیوض علمی و روحانی سے مستفید و
مستفیض ہوئے، اتباع سنت اور عظمت سلف کا خاص شغف رکھتے تھے ادبیت اور
عربی و فارسی کی ادبی قوت بے مثال تھی عربی زبان میں بے تکان اور بے تکلف بولتے تھے
عربی کے عظیم شاعر تھے علوم فقہ و حدیث میں امامت کا مرتبہ حاصل تھا غرضیکہ علمی، دینی اور
سیاسی حیثیت سے علماء کی جماعت میں آپ کو نمایاں مقام حاصل تھا۔ اب ایسے
عمیق علم و فہم کے حامل محدث و مدبر اور علوم دینیہ کے جامع ترین عالم کہاں پیدا ہوں گے
ان کی موت تمام عالم اسلام کی موت ہے اور اس دور انحطاط میں یہ بڑا حادثہ ہے افسوس کہ
ہم ایک ذی استعداد، صاحب تصنیف و تالیف اور مہربان بزرگ سے محروم ہو گئے،
حق تعالےٰ سے دعا ہے کہ اس مرد حق کے علمی کارناموں اور خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے
اور انہیں حضرت مرحوم کے لئے ذریعۂ نجات بنائے آمین ثم آمین۔

●

شیخ الاسلام پاکستان

شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی نور اللہ مرقدہ کی رحلت
کے حادثہ جانکاہ کا اجمالی حال تو مفتی زین العابدین کی زبانی کئی دن ہوئے سنا تھا کہ وہ مکہ
آئے اس دن کراچی تھے اور جنازہ میں شریک تھے پھر عزیزم شمیم مکی نے ایک پاکی اخبار دیا
جس میں تفصیل تھی، ابتداً خبر سننے کے بعد جو چوٹ دل پر لگی وہ تو قابل بیان نہیں لیکن جانے
والے کے ساتھ پسماندگان بجز دعاءِ مغفرت اور ایصالِ ثواب کے اور کیا کر سکتے ہیں اس
کا اہتمام خود بھی ہے اور احباب سے بھی تاکیداً کہتا رہتا ہوں کہ اس کے سوا اور کیا کر سکتا ہوں
لیکن خبر سننے کے بعد سے حضرت مولانا مرحوم کے سارے ادوار آنکھوں کے سامنے اور دل
میں گھوم رہے ہیں۔ سب سے اوّل جبکہ مولانا مرحوم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے مدرس
تھے اور یہ ناکارہ اسی سال سہارنپور پہنچا تو حضرت والد ماجد مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی
نور اللہ مرقدہ نے میرا اور مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی مرحوم کا نحومیر کا سبق حضرت مولانا
عثمانی مرحوم کے حوالے کیا تھا تین دن بعد میری اور مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی کی
ایک جھوٹی شکایت حضرت مولانا مرحوم کے پاس پہنچی جس پر ہم دونوں کی مولانا نے پٹائی
کی، دوسرے دن مولانا کو بھی شکایت کا جھوٹا ہونا معلوم ہو گیا تو حضرت مولانا مرحوم نے
مجھ سے معاف فرمانے کو کہا۔ مجھ پر پٹائی کا کیا اثر ہوتا کہ میں اس کا بہت عادی تھا میں نے
حضرت مولانا کی خدمت میں شرینی پیش کی تھی کہ جو کہیں سے آئی تھی۔ مجھے مولانا کا فقرہ
بہت خوب یاد رہے گا کہ ایسی پٹائی بہت ہی مبارک ہے جس پر مٹھائی کھانے کو ملے

اس کے بعد سے تو مولانا مرحوم کی شفقتیں اخیر تک بڑھتی رہی تھیں، چونکہ حضرت مرحوم میرے
والد صاحب کے شریک دسترخوان بھی تھے اس لئے اور بھی تعلقات میں اضافہ ہوتا رہا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب مدرسہ قدیم مظاہر العلوم سہارنپور کے دفتر کی چھت پر
میرے والد صاحب اور حضرت اُستاذی مولانا ظفر احمد صاحب کا قیام تھا اُسی چھت پر
اس کے بالمقابل پیشاب کی جگہ تھی والد صاحب پیشاب کے لئے تشریف لے گئے، راستہ
میں ایک جگہ سے کباب کی خوشبو آئی جو حضرت مولانا عثمانی مرحوم نے کسی طالبعلم سے بعد
مغرب یہ کہہ کر کہ کباب یہاں رکھ دینا میں نفلوں کے بعد لے لوں گا نماز کی نیت باندھ لی،
والد صاحب کے بعد میں پیشاب کو گیا تو والد صاحب کو یہ شبہ ہوا کہ وہ کباب اس نے منگائے
تھے اور پیشاب کے بہانے سے یہ کھا کر آیا ہے مجھے قریب بلا کر یوں کہا کہ "منہ کھول"
اس میں کبابوں کی خوشبو بالکل بھی نہیں تھی پھر مجھ سے مطالبہ فرمایا کہ وہ کباب کس کے ہیں،
میں نے لاعلمی ظاہر کی اوّل تو سختی سے تحقیق فرمایا پھر جا کر ان کو دیکھا تو وہیں رکھے تھے کیونکہ
حضرت مولانا مرحوم اس زمانہ میں شریک دسترخوان تھے جب سب حضرات کھانے کے
واسطے بیٹھے تو حضرت مولانا مرحوم نے کسی طالبعلم سے فرمایا کہ وہاں کباب رکھے ہیں وہ
اُٹھا لاؤ تب حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ کو اطمینان ہوا اور یوں حضرت مولانا عثمانی
مرحوم کی شفقت و محبت نے مار کھانے سے جان چھڑا دی۔

حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ کا معمول تھا کہ کھانا ہمیشہ وعظ کے
بعد نوش فرمایا کرتے تھے اور حضرت مولانا عثمانی قدس سرہ کا دستور یہ تھا کہ اتنے کچھ کھا
نہ لیتے وعظ نہ فرماتے، جب مدرسہ کے جلسے میں تشریف لے جاتے تو جلدی سے اکثر
کے ساتھ ساتھ چلتے چلتے دروازے پر تشریف لاتے اور فرماتے جو کچھ رکھا ہے جلدی

بھیج دو میں دغط نہیں کرسکتا۔ جب خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ تھانہ بھون جاتے ہوئے ایک شب کو سہارنپور ضرور ٹھیرا کرتے تھے اور حضرت اُستاذی مولانا عثمانی مرحوم کا مسکن قاضی خدر جنہ کے اوپر کا حصّہ تھا تو گرمیوں میں عشاء کے بعد سے لے کر صبح کی نماز تک میں، مولانا عثمانی مرحوم اور چچا جان حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ خواجہ صاحب کا کلام سُنتے سُنتے صبح کردیتے تھے۔

جس زمانے میں یہ ناکارہ بذل المجہود شرح ابی داؤد مؤلفہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری چھپوانے کے واسطے ہر ہفتہ تھانہ بھون جایا کرتا تھا تو مولانا شبیر علی صاحب تھانوی مرحوم اور یہ ناکارہ دونوں ہی حضرت مولانا مرحوم کی شان میں بڑے گستاخ تھے۔ ہر وقت ہنسی مذاق رہتا تھا۔ ایک دفعہ ظہر کی نماز پڑھ کر حضرت مولانا مرحوم تشریف لائے اور فرمایا جلدی قلم دوات لاؤ، میں نے مولانا شبیر علی صاحب مرحوم سے کہا جلدی دو کوئی نیا کشف ہوا ہے، مولانا نے غصہ میں فرمایا کہ ہر بات کا مذاق نہیں اُڑایا کرتے، میں نے مولانا شبیر علی صاحبؒ سے تقاضا کیا کہ جلدی کاغذ قلم لاؤ تو مولانا مرحوم نے اس سیاہ کار کو اجازت بیعت لکھی، میں نے پڑھ کر عرض کیا کہ حضرت، میں تو اجازت بیعت کو بہت اُونچی چیز سمجھوں تھا جو مجھ جیسے سیاہ کار کو کبھی ہو سکتی ہے تو میری نگاہ میں اپنی تو کوئی وقعت نہیں بڑھی بلکہ اجازت کی وقعت گر گئی، مولانا نے فرمایا کہ یہ چیزیں ... کی نہیں ہیں تم چپ رہو، چند روز بعد میرے حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ کا والا نامہ اسی سیاہ کار کے پاس پہنچا اس میں بھی کچھ حضرت خلیل احمد صاحبؒ کے شفقت کی بناء پر امید افزا الفاظ تھے، مولانا عثمانی مرحوم نے اس خط کو کھولا اور پڑھا، مولانا وہ خط دیکھ کر میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں پروف دیکھ رہا تھا، اور فرمایا کہ میری تحریر کو تو تو نے گرادیا، حضرتؒ کے خط کو کیا کریگا۔ بہر حال بات پر یاد آرہی ہے اور میں بہت ہجوم میں گھرا ہوا ہوں اور بخار کی وجہ سے بہت مضمحل تھا مگر اس

بے چینی نے یہ چند سطور لکھوا ہی دیں تمہیں تسلی دوں یا اپنے آپ کو؟ مولانا کی شخصیت زہد و تقویٰ، علمی فضیلت اور سیاسی بصیرت کا اجتماع تھی آپ علوم دینیہ اور قانون شرعیہ کے متبحر عالم تھے وہ شریعت کے مزاج کو خوب سمجھتے اور عقل سے تولتے تھے کوئی بات ذمہ داری اور تحقیق سے خالی نہ ہوتی تھی زمانے کے تقاضوں کو خوب سمجھتے تھے اور ان کو شریعت کی کسوٹی پر پرکھنے کی پوری قابلیت رکھتے تھے یعنی ایسے فقیہ اور دانشمند تھے جن کی شریعت کو ضرورت ہوتی ہے بلاشبہ آپ قدیم اسلاف کا نمونہ اور عالم اسلام کے لئے چراغ ہدایت تھے، میں نے اُن کا حال الکمال الاتم کے مقدمہ میں خود اُن کے گرامی نامے کی مدد سے لکھا تھا اُن کی پیدائش اُن کی تحریر کے مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ ہے، آپ کا شجرۂ نسب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے، سند فراغت تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۳۲۹ھ میں مظاہر العلوم میں مدرس مقرر ہوئے۔ اور سات آٹھ سال تک فرائض تدریس سر انجام دیتے رہے، اسی دوران میں نے اُن سے نحو میر وغیرہ کتابیں پڑھیں اس طرح میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ اور چچا جان حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس اللہ سرہٗ کے علاوہ حضرت مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ میرے تیسرے اُستاذ تھے مولانا عثمانی مرحوم حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کے بھانجے تھے انہیں کے زیر سایہ عرصہ تک علمی خدمات انجام دیں، حضرت حکیم الامتؒ تھانوی قدس سرہٗ اور حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا مرحوم پر مکمل اعتماد تھا اور میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ بھی آپ کی علمی قابلیت کے معترف تھے حضرت مولانا عثمانی مرحوم آخر وقت تک تبلیغی جماعت کے سرپرست رہے اور قیام پاکستان کے بعد وہاں کے شیخ الاسلام مقرر ہوئے اللہ تعالیٰ درجات عالیہ نصیب فرمائے آمین ؛

شہیدِ علم رح

آہ! آج مسندِ علم و تحقیق، مسندِ تصنیف و تالیف، مسندِ تعلیم و تدریس، مسندِ بیعت و ارشاد بیک وقت خالی ہو گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

۲۲ ذی قعدہ ۱۳۹۴ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۹۷۴ء اتوار کی صبح حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور واصل بحق ہوئے اس مردِ حق نے زندگی کی نوے منزلیں طے کر کے سفرِ آخرت کے لئے قدم اٹھایا ختم ہونے والی زندگی ختم ہوگئی اور نہ ختم ہونے والی زندگی کے لئے عالمِ برزخ میں قدم رکھا مولانا عثمانی کی ذات سے تھانہ بھون اور سہارنپور کی پوری تاریخ وابستہ تھی آپ عالم تھے اور ذکی عالم فقیہہ تھے اور محدث رجال حدیث کے محقق تھے اصول حدیث کے نہ صرف ماہر بلکہ اس علم کے نہمات کو کتب حدیث و رجال سے تلاش و جستجو کے ذریعہ جمع کرنے والے تھے اکابر امت اور مشائخ کی توجہات کا مرکز رہے مراکز علم میں علوم حاصل کئے اور مرکز صدق و صفا میں تربیت پائی، حکیم الامت تھانویؒ کی محبت و شفقت کے زیر سایہ تمام علمی و تصنیفی کارنامے انجام دیئے علمی جواہرات کو ملفوظات و تقریرات کی صورت میں قلم بند کرتے کرتے خود صاحبِ جواہرات بن گئے۔ نسبی نسبت نے علمی و عرفانی نسبت تک پہنچا دیا، تقریر و تحریر میں حکیم الامت کے جلوے نظر آنے لگے، عربی

کے ادیب تھے شاعر تھے عربی نظم و نثر پر یکساں قدرت تھی علمی کمالات کے ساتھ مزاج میں حد درجہ سادگی تھی مولانا عثمانی کی وفاداری اور اخلاص شک و شبہ سے بالاتر تھا۔ بیشمار چھوٹی بڑی کتابوں کے مصنف تھے اگر ان کی تصانیف میں اعلاء السنن کے علاوہ اور کوئی تصنیف نہ ہوتی، تنہا یہ کتاب ہی علمی کمالات، حدیث و فقہ و رجال کی قابلیت و مہارت اور نکتہ و تحقیق کے ذوق محنت و عرق ریزی کے سلیقہ کے لئے برہانِ قاطع ہے۔ اعلاء السنن کے ذریعے حدیث و فقہ اور خصوصاً مذہب حنفی کی وہ قابلِ قدر خدمت کی ہے جس کی نظیر مشکل سے ملے گی، یہ کتاب ان کی تصانیف کا شاہکار اور فنی و تحقیقی ذوق کا معیار ہے، علمی جواہرات کی قدر شناسی وہی شخص کر سکتا ہے جس کی زندگی اسی وادی میں گزری ہو، دور دراز مواضع الہ غیر مظان سے جواہرات نکال کر خوبصورتی سے سجا کر رکھ دینا یہ وہ قابلِ قدر کارنامہ ہے۔ جس پر جتنا رشک کیا جائے کم ہے، مولانا موصوف نے اس کتاب کے ذریعہ جہاں علم پر احسان کیا ہے وہاں حنفی مذہب پر بھی احسانِ عظیم کیا ہے۔ علماءِ حنفیہ قیامت تک اُن کے مرہونِ منت رہیں گے بلاشبہ اس بے نظیر کتاب میں حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کے انفاسِ قدسیہ اور توجہاتِ عالیہ اور ارشاداتِ گرامی کا بہت کچھ دخل ہے لیکن حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے ان کا ظہور پذیر ہونا ان کے کمال کی دلیل ہے۔

۱۳۵۷ھ میں جب راقم الحروف قاہرہ میں مجلسِ علمی کی طرف سے ایک علمی خدمت پر مامور تھا اور میرے رفیق کار مولانا سید احمد رضا صاحب بجنوری تھے اس وقت حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ نے اعلاء السنن کے طبع شدہ اجزاء بھیجے اور خواہش ظاہر کی کہ جب تمہیں اس کی ضرورت ہو اپنے پاس رکھو اور ضرورت کے بعد حضرت شیخ محمد زاہد الکوثری کو ہدیہ پیش کر دیں اور اگر ان کے ذریعے قاہرہ میں عمدہ ٹائپ سے طبع ہو سکے تو بہت اچھا ہے اور بقیہ اجزاء

غیر مطبوعہ بھی نقل کرواکر ارسال کر دوں گا۔ حضرت شیخ کوثری اس وقت دنیائے اسلام کے محقق عالم اور نادرۂ روزگار تھے اور علماء احناف کے سرمایۂ افتخار اور بے نظیر محقق وسیع النظر متبحر عالم تھے۔ ترکی الاصل تھے فتنۂ کمالیہ میں وطن سے ہجرت کر کے مصر میں مقیم تھے جب کتاب میں نے پیش کی تو حضرت شیخ نے مطالعہ کر کے فرمایا کہ احادیث احکام میں حنفیہ کے نقطۂ نگاہ سے اس کتاب کی نظیر نہیں اور فرمایا کہ یہ مجھے دیکھ کر حیرت ہوئی ہے کہ قدمائے سلف کی کتابوں میں بھی اس استیعاب واستیفاء کے ساتھ ادلۂ حنفیہ کو جمع کر کے اس کی تحقیق و تنقیح کی مثال مشکل سے ملے گی اور پھر وہ تقریظ تحریر فرمائی جو کتاب کے ساتھ طبع ہوئی ہے۔ اعلاء السنن کا مقدمہ "انہاء السکن" کے نام سے تالیف فرمایا یہ مقدمہ اصولِ حدیث کے نوادر اور نفائس پر مشتمل ہے تمام کتب رجال اور کتب حدیث اور کتب اصول حدیث سے انتہائی عرق ریزی کے ساتھ وہ نفائس جمع کر دیئے ہیں کہ عقل حیران ہے بجائے خود ایک مستقل بے مثال کتاب ہے۔

حلب کے مایہ ناز عالم ربانی اور دنیائے اسلام کے محقق فاضل اور ہمارے مخلص محترم کرم فرما الشیخ ابوغدۃ عبدالفتاح کو حق تعالیٰ شانہ جزائے خیر عطا فرمائے کہ جنہوں نے مصنف سے اجازت لے کر کتاب کا نام "قواعد الحدیث" تجویز فرمایا اور اس پر قابل قدر تعلیقات واضافات و مقدمہ لکھ کر علم اور اہل علم پر احسان عظیم فرمایا اور نہایت آب و تاب کے ساتھ زیور طبع سے آراستہ کیا کہ جسے دیکھتے ہی دل سے دعا نکلتی ہے کتاب جس خدمت کی مستحق تھی الشیخ ابوغدہ عبدالفتاح اطال اللہ بقاءہ نے اسی خدمت کو خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ قیامت تک آنے والی نسلیں ان کی احسان مند رہیں گی۔

بہر حال کہنا یہ ہے کہ اس شہید علم کی یہ ایک کتاب ہی ان کی آئینہ کمالات ہے

اگر اور تصنیف نہ بھی ہوتی تو صرف یہ ایک کتاب ہی کافی وشافی تھی حالانکہ ان کے قلم خوب رقم سے کتنے جواہرات مرصع خزانہ علم میں آئے ہیں ان کی قابلِ رشک زندگی کا پہلو یہ ہے کہ آخر لمحہ حیات تک تدریس حدیث اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے! اعلاء السنن کا پہلا حصہ جو احیاء السنن کے نام سے چھپا تھا وہ نامقبول ہوا تھا اور اس میں کچھ ایسی چیزیں آگئی تھیں جس سے کتاب کا حسن ماند پڑ گیا تھا اس کو دوبارہ اُدھیڑ کر "خذ ما صفا ودع ماکدر" کے پیش نظر جدید تصنیف بنائی حق تعالیٰ کی ہزار ہزار وں رحمتیں ہوں اس شہید علم پر جس نے آخری لمحہ زندگی کو خدمتِ علم میں خرچ کیا۔

مظاہر العلوم سہارنپور سے فراغتِ علوم کی سند حاصل کی اور وہیں عرصہ تک درس و تدریس علوم کی خدمت انجام دیتے رہے پھر ڈھاکہ وغیرہ میں رہے کچھ عرصہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں رہے اور آخری زندگی کے تقریباً بیس سال دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو اللہ یار میں گزارے افسوس کہ یہ سال علمی سانحوں سے لبریز ہے حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی کی وفات ایک علمی حادثہ تھا اور اس کے زخم ابھی مندمل نہ ہونے پائے تھے۔ کہ حضرت عثمانی کے عظیم سانحہ نے ہمارے قلوب کو مجروح کر دیا صدمہ اس بات کا ہے کہ ان اکابر کے رخصت ہو جانے سے ان کی مسند علم و فضل ہمیشہ کے لئے خالی ہو جاتی ہے اور کوئی اس کو پُر کرنے والا مستقبل میں بھی نظر نہیں آتا ہے عرصہ دراز سے یہ دردناک سلسلہ یوں ہی جاری ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حق تعالیٰ حضرت عثمانی مرحوم کو رحمت و رضوان کے درجات عالیہ سے سرفراز فرمائیں اور ان کی علمی خدمات کو قبول فرمائیں اور ان کے لئے اجر و ثواب کا عظیم سرمایہ بنائے اور ان کے زلات سے درگزر فرمائیں۔ آمین۔

حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی مدظلہ

اُستاذ الکل حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

جامع شریعت و طریقت، محدثِ زماں، محققِ دوراں اُستاذ الکل حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے مربی، مرشد، سرپرست اور محترم بزرگ تھے اُن کے اس قدر بے پایاں احسانات تھے کہ ہم کیا ساری قوم ان کی احسان مند ہے۔ ہمارے درمیان سے ان کا اُٹھ جانا اتنا عظیم نقصان ہے کہ بیان سے باہر ہے اُن کی وفات سے تمام علمی و دینی حلقے یتیم ہو گئے ہیں اور پاکستان اپنے مذہبی بانی و سرپرست سے محروم ہو گیا ہے حضرت مولانا عثمانی رحمۃ اللہ قدس سرہٗ پورے برصغیر پاک و ہند میں اسلاف کی یادگار اور اُستاذ الکل کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حسنِ ظاہر اور حسنِ باطن سے نوازا تھا، اتباعِ سنت اور صدق و صفا کے مجسم پیکر تھے۔ علم و عمل کے سمندر اور متانت و وقار کے پہاڑ تھے۔ آپ کا اخلاقی معیار بہت بلند تھا، آپ کی زبان کذب، غیبت، بدگوئی، بہتان تراشی کسی کی حق میں توہین آمیز کلمات نیز اپنی بڑائی اور کسی کمال کے دعویٰ کرنے سے قطعاً ناآشنا تھی۔ آپ کا حلم و صبر، تواضع و خاکساری بے مثال تھی، آپ کا علمی مقام بھی بہت بلند تھا، آپ نے جن اکابر و علماء و مشائخ سے فیضِ علمی و روحانی حاصل کیا ان کا علم و تقدس دنیائے اسلام میں ممتاز اور ان کے فیوض و برکات سے تمام روئے زمین روشن تھی ان بزرگ اور عظیم ہستیوں میں حضرت حکیم الامتؒ مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ عارف باللہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ، امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ

اور حضرت مولانا سید اصغر حسین دیوبندیؒ اور حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلویؒ جیسے اکابر شامل ہیں، پھر انھیں بزرگوں کے زیرِ سایہ علمی، تصنیفی اور تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے حضرت حکیم الامتؒ قدس سرہٗ کے ایماء پر ایسی عظیم کتابیں تالیف فرمائیں کہ علمی دنیا قیامت تک جن پر ناز کرتی رہے گی۔ آپ کا علم بحرِ بے پایاں اور عمیق تھا دوسرے علوم کے علاوہ فقہ و حدیث کے امام تھے۔ احقر کی درخواست پر مشرقی پاکستان سے آپ دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار کے شیخ الحدیث کے عظیم منصب کے لئے تشریف لائے اور آخر دم تک درس و تدریس، تحریر و تقریر اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا اور لاکھوں بندگانِ خدا کی ظاہری و باطنی اصلاح فرمائی۔ آپ نے اپنی عمر کا آخری حصہ اکثر ذکر و اذکار، فکر و مراقبہ، تبلیغ و ارشاد اور درسِ حدیث کی خدمت میں گزارا لیکن ملکی حالات قومی اور دینی خدمات اور ملک میں دینی و اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے آخر وقت تک کوشاں رہے اور لادینی عناصر کے مقابلہ میں ضعف و پیرانہ سالی کے باوجود میدانِ عمل میں نکل آتے تھے بہرحال ان تمام علمی و روحانی کمالات اور بین الاقوامی عظیم شخصیت ہونے کے باوجود مواضع شہرت سے بیگانہ تھے، تواضع و انکساری کا پیکر تھے غرض حضرت عثمانی قدس سرہٗ کے متعلق کیا عرض کیا جائے"

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار
گل چینِ بہار تو ز داماں گلہ دارد

حضرت مولانا عثمانی مرحوم کی علمی اور دینی خدمات کے علاوہ سیاسی و ملی خدمات بھی ناقابلِ فراموش ہیں۔ تحریکِ پاکستان میں شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور قائدِ اعظم محمد علی جناح مرحوم کے دوش بدوش بڑی سرگرمی سے عملی حصہ لیا اور سنہ ۱۹۴۵ء میں تحریکِ پاکستان کے حامی علماء کی مرکزی جمعیت علماء اسلام کی بنیاد رکھی، صوبہ سرحد

سلہٹ کے ریفرنڈم اور پاکستان کی بنیاد پر ہونے والے الیکشن میں مولانا عثمانی مرحوم کی گرانقدر خدمات تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھی جائیں گی۔ حق گوئی اور بیباکی ہمیشہ آپ کا شیوہ رہا، ور اپنے اصولوں پر ہمیشہ سختی سے ڈٹے رہے اور اس ضمن میں کسی کی پرواہ نہ کی، الغرض حدیث وفقہ اور تفسیر میں آپ کی عربی تصنیفات اپنی جگہ باقی رہنے والا علمی وعملی عظیم کارنامہ ہے۔ موت العالم موت العالم ایسے ہی بزرگوں کی ذات کے لئے کہا گیا ہے اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک

آفتاب علم وعمل

محدثِ جلیل حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی قدس سرہٗ العزیز کے سوانح وعلوم و معارف کے ترتیب و تدوین کا جذبہ نہایت قابلِ تحسین ہے۔ حق تعالیٰ غیب سے دستگیری فرمائے اور اسلاف سے محبت وتعلق میں مزید ترقی نصیب فرمائے، میں اِن دنوں عارضۂ قلب کی وجہ سے نہایت ضروری فرائض کے علاوہ مشاغل سے بھی معذور ہوں۔ اس لئے مفصل کچھ لکھنے کی نہ فرصت ہے اور نہ ہی سکت ہے۔ اُن کے اوصاف وکمالات اور خدمات جلیلہ کے بیان کے لئے تو وقت چاہیئے، افسوس کہ اس آفتاب علم وعمل کے متعلق زیادہ لکھنے سے معذور ہوں صرف چند سطور تحریر کئے دیتا ہوں۔

حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ کی زندگی اس قحط الرجال میں ایک مثالی زندگی تھی۔ اب اِس دور کے بعد شاید ہی ایسے بے لوث اور سراپا اخلاص وعمل بزرگ مل سکیں گے، جو نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک مختلف مدارس عربیہ کے فرش پر بیٹھ کر تشنگانِ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم نبویہؐ سے سیراب کرتے رہے ہوں، آپ کے تلامذہ میں ایسے مشاہیر علماء بھی شامل ہیں جو خود اپنے وقت کے بہت بڑے محدث مدبر، مفکر، متکلم اور جامع علوم وفنون کے ماہر ثابت ہوئے ہیں، آپ کی پوری زندگی

قرونِ اولیٰ کے محدثین کا نمونہ تھی اور جس طرح ہندوستان کی سرزمین میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے حدیثِ نبوی کی قندیل روشن کی اسی طرح ہندو پاک کے مختلف علاقوں میں حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ نے حدیثِ رسولؐ کے چراغ جلائے بلکہ آپ کی سب سے بڑی خصوصیت یہی ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ جلیلہ سے نوازا تھا پھر حکیم الامتؒ قدس سرہٗ جیسے مرشد ہادی شیخ کامل کی رہنمائی اور سرپرستی میں علمی خدمات سرانجام دینے کا موقع عطا فرمایا اور اپنے ذہانت و تبحرِ علمی کے بدولت احادیثِ مبارکہ سے مذہب حنفی کی تائید و تقویت کا عظیم الشان کارنامہ اعلاء السنن جیسی تصنیف کی شکل میں سرانجام دیا جس پر حنفی دنیا بالخصوص اور تمام علمی دنیا بالعموم ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔

حق تعالیٰ نے انھیں کمالاتِ علمی کے ساتھ ساتھ اسلاف کی طرح زہد و تقویٰ، سادگی اور تواضع و للٰہیت سے بھی نوازا تھا۔ آپ نے ارشاد و تزکیۂ باطن میں ایک نامور شیخ کا بلند مقام پایا تھا، تقسیم کے بعد رونما ہونے والے حالات اور لادینی لہروں اور فتنوں پر آپ کو سخت صدمہ تھا وہ ہمیشہ حتی المقدور اصلاح احوال کے لئے سعی فرماتے رہے، دینِ حق پر جب بھی کوئی نازک وقت آیا اور دین کی متاعِ مقدس پر اہلِ زیغ و الحاد نے جب کوئی دست اندازی کرنا چاہی یا دینی اقدار میں رخنہ ڈالنا چاہا تو حمیتِ دینی سے سرشار بڑھاپے اور بیماری کے احساس سے بے نیاز یہ مردِ حق اعلاءِ حق کے لئے میدان میں کود پڑتے تھے، تحریکِ پاکستان کی تاریخ اس عمر رسیدہ محدث کی قربانی اور جذبۂ حریت کو کبھی فراموش نہ کر سکے گی اور دنیا اس علم و عمل اور دعوت و عزیمت کے اس بطلِ جلیل پر ناز اں رہے گی۔

افسوس کہ اکابر و اسلاف سب ہی رخصت ہو رہے ہیں، آثارِ قیامت ظاہر ہیں۔ یہ بزرگانِ دین آئے اور زندگی کے روشن مینار ان فتنوں کے اندھیروں میں جلا کر چلے گئے۔ اب ہمیں انھیں بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنا چاہیئے۔ حق تعالیٰ حضرت عثمانی قدس سرہٗ کی مساعیٔ جمیلہ اور خدماتِ جلیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت بخشے اور اُمت کے لئے اصلاح و فلاح کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی مدظلہٗ

ایک ولیٔ کامل
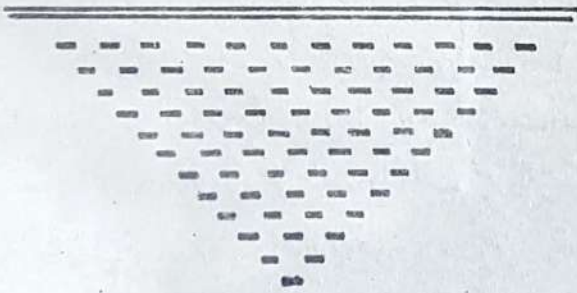
امام المحدثین، شیخ العصر، عارف باللہ، فقیہ الامت، محققِ اسلام، مجاہدِ اعظم حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہٗ کا وصال صرف پاکستان کے لئے سانحہ نہیں بلکہ ساری امت کا نقصان عظیم ہے اِس حادثے نے تو ہماری کمر توڑ دی ہے اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو درجات عالیہ نصیب فرمائے۔ آمین:

حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ کی ذاتِ اقدس علم و عمل اور شریعت و طریقت کا مجمع البحرین تھی اُن کی ذات پورے برصغیر میں بقیۃ السلف تھی، آپ میں علم و حکمت اخلاق و کردار تقویٰ و طہارت اور ولی کامل کی تمام صفات موجود تھیں، آپ کی حیات مستعار تدریس و تبلیغ و اصلاح و ارشاد اور خدمتِ اسلام میں بسر ہوئی، زندگی بھر علم و حکمت آپ کا زیور اور حیا و شرافت آپ کا لباس رہا، غرض یہ کہ علمی شغف و انہماک، تبحر و تعمق کے ساتھ تواضع و فروتنی، ہر لمحہ اتباع سنت کا جذبہ، اصلاحِ نفس و ہدایت خلق کی انتھک سعی اور دینی و اسلامی خدمات جلیلہ حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ کی زندگی کے وہ درخشاں نقوش و خطوط ہیں جن پر آپ کے تلامذہ، متوسلین اور مریدین اور عقیدت مند چل کر سرمایۂ دارین حاصل کر سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اُن کے نقشِ قدم پر چلائے آمین۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اتنے علم و عمل اور زہد و تقویٰ کے باوجود

آپ ایک حجرہ نشین صوفی ہی نہیں تھے جو ساری دنیا کو چھوڑ کر حجرہ میں بیٹھ کر صرف گیان دھیان میں لگے رہے ہوں بلکہ زہد و عبادت و درس و تدریس کی کثرت کے ساتھ ساتھ ملکی سیاسیات میں آپ کا کردار بہت بلند اور آپ کا حصہ بہت زیادہ تھا، تجار، رؤسا اُمراء اور حکمرانوں میں بھی آپ کو اعلیٰ مقام حاصل تھا اور پھر علماء و فقہاء اور محدثین وقت کے تو آپ امام تھے قانون اسلامی کے مدوّن و مرتب کی حیثیت سے آپ کی مصروفیات کا تو اندازہ نہیں اور جد و جہد نظامِ اسلام کے نفاذ کے لئے تو آخر دم تک کوشاں رہے۔

آپ نے تحریک پاکستان میں جو زبردست خدمات انجام دیں تاریخ اُس کی شاہد ہے اِس صلہ میں جب پاکستان وجود میں آیا تو قائد اعظم مرحوم نے آپ کے دستِ مبارک سے مشرقی پاکستان میں پرچم کشائی کرائی، آپ کی اور شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی جد و جہد اور سعی سے مشرقی پاکستان میں سلہٹ اور سرحد پاکستان کا حصہ بنے، اس ملک کے لئے حضرت مولانا مرحوم اور آپ کے بزرگوں نے جو قربانیاں دیں وہ کسی سے مخفی نہیں، پاکستان معرض وجود میں تو ۱۹۴۷ء میں آیا مگر اس سلسلے میں سعی و کوشش کی خشت اول ۱۸۵۷ء میں آپ ہی کے بزرگوں یعنی علمائے تھانہ بھون ضلع مظفر نگر نے رکھی تھی ہندوستان پر انگریزوں کے تسلط کے ساتھ جو خطرہ مسلمانوں کے دین و دنیا کو لاحق ہوا اس کا سدِ باب کرنے کے لئے حضرت مولانا عثمانیؒ کے قدیم بزرگوں میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب تھانوی مہاجر مکیؒ، حضرت حافظ ضامن شہید تھانوی وغیرہ حضرات اور اطرافِ ملک میں ان بزرگوں سے تعلق رکھنے والوں نے ہی سب سے اول جہاد سے کام لیا بہت سے علماء و بزرگ اس میں شہید ہوئے اور بہت سے ہجرت کر گئے، انگریزوں نے آپ کے ننہال قصبہ تھانہ بھون کے سب مسلمانوں کی تمام صحرائی، ہسکنائی

جائدادیں ضبط کر لی تھیں۔ یہ حکومتِ برطانیہ کی طرف سے اس حقیقت پر مہرِ تصدیق ثبت کرنے کے مترادف ہے کہ اس جہادِ آزادی کے بانی حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ کے بزرگ اور خاندان ہی کے لوگ تھے، پھر دینی خطرات کو محسوس کر کے جگہ جگہ دین کے مدرسے قائم کرنا جن کی بدولت آج ما سلام، پاکستان و ہندوستان میں دنیا سے زیادہ نمایاں مل رہا ہے، اسی سرچشمہ کا فیض ہے کہ اس کے بعد ریشمی رومال کی تحریک، پھر خلافت کمیٹی کا کام انہی بزرگوں کے جانشینوں کے کارنامے ہیں، پھر تحریکِ پاکستان میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ اور شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی تھانوی قدس سرہٗ کانگریس سے اختلاف میں اپنے ماموں اور مرشد حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے دستِ راست تھے، زیادہ تر علمی خدمات میں حضرت مولانا عثمانی رحمۃ اللہ ہی پیش پیش تھے، خلافت کمیٹی کے زمانہ میں جن لوگوں نے بائیکاٹ، قتل کی دھمکیاں، گالیاں اور طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں، حضرت حکیم الامتؒ قدس سرہٗ کے ساتھ حضرت مولانا عثمانی مرحوم بھی برابر اس کا نشانہ بنے رہے اسی طرح لیگ کانگریس کی آویزش میں بھی ہدفِ ملامت بنتے رہے مگر جس صورت کو حق اور اسلام و مسلمانوں کے لئے مفید سمجھا ان بزرگوں کے قدم اس سے ڈگمگا نہ سکے اور عملی و تحریری طور پر بڑی سرگرمی سے تحریکِ پاکستان میں حصہ لیا اسی لئے حضرت عثمانی قدس سرہٗ بھی پاکستان کے حقیقی معماروں میں شمار تھے اور پاکستان کے مذہبی سرپرست اور ملتِ اسلامیہ کے عظیم دینی اور روحانی پیشوا تھے۔

حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ کی مثال اس دور میں ملنا مشکل ہے اور ایسی عظیم ہستی اب

کہاں پیدا ہو کہ جس کی رگ رگ میں دین بھرا ہو، جس کی پوری زندگی تقویٰ و طہارت، خوفِ خدا اور حبِ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مزین ہو۔ علمِ دین کی پوری گہرائی میں غوطہ زن ہو۔ اور باطن میں معرفت و تزکیہ نفس کے اعلیٰ پیمانہ پر ہو اور اول دن سے پاکستان کی بنیادوں کو راسخ کرنے والی ہو اور باطل کے مقابلہ کلمۂ حق ادا کرنے والی ہو، ایسی عظیم ہستی صحیح معنوں میں پاک و ہند میں دوسری ملنی مشکل ہے۔

حضرت مولانا عثمانی مرحوم کو ابو داؤد شریف کے شارح حضرت مولانا شاہ خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ اور مجددِ ملت حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ کے درباروں سے فیض حاصل ہوا۔ اس لئے آپ کا باطن دو آتشہ بن گیا۔ پھر علم کی گہرائی وسعتِ معلومات اور عام حالات پر نظر کے لئے خانقاہ اشرفیہ تھانہ بھون میں برس ہا برس عملاً خدمتِ افتاء میں مشغول رہے اور عجیب و غریب اونچی سطح کی علمی تالیفات نوکِ قلم سے منصۂ شہود پر آئیں، وہ عجیب و غریب کتابیں کہ جن کی مثال سے دنیا خالی تھی اور ایک ہزار سال سے اب تک ایسی کتابیں کسی سے نہ پیش ہوئی تھیں وہ حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ نے قلمِ فیض رقم سے حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کی نگرانی اور حکم کے تحت وجود میں آئی ہیں جن کی ابتداء تو حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ نے فرمائی تھی اور ان کی کتابی شکل حضرت مولانا عثمانی مرحوم کے قلم سے نمودار ہوئی، ایک اعلاءُ السنن دوسری احکام القرآن دونوں عربی میں ہیں۔ فقہ اسلامی حنفی کن کن آیات و احادیث سے ماخوذ ہے یکجائی طور پر اس کے لئے اب تک کوئی ایسی کتاب دنیا بھر میں موجود نہ تھی، احکام القرآن میں آیات و الفاظِ قرآنی سے ان کے ماخذ اور طریقہ ہائے اخذ پیش فرمائے ہیں۔ اور اعلاءُ السنن کی بیس ضخیم جلدوں میں وہ احادیث مع صحت و جوابات شبہات و شرح پیش کی ہیں جن سے فقہ

حنفی ماخوذ ہے۔ کم علم یا پروپیگنڈا والے لوگ بیباکی سے یہ کہہ دیا کرتے تھے کہ مذہب حنفی تو صرف قیاسات کا مجموعہ ہے اور اس طرح مسلمانوں میں ایک نیا فرقہ بنا ڈالا تھا یہ دونوں کتابیں ان کے لئے سرمایۂ بصیرت اور احناف کے لئے سرمایۂ اطمینان ہیں جو ہزار سال کے بعد یکجائی طور پر عالمِ وجود میں آگئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ کو ان تمام خدمات کے بہترین صلات عطا فرمائیں اور ہمیں اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ اُن کو درجاتِ عالیہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا شمس الحق افغانی مدظلہٗ

حضرت علّامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

آج کے اس دور میں جب کہ علمی انحطاط روز افزوں ہے اور قابلِ احترام علمی شخصیتیں یکے بعد دیگرے اُٹھتی چلی جا رہی ہیں علم کی چمک دمک ماند ہوتی جا رہی ہے اور علم کی بزم سونی سونی سی دکھلائی پڑتی ہے ابھی تو حضرت علّامہ محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت سے زخم ہرے ہی تھے کہ علم نبوت کا ایک دوسرا آفتاب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا اور دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار کی مسندِ حدیث ویران ہو گئی جس مسند پر حضرت علّامہ ظفر احمد عثمانی قدس سرہٗ درس بخاری شریف دیا کرتے تھے وہ آج اپنے شیخ سے خالی ہو چکی ہے۔ حضرت علّامہ عثمانی کی وفات کا حادثہ علمی دنیا کے لئے ایک زبردست المیہ ہے۔ حضرت عثمانی کی شخصیت ان چند گنے چنے لوگوں میں سے تھی جن کے نام ہی سے دل و دماغ ان کی جلالتِ علمی اور عظمت و شان کا وزن محسوس کرتے ہیں آہ! آج یہ دنیائے علم و فضل کا گوہر نایاب بھی ہم سے رخصت ہو چکا ہے اور دُنیائے علم و ادب ایک ایسی عظیم المرتبت شخصیت سے محروم ہو گئی ہے جس کا بدل شاید آئندہ چشمِ فلک نہ دیکھ سکے۔

حضرت علّامہ ظفر احمد عثمانی دار العلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور کے ساختہ پرداختہ اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے علوم و معارف

کے اُس وقت سب سے بڑے امین تھے آپ کی وفات سے جہاں دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور کو سخت دھکا پہنچا ہے وہیں اشرفی علوم کی دنیا ایک ناقابلِ تلافی نقصان سے دوچار ہوئی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت عثمانی، حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کی ایسی علمی و روحانی یادگار تھے جنھیں دیکھ کر حضرت حکیم الامتؒ تھانوی کی یاد تازہ ہوتی تھی، ان کی ذات حضرت حکیم الامت کے علوم و معارف کو خاص طور پر اپنے اندر جذب کئے ہوئے تھی اور بلا مبالغہ حضرت حکیم الامتؒ کے موجودہ خلفاء اور فیض یافتہ حضرات میں حضرت عثمانی کو جو حضرت حکیم الامتؒ کے علوم و معارف سے مناسبت تھی اتنی مناسبت کم ہی لوگوں کو رہی ہے۔ حضرت عثمانی کا سینہ اشرفی علوم کا گنجینہ تھا جس کی شاہد ان کی تالیفات ہیں خصوصاً فقہ و حدیث کی مایۂ ناز تالیف "اعلاء السنن" جو حضرت حکیم الامتؒ تھانوی کے حکم پر لکھی گئی تھی اُس سے جہاں آپ کے علم حدیث و رجال میں مرتبہ بلند کا پتہ چلتا ہے وہاں حضرت حکیم الامتؒ کے علوم و معارف سے گہری مناسبت سچی عقیدت اور قلبی تعلق کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ کی نظر بڑی وسیع تھی۔ اور آپ کا مطالعہ بڑا عمیق تھا، آپ کی فقہی اور حدیثی بصیرت ہمہ جہتی اور ہمہ گیر تھی، آپ کا علم بڑا اونچا اور حافظہ غضب کا تھا۔ متقدمین و متاخرین کی کتابوں کا آپ نے گہرا مطالعہ کیا تھا۔ لیکن ان سب کے باوجود حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے علوم و معارف کی بزم جب آپ اپنی تالیفات میں سجاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ تحقیق کی دنیا میں یہی وہ آخری تحقیق ہے جس پر آپ کو اطمینان ہے۔

ویسے تو حضرت عثمانی کا ہر فن میں علمی مقام بہت اُونچا تھا لیکن علم حدیث و فقہ اور اس

کے متعلقات اور علم ادب ایسے فنون تھے جن میں آپ کا مقام معاصر علماء میں بہت بلند تھا۔ علم حدیث و فقہ میں آپ کے بلند مقام کا اندازہ کرنے کے لئے "اعلاء السنن" کافی ہے جو ہزاروں صفحات میں اہل علم کے لئے ہے اور جن کو فن حدیث و فقہ سے کچھ مناسبت ہے انھیں اندازہ ہوگا کہ حضرت عثمانی کا علم فقہ و حدیث میں پایہ کتنا بلند تھا اور ان کا مطالعہ کتنا وسیع اور ان کا علم کتنا عمیق تھا ان کی نظر کتنی گہری تھی اور ان کا حافظہ کتنا قوی تھا۔

حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی صاحبؒ کا ادبی مقام بھی بہت بلند تھا خصوصاً عربی ادب میں تو آپ کا پایہ معاصرین علماء میں بہت ہی اونچا تھا جس کا اعتراف بلادِ عربیہ کے ادباء اور علماء کو بھی تھا، عربی زبان پر آپ بالکل ایک صاحب زبان کی طرح عبور رکھتے تھے بلا تکلف بولتے تھے، بلا تکلف لکھتے تھے اور بلا تکلف عربی کے اشعار کہتے تھے جو اپنی زبان و بیان اپنے تیور اور اپنے انداز میں کسی بھی عربی شاعر کے اشعار کے مقابلہ میں رکھے جا سکتے ہیں طویل طویل عربی قصائد آپ بلا تکلف کہہ سکتے تھے غرضیکہ آپ کے عربی و ادبی ذوق و مہارت کے لئے آپ کی تالیفات "اعلاء السنن" اور "احکام القرآن" بہترین نمونہ ہیں۔ آپ کے اس علمی و ادبی ذوق اور آپ کی جامع شخصیت کا اعتراف عالم اسلام کے بلند پایۂ علماء نے کیا ہے۔ عربی اور اسلامی دنیا میں آپ کی شخصیت جانی پہچانی ہے بڑے بڑے صاحب علم و ادب سے آپ کا تعارف ہے اور بلادِ عربیہ کے اہل علم کی مجلس میں آپ کا وزن ہوتا تھا اور لوگ آپ کی جلالت علمی عظمت و رفعت اور ادبی براعت سے متاثر تھے۔ علامہ زاہد الکوثری جیسے صاحب نظر و محقق عالم کو آپ کے علم کا اعتراف تھا۔

حضرت عثمانی کا ہمیشہ سے یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ اُن کے عمل کی جولانگاہ کبھی ایک نہیں رہی وہ بیک وقت مختلف میدانوں کے مردِ رہے تھے اگر وہ ایک طرف درس و تدریس اور افادہ و استفادہ میں مشغول تھے تو دوسری طرف تالیف و تصنیف میں اُن کا قلم اپنی جولانی دکھلاتا رہا تھا اور وعظ و خطابات اور دعوت و ارشاد کے ممبر جس ان کی صدائے حق سے گونجتے تھے، اگر ایک طرف خانقاہ آباد کئے ہوئے تھے تو دوسری طرف میدانِ حرب و ضرب کے بھی مجاہد تھے، ایک طرف عابد و زاہد اور تہجد شب گزار تھے تو دوسری طرف میدانِ سیاست و قیادت کے بھی رجال کار تھے غرض آپ شریعت و طریقت اور دین و سیاست کے سنگم تھے اور تمام علوم و فنون میں جامع تھے اور یہی جامعیت تھی کہ جس نے آپ کو ابنائے زمانہ کی نگاہ میں بہت بلند مقام دیا اور آپ کی عظمت و رفعت کے سامنے سب کی گردنیں جھک گئیں۔

بہرحال حضرت علامہ ظفر احمد صاحب عثمانی ایک زبردست عالم و محقق، عظیم محدث، فقیہ اور کامل شیخ طریقت تھے اُن کا ہم میں سے اُٹھ جانا واقعی بہت بڑا نقصان ہے۔ حق تعالےٰ ان کو درجات عالیہ نصیب فرمائے۔ آمین ⁂

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی

اُستاذ العلما حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رح

آپ دورِ حاضر کے ان نامور علماء و محققین میں سے تھے جن پر نہ صرف برصغیر بلکہ پورا عالم اسلام بجا طور پر فخر و ناز کر سکتا ہے آپ اس صدی کے سب سے بڑے مجدد حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کے اخص الخواص شاگرد رشید اور اجل خلفاء میں سے تھے بلکہ بعض معاملات اور خصوصیات کے اعتبار سے اپنے نامور استاذ اور شیخ سے خصوصی نسبت رکھتے تھے عرصہ تک اپنے شیخ مکرم کے ساتھ رہے اور ان کی صحبتوں سے مستفید ہوتے رہے۔ آپ ان نابغۂ روزگار ہستیوں میں سے تھے جو کہیں قرنوں میں پیدا ہوتی ہیں آپ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے یوں تو جملہ علوم دینیہ میں آپ کو درک حاصل تھا مگر حدیث، تفسیر، فقہ اور تدریس ان کا حقیقی میدان تھے آپ ایک جید عالم دین ہی نہیں ایک بے مثل محدث اور عدیم النظیر فقیہہ بھی تھے۔ آپ مصنف بھی تھے اور شارح بھی آپ کی شہرت و وقار اور عظمتِ علمی کا چرچا بلادِ اسلامیہ عرب، افریقہ، مشرق بعید، یورپ اور امریکہ سب جگہ تھا عربی ادب پر آپ کی نظر نہایت گہری اور وسیع تھی عربی اُن کا اوڑھنا بچھونا تھی وہ عربی کے بلند پایہ انشاء پرداز اور شاعر و ادیب تھے نہایت فصیح و بلیغ عربی بولتے تھے۔ میں نے آپ سے متعدد بار ملاقات کی یہ ملاقاتیں تحقیقی کاموں کے سلسلہ میں ہوتی تھیں میں نے جس مسئلہ پر گفتگو کرنا چاہی آپ نے اُسی پر سیر حاصل تقریر فرمائی، علمی نکات کو اس طرح واضح فرماتے کہ ہر شخص آسانی سے

سمجھ لیتا تھا، تقریر ایسی آسان اور عام فہم ہوتی کہ ہر شخص کے دماغ میں اُتر جاتی، آپ کے نزدیک چھوٹے اور بڑے کی کوئی تفریق نہ تھی جو بھی آتا آپ اُس کے ساتھ بے تکلف بات چیت کرتے اور بڑی محبت و شفقت سے پیش آتے تھے۔ آپ ہر طرح سے علم نبوت کے پاسبان اور سنت نبویؐ کے نمونہ تھے افسوس کہ اسلام کا یہ مبلغ تمام اہل اسلام اور خصوصًا اہل پاکستان کو یتیم کر گیا اور دارالعلوم اسلامیہ کی عظیم درسگاہ آپ کے انتقال پُر ملال پر ماتم کناں ہے عربی ادب کا یہ مایۂ ناز محقق ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گیا۔

آپ نے اپنی تمام زندگی دین کی خدمت میں گزاری اور آپ کی علمی خدمات تو بہت ہیں مگر فقہ و حدیث کی مشہور تالیف "اعلاءُ السنن" عربی زبان میں ایک علمی شاہکار ہے اس خدمت پر عرب و عجم کے محقق علماء نے دادِ تحسین پیش کیا ہے۔ آپ علم کا ایک سمندر تھے مگر علمِ حدیث میں یکتائے روزگار تھے علم و فضل کے ساتھ تواضع اور اخلاق عالیہ کے مظہر تھے حق بات کہنے میں اس قدر بیباک اور جری تھے کہ اس دور میں اس کی نظیر کم ملے گی۔ وسعت معلومات کے ساتھ بہت زیادہ وسعت قلبی تھی سرتاپا علم اور علمی نکات کے بے حد قدر دان تھے اور تبحر علمی کے باوجود فنائیت اور سادگی کا پہلو نمایاں تھا اور ماانا من المتکلفین کا عملی نمونہ تھے، اکابر کے ساتھ محبت و عقیدت اور اصاغر پر شفقت کی وجہ سے عوام و خواص کی نگاہ میں مقبول و محبوب تھے۔ حاصل کلام یہ کہ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی قدس سرہٗ اس دور میں علم و عمل کا ایک ایسا مرقع، تقویٰ و طہارت کا ایسا مجسمہ، زہد و قناعت اور توکل علی اللہ کا ایک ایسا پیکر اور اطاعت خدا اور سنت رسولؐ کا ایسا وجود تھے کہ ان کی مثال اب ڈھونڈنے سے نہیں ملے گی اور کم از کم ہم اپنی آنکھوں سے ایسا شخص دوبارہ نہیں دیکھ پائیں گے ؎

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے۔

حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب

شیخ المحدثین حضرت مولانا عثمانی نور اللہ مرقدہٗ

آپ کا شمار عالم اسلام کے جید علماء مفسرین اور محدثین میں ہوتا تھا آپ کی ساری زندگی اسلامی تعلیمات کی تبلیغ و اشاعت قرآن و حدیث کی شرح و تفسیر اور درس و تدریس میں گزری آپ اتحادِ عالم اسلام کے پُرجوش محرک اور داعی تھے اور اپنے علم و فضل میں بحرِ بیکراں تھے علمی مسائل پر ان کی اتنی گہری نظر تھی کہ وہ بین المسلمین اختلافی مسائل کو انتہائی خوش اسلوبی سے حل کر دیتے تھے۔ اور ہر فریق ان سے پوری طرح مطمئن و خوش نظر آتا تھا اور ان کی تشریح سے ہر فریق مطمئن ہوتا تھا وہ بلا شک بین الاقوامی شہرت کے مالک تھے حضرت شیخ المحدثین مولانا عثمانی قدس سرہٗ کو اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ سیرت، بلند و عالی ہمت اور مکارم اخلاق و صفات کے ایسے انمول خزانے سے سرفراز فرمایا تھا کہ ان کی ذات شک و شبہ اور اختلاف سے بالاتر تھی اور اخلاقی و فطری بلندی کے معراج کو پہنچ گئی تھی۔ اور بلا مبالغہ حضرت قدس سرہٗ وسعتِ نظر، وسعت علم، وسعت ظرف وسعت مطالعہ ذکاوتِ طبع ذکاوتِ حس رسوخ فی العلم والعمل میں اپنی نظیر آپ تھے اب ان جیسی ہمہ گیر اور جامع ہستی کا اس وقت دنیا میں ملنا مشکل ہے ایک اکیلی جان نے تن تنہا وہ کام کیے جن کو شاید کئی جماعتیں اور ادارے بھی مل کر نہ کر سکیں حقیقت یہ ہے کہ ان جیسا ہمہ گیر محقق و علامہ مشکل

سے کہیں پیدا ہوتا ہے۔

حضرت مولانا عثمانی اپنی شخصیت کے اعتبار سے اپنے تمام علماء معاصرین میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے نسب کے اعتبار سے آپ کا سلسلہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے اور علمی حیثیت سے دنیائے اسلام کے واحد عالم ہیں جن کو براہِ راست عالمِ اسلامی کی دو ایسی جلیل القدر اور عظیم الشان ہستیوں سے علمی استفادہ کا موقعہ ملا کہ جن کی نظیر علم و فضل، دقت نظر، وسعتِ مطالعہ کے اعتبار سے اِس صدی میں تو کیا اگلی چند صدیوں میں بھی کم ہی ملے گی۔ ایک حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رح دوسرے محدث العصر حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رح حق تعالیٰ نے حضرت مولانا عثمانی کو ان دونوں بزرگوں کے فیض علمی و روحانی سے خوب ہی اخذ و استفادہ کا موقعہ عطا فرمایا اس کے ساتھ حق تعالیٰ نے آپ کو حافظہ غیر معمولی عطا فرمایا تھا طبیعت میں ذکاوت تھی عالی نسب والا حسب تھے اس پر ان دونوں بزرگوں کی صحبت و برکت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا اس لئے بہت جلد عالم متبحر بن گئے اور تمام اقران و معاصرین پر سبقت لے گئے بڑے بڑے علمی غامض مضامین جن کو اکابر علماء متعدد اوراق میں سپرد قلم فرماتے ہیں حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ ان کو چند جملوں میں نہایت مختصر الفاظ میں پیش کر دیتے تھے جن ذی استعداد طلباء کو ان کے درس میں بیٹھنے کا موقعہ ملا ہے اُن کے لئے تو یہ بات واضح ہے علماء حضرات مولانا عثمانی کی تالیفات "اعلاء السنن" اور "احکام القرآن" وغیرہ کا مطالعہ کرتے وقت حدیث و فقہ کی دوسری تالیفات کو سامنے رکھ کر اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں حق تعالےٰ نے حضرت مولانا عثمانی کو تقویٰ اور خشیت سے خوب

نوازا تھا وہ ایک سچے عاشقِ رسول ﷺ اور علم و عمل کا خزانہ تھے بڑے زاہد و عابد اور عاقل و فہیم تھے حق گو اور تواضع کا مجسمہ تھے۔ اُن کی ذاتِ اقدس ہمارے لئے سایۂ رحمت تھی جس سے آج ہم محروم ہیں حق تعالیٰ حضرت قدس سرہٗ کو درجاتِ عالیہ نصیب فرمائے اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خدا رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را

حضرت مولانا سید عنایت اللہ بخاری
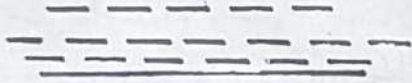
امام العلماء کی وفات

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مفارقت کا زخم تھا کہ علم وتقویٰ کا ایک اور آفتاب اور نجم درخشاں مائل ادزح ہوکر آنکھوں سے اوجھل ہو گیا امام العلماء حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال پوری قوم اور پوری دنیائے اسلام کا نقصان ہے وہ پوری ملت اسلامیہ کے روحانی پیشوا تھے۔

آپ حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کے ممتاز تلامذہ اور خلفاء میں سے تھے۔ درسیات کے مشکل ترین کتابوں کے اعلیٰ ترین مدرس اور اُستاذ تھے اپنی حیات طیبہ کا بہت بڑا حصہ علوم نقلیہ وعقلیہ کی تدریس وتعلیم میں ہی صرف کیا اور پورے ساٹھ ستر برس تدریس علوم دینیہ کی خدمت انجام دی۔ ابتدائی دور میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں اپنے استاذ ومرشد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ تدریس کے فرائض انجام دیئے پھر تھانہ بھون میں مفتی اعظم کی حیثیت سے کافی عرصہ گزارا جہاں فقہ وحدیث کی عظیم کتابیں تالیف فرمائیں۔ کچھ عرصہ مدرسہ ارشاد العلوم گڑھی بخشنہ اس کے بعد مدرسہ رنگون۔ ڈھاکہ یونیورسٹی۔ مدرسہ اشرف العلوم ڈھاکہ اور پھر دار العلوم ٹنڈو اللہ یار میں آخر لمحہ حیات تک تدریسی وعلمی خدمات سرانجام دیتے رہے حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ کے وصال کے بعد پاکستان کے شیخ الاسلام منتخب ہوئے اور ہر آڑے وقت ملت اسلامیہ کی رہنمائی فرماتے رہے۔

زہد وتقویٰ اور علم وعمل کے پہاڑ تھے اس کے ساتھ اخلاقِ فاضلہ کا پیکر تھے، نہایت متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ خلوص، توکل، دیانت وامانت، ہمدردی ومواسات کے ساتھ شان استغناء اور حق گوئی میں بے باکی نے آپ کی شخصیت کو بہت پرکشش بنا دیا تھا جو ملتا تھا گرویدہ ہو جاتا تھا، سادگی وقناعت میں قرونِ اولیٰ کی مثال تھے۔ حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ کی گرانقدر اور مفید خدمات اس قدر ہیں کہ بیان کی ضرورت نہیں، انھوں نے بہت سے فتنوں کا مقابلہ بڑی استقامت کے ساتھ کیا، تحریک پاکستان میں اپنے پرائے کی پرواہ کئے بغیر اپنے مشن پر ڈٹے رہے، اس کے علاوہ اُن کی دینی خدمات میں حدیثی خدمات بہت نمایاں ہیں اس سلسلے میں آپ کا درسِ بخاری شریف بہت مشہور تھا دور دور سے تشنگان علوم نبویہ اس بحر ذخائر کے پاس اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے آتے تھے "اعلاء السنن" جیسی بیس ضخیم جلدوں کی بلند پایہ تصنیف حضرت امام العلماء قبلہ عثمانی مرحوم کی مستقل یادگار اور صدقہ جاریہ ہے۔ عربی زبان کے بڑے ماہر اور شاعر تھے، بالکل اہل زبان کی طرح نہایت روانی کے ساتھ فصیح وبلیغ عربی بولتے تھے غرض آپ کا علمی مقام بہت بلند تھا اور آپ کا شمار صرف برصغیر پاک وہند میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیائے اسلام کی صف اول کے علماء میں تھا، متمدن دنیا میں جہاں بھی کوئی علوم اسلامیہ کا مرکز موجود ہے وہاں حضرت عثمانی رحمۃ اللہ کی شہادت اور ان کے علمی وقار کا اعتراف بھی موجود ہے صرف ممالک عربیہ نہیں بلکہ افریقہ، یورپ، امریکہ، برما، انڈونیشیا، اور فلپائن وغیرہ میں بھی آپ کے شاگرد اور آپ کے علم وفضل کے مداح موجود ہیں۔ بہرحال آپ شریعت کے جامع اور طریقت وتصوف میں یگانہ روزگار تھے اور آخر دم تک آپ نے پیرانہ سالی، بیماری، ضعیفی اور

معذوری کے باوجود نظریۂ اسلام کے تحفظ کے لئے جس جرأت و ہمت اور محبت و لگن سے ملک و ملت کی خدمات اور رہنمائی کی اُس کی اِس دور میں مثال نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی خصوصی رحمت و مغفرت سے نوازے اور جسمانی و روحانی اولاد کو صبرِ جمیل عطا کرے۔ آمین

"خدا رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را"
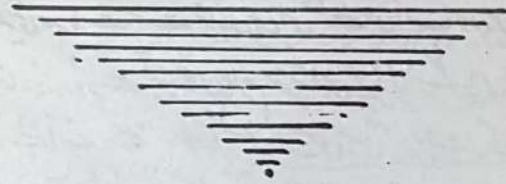
حضرت مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی

محدّثِ اعظم مولانا عثمانی قدس اللہ سرہٗ

شیخ الاسلام محدّثِ اعظم حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہٗ شیخ الحدیث دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار جامع صفات کاملہ و مجموعۂ کمالاتِ فائقہ تھے ان کی نظیر مشکل سے اس زمانہ میں کسی نے دیکھی ہوگی آپ جیسے آفتاب علم اور ماہتاب عمل و تقویٰ کے بارے میں لکھنا تو بہت مشکل ہے آپ کی علمی شان و قت شناسی، تبحر علمی اور اخلاقِ کریمانہ کے بیان کے لئے تو اہلیت اور وقت چاہیئے۔

حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہٗ کے خواہر زادے اور اکابر خلفاء میں سے تھے۔ آپ موجودہ دور کے زبردست علماء میں سے تھے۔ علومِ حدیث پر ان کی نظر اتنی گہری اور وسیع تھی کہ شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بلند پایہ تصنیف "فتح الملہم شرح صحیح مسلم" میں مولانا موصوف کی مایۂ ناز کتاب "اعلاء السنن" کے جگہ جگہ حوالے دیئے ہیں۔ مولانا عثمانی کی تصنیف "اعلاء السنن" حکیم الامت حضرت تھانوی کے حکم سے لکھی گئی مولانا موصوف پہلی جلد لکھ کر حضرت حکیم الامت" تھانوی کی خدمت میں لے گئے، حضرت نے دیکھا اور پسند فرمایا دوسری جلد لکھنے کا حکم دیا، مولانا نے دوسری جلد مکمل کی اور وہ بھی حضرت تھانوی کی خدمت میں پیش کی حضرت نے بے حد پسندیدگی کا اظہار کیا اور اتنا خوش ہوئے کہ جو چادر اوڑھے ہوئے تھے وہ اتار کر مولانا عثمانی قدس سرہٗ کو اوڑھا دی اور فرمایا! علمائے احناف پر

امام ابوحنیفہ کا بارہ سو برس سے قرض چلا آرہا تھا الحمد للہ آج وہ ادا ہوگیا۔ سبحان اللہ کیا مقام ہے حضرت عثمانی کا حضرت حکیم الامتؒ کی نظر میں۔

مولانا عثمانی قدس سرہٗ والد صاحب مرحوم حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاذ تھے والد صاحبؒ نے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں اُن سے مشکوٰۃ، ہدایہ اور دو ایک عربی ادب کی کتابیں پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

گزشتہ دنوں والد صاحب مرحوم کی وفات سے کوئی چار ماہ قبل برادرِ عزیز مولوی محمد میاں صدیقی نے ایک خواب دیکھا کہ: "ایک خوبصورت چار منزلہ عمارت ہے۔ میں سب سے پہلے اوپر کی منزل میں گیا وہاں ایک خوبصورت کشادہ اور روشن کمرہ ہے اس میں مسہری بچھی ہے اس پر مولانا ظفر احمد عثمانی بیٹھے ہیں ان کی صورت بالکل علامہ شبیر احمد عثمانیؒ جیسی ہے۔ انہی جیسے کپڑے کھدر کا سفید کرتہ اور کھدر کا مغلئی پاجامہ پہنے ہوئے ہیں اور بہت صحت مند نظر آرہے ہیں۔ میں مولانا عثمانی کو دیکھ کر بہت حیران ہو رہا ہوں کہ ان کی صورت بالکل علامہ شبیر احمد عثمانی جیسی ہوگئی ہے اسی تحیّر کے عالم میں ایک منزل نیچے اُتر کر تیسری منزل میں آیا، وہاں بھی اسی طرح ایک خوبصورت اور روشن کمرہ ہے اس میں بھی ویسی ہی مسہری بچھی ہے جیسی اوپر کی منزل میں تھی، اس مسہری پر والد صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اس کے بعد سلسلۂ خواب منقطع ہوگیا"۔ اگلے روز والد صاحب سے خواب بیان کیا خواب سُن کر فرمانے لگے:

"دو سال قبل میں ٹنڈو الہ یار گیا تھا مولانا عثمانی کی خدمت میں حاضر ہوا کچھ دیر گزری تھی کہ دورۂ حدیث کی جماعت بخاری شریف پڑھنے آگئی۔ مولانا فرمانے لگے، مولوی محمد ادریس! آج تم سبق پڑھاؤ، میں نے عرض کیا حضرت! آپ کی موجودگی میں، میں کیسے

پڑھا سکتا ہوں، مولانا نے اپنے مخصوص تحکم کے سے انداز میں فرمایا: "ہمارے بعد تم ہی ہو"، اور پھر بطورِ حکم فرمایا کہ آج تم بخاری شریف کا درس دو۔ چنانچہ میں نے مولانا کی موجودگی میں اُن کی جماعت کو وہیں سے بخاری شریف کا درس دیا جہاں سے اُس روز مولانا کو دینا تھا"۔ تمہارا یہ خواب اس واقعہ کی تعبیر معلوم ہوتا ہے"۔ یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد والد صاحب نے فرمایا علامہ شبیر احمد عثمانی کا مقام اس سے بھی بلند معلوم ہوتا ہے"۔

بہرحال والد صاحب کا انتقال ہوا تو علماء میں سب سے پہلے مولانا عثمانی کا مکتوب گرامی موصول ہوا اور خط کے ساتھ عربی میں مرثیہ مکتوب گرامی میں تحریر فرمایا "[illegible] جولائی کو مولانا محمد ادریس صاحب کی خبر انتقال پُر ملال سُن کر سناٹے میں آگیا اور دیر تک انا للہ وانا الیہ راجعون کا تکرار کرتا رہا پھر درس بخاری کے بعد خاص دعا کی اس کے بعد گھر گیا۔ قیلولہ کے لئے لیٹا تو چند اشعار موزوں ہوگئے۔ جو ارسال خدمت ہیں۔ کسی اخبار یا رسالے میں شائع کروا دیئے جائیں۔

مولانا محمد ادریس مرحوم ایسے جید علمائے باعمل میں سے تھے جن پر ان کے اساتذہ کو فخر ہے مولانا مرحوم نے سہارنپور میں مجھ سے مشکوٰۃ شریف اور دو ایک عربی ادب کی کتابیں پڑھی تھیں پھر یہ سُن کر بڑی خوشی ہوئی کہ وہ شارحِ مشکوٰۃ ہوگئے اور التعلیق الصبیح کے نام سے عربی میں مشکوٰۃ کی ایسی شرح لکھی جو ہمیشہ ان کا نام روشن رکھے گی اور علماء سے خراجِ تحسین وصول کرتی رہے گی، ان کی سیرت مصطفےٰ اور تفسیر قرآن بھی بہت خوب ہے اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائیں اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں"۔ جو عربی مرثیہ لکھا وہ بھی عجیب و غریب ہے بعض اشعار کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

”دنیا کے لئے تباہی ہو کہ اس کی نعمتیں ہمیشہ باقی نہیں رہتیں اور وہ تمام چیزیں جو ہمارے
پاس ہیں فنا ہو جانے والی ہیں“

میاں ادریس! تم فنا نہیں ہو سکتے کیونکہ تمہاری یاد اور ذکر ہمیشہ رہے گا اور انسان کا
ذکر اور اس کی یاد اس کی دوسری زندگی ہوتی ہے میں تو آرزو کرتا تھا کہ تم میرے جانشین
ہو گے حدیث و قرآن اور تفسیر کے درس کے لئے“

بے تم تمام علوم کے سمندر تھے اور حق یہ ہے کہ تم بڑے عالم ربانی تھے، تم تو بڑی صلاحیت
والے تھے صاحب تقویٰ تھے تمہارا ظاہر و باطن ایک تھا“

مگر آہ کسے معلوم تھا کہ اپنے عظیم شاگرد کی یاد میں آنسو بہانے والا یہ عالم جلیل اور محدث
اعظم زیادہ دیر اپنے شاگرد سے جدا نہ رہ سکے گا۔ والد صاحب مرحوم نے ۲۸ جولائی
۱۹۷۴ء کو رحلت فرمائی اور مولانا ظفر احمد عثمانی اپنے شاگرد رشید سے چار مہینے
گیارہ دن بعد ۸ دسمبر ۱۹۷۴ء کو جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا عثمانی مرحوم کا مقام بہت بلند تھا اور پورے برصغیر میں ان کی ذات اقدس
قدیم اسلاف کی عظیم یادگار تھی۔ آپ کے مرتبہ و مقام کے بارے میں ایک تحریر مولانا
انیس احمد صدیقی کی درج کر رہا ہوں اس تحریر سے والد محترم مولانا محمد ادریس کاندھلوی
کے تاثرات اپنے استاذ گرامی مولانا عثمانی کے بارے میں واضح ہو رہے ہیں کہ والد
مرحوم کی نظر میں اپنے استاذ کا کیا مقام تھا۔ تحریر حسب ذیل ہے۔

”ایک مرتبہ میں نے حضرت استاذی مولانا محمد ادریس کاندھلوی مرحوم سے دریافت
کیا کہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی مرحوم کا علمی مقام معاصرین میں کیا ہے؟ مولانا کاندھلوی
نے فرمایا کہ میں ان کا شاگرد ہوں اور میری طرح سے ان کے بہت سے شاگرد ہیں حضرت

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ آپ کے علم اور فہم پر بہت زیادہ اعتماد
فرماتے تھے میں نے کہا کہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی اور حضرت مولانا سید حسین احمد
مدنی میں کیا نسبت ہے؟ مولانا کاندھلوی نے فرمایا کہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی
کا علم و فہم یقیناً زیادہ ہے البتہ حضرت مدنی مرحوم چونکہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن
دیوبندی قدس سرہ کے ساتھ قید و بند کی تکالیف میں شریک رہے اور تحریک آزادی کی
جد و جہد میں آپ کے ساتھ رہے اس لئے آپ کی شہرت زیادہ ہو گئی اس کے علاوہ اور
بعض خصوصیات بھی حضرت مولانا مدنی مرحوم میں ہیں“ ایک اور واقعہ اس سلسلہ میں تحریر
کرتا ہوں کہ ”حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی مہتمم دار العلوم دیوبند جب
دیوبند سے لاہور تشریف لائے تھے اور ٹنڈو الہ یار کے دار العلوم میں مولانا عثمانی کی زیارت
کے لئے تشریف لے گئے ایک عالم نوعمر نے محسوس کیا حضرت قاری صاحب کی طرف
حضرت مولانا عثمانی نے توجہ تو فرمائی لیکن جس قدر خاص توجہ اور جس درجہ ان کا احترام
کرنا چاہیئے تھا وہ مولانا عثمانی نے نہیں کیا۔
وہ نوعمر عالم مولانا محمد ادریس صاحب رح کاندھلوی کے متعلقین میں سے ہیں انھوں نے
اپنی رائے کا اظہار مولانا محمد ادریس صاحب رح کے سامنے کیا کہ قاری صاحب جس قدر
احترام و اکرام کے مستحق ہیں حضرت عثمانی نے اس قدر احترام و اکرام نہیں فرمایا۔ مولانا
محمد ادریس صاحب نے فرمایا کہ کیا معاملہ پیش آیا انھوں نے بتایا کہ متوجہ بھی ہوئے
اکرام بھی کیا لیکن جس قدر اکرام و تعظیم کے مستحق تھے اس قدر نہیں فرمایا۔ حضرت مولانا
کاندھلوی مرحوم نے فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی کے
سامنے قاری محمد طیب صاحب اور میں ایک شاگرد کی حیثیت سے پیش ہوئے ہیں۔

اور وہ ہمارے مکرم و معظم اُستاذ ہیں اگر وہ ہم سے خوش ہو کر بول ہی لیں اور معمولی سی توجہ بھی فرمائیں تو ہمارے لئے یہ بہت بڑا اعزاز و فخر کی بات ہے تم حضرت قاری طیب کے ساتھ جس قدر تکریم و تعظیم کا معاملہ کرو گے کم ہے تم نے اپنے اوپر حضرت مولانا عثمانی کو بھی قیاس کر لیا۔"

اس سے حضرت عثمانی کا مقام ظاہر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ درجات عالیہ نصیب فرمائے آمین۔

حضرت مولانا سید عبد الشکور ترمذی مدظلہ

میرے شیخ کامل!

تھانہ بھون، دیوبند اور سہارنپور اور ان کے اطراف واکناف کو حق تعالیٰ نے اس زمانہ میں ایسی ایسی علمی اور روحانی شخصیتوں کا مرکز بنایا تھا کہ اُن کے علم و فضل، خلوص عمل اور زہد و تقویٰ کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی اور ان کی صحبت کی برکت سے ہزارہا بندگانِ خدا کو یقین و معرفت کی دولت میسر آتی تھی انہی سراپا اخلاص و مجسمۂ علم و عمل روحانی شخصیتوں اور برگزیدہ ہستیوں میں میرے شیخ کامل فقیہہ الامت حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ اقدس تھی جن کے فیضِ صحبت سے ہزاروں بندگانِ خدا کو فیض پہنچا اور بہت سے تشنگانِ علم و معرفت کو اس چشمۂ علم و عرفان سے سیرابی حاصل ہوئی۔

شیخ الاسلام فقیہہ الامت حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی برصغیر پاک و ہند کے ان اکابر علماء میں سے تھے جن پر پوری ملت اسلامیہ بجا طور پر ناز کر سکتی ہے۔ وہ نہ صرف پاکستان کے جید علماء میں سے تھے بلکہ پورے عالم اسلام کے علماء و مشائخ کی صف اول میں ایک بلند اور ممتاز مقام کے مالک تھے اور حقیقت میں اسلاف کی یادگار تھے اور شریعت و طریقت اور علم و عمل کی ایسی جامع کمالات ہستیاں کہیں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں اور فی الوقت ایسی عزیز الوجود ہستیاں کم یاب ہی نہیں بلکہ

نایاب ہوتی رہی ہیں پرانے علماء و بزرگ سب اٹھتے جارہے ہیں اور موجودہ دور میں ایسی باکمال شخصیتیں نہ ہونے کے برابر ہیں کہ جو اپنے پیش روؤں کے خلاء کو پر کرسکیں۔ بلاشبہ مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام اپنے زمانے میں برصغیر کے ان مشاہیر اہل علم و عمل کے سلسلہ میں سرفہرست آتا تھا بلکہ آپ اُن کے صدر نشین تھے جن کے تبحرِ علمی، تقدس و بزرگی، دینی علوم میں کمالِ جامعیت و بصیرت اور تفقہ کو علمی حلقوں میں بطور سند پیش کیا جاتا تھا۔

مولانا عثمانی ابتداءِ زمانۂ تعلیم سے ہی اپنے حقیقی ماموں حضرت حکیم الامتؒ مولانا اشرف علی تھانوی کی توجہات عالیہ اور خصوصی تربیت کا مرکز بنے رہے اور حضرت حکیم الامت نے مولانا کی تعلیم و تربیت کا اس طرح اہتمام فرمایا جیسے کوئی شفیق و مہربان باپ اپنی اولاد کی تربیت کرتا ہے، حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی خدمت میں تعلیم و تربیت کے مراحل طے کرتے ہوئے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ شارح ابوداؤد کے ظلِ عاطفت میں تزکیۂ باطن کی آخری منزلیں طے کرنے کا شرف بھی مولانا عثمانی مرحوم کو حاصل ہوا تھا اور اس طرح مولانا مرحوم کو اپنے زمانہ کے حکیم الامتؒ کی بزم علم و عرفان سے مستفید ہونے کے ساتھ اپنے دور کے محدثِ جلیل کی محفل ارشاد و ہدایت سے مستفید ہونے کے ساتھ مستنیر و مستفیض ہونے کے یکساں مواقع میسر آئے اور آپ بیک وقت علم و عرفان کی شمع فروزاں محفل ارشاد و ہدایت کے شہ نشین بن کر اور میدان حکمت و سیاست کے شہسوار اور علم و عمل اخلاص و تقویٰ اور سیرت و کردار کی جملہ خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ ہو کر علمی اور روحانی دنیا میں نمودار ہوئے اور اپنے علم و عمل اور زہد و تقویٰ کی شمع نورانی سے ایک عالم کو منور اور ہزاروں تشنگانِ معرفت کو سیراب و شاداب کیا۔

آپ نے تھانہ بھون، سہارنپور اور کانپور کے مراکز علوم میں ظاہری علوم کی تحصیل کرنے کے علاوہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ اور حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے مرکز صدق و صفا میں باطنی تربیت کی تکمیل فرمائی، ان دونوں دربار وں سے اکتساب فیض کے بعد جس طرح حضرت مولانا کا باطن دو آتشہ بن گیا تھا اور علومِ تصوف و سلوک میں بصیرت حاصل ہوگئی تھی اسی طرح علوم ظاہری حدیث و تفسیر اور فقہ میں بھی کمال درجہ کی مہارت و فقاہت حاصل ہوگئی تھی غرض جملہ علوم اسلامیہ پر حضرت عثمانی کی نظر اس قدر عمیق اور مطالعہ اس قدر وسیع تھا کہ اس کی نظیر اس زمانے میں نہ صرف برصغیر میں بلکہ پورے عالم اسلام میں نہیں ملتی بلاشبہ حضرت عثمانی اپنے علمی اور روحانی کمالات میں اسلاف کے سچے جانشین اور اُن کی مایۂ ناز یادگار تھے جن پر محققانہ اور بلند پایہ علمی تصنیفات بے نظیر تدریسی خدمات اور تربیت و سلوک کا صحیح ذوق آپ کے لئے شاہد عدل ہیں۔ آپ کی تصانیف کو دیکھ کر بلاخوفِ تردید کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے زمانے کے وسیع النظر عالم، بلند پایہ محقق، دقیق النظر محدث، عدیم النظیر مفسر اور اصول حدیث اور علم رجال کے محض ماہر ہی نہ تھے بلکہ اصول نقد و درایت میں مولانا عثمانی کی تحقیقات کو استناد کا درجہ حاصل تھا نیز قوت حافظہ اور وسعتِ مطالعہ کے ساتھ دقت نظر اور سلامت فکر اور اپنے مدعا کو بہترین اسلوب اور دل نشین انداز میں بیان کرنے کا جو خاص ملکہ حق تعالیٰ نے حضرت ممدوح کو عطا فرمایا تھا وہ ان کے رب تعالیٰ کا اُن پر خاص عطیہ تھا ذہانت و ذکاوت فکر کی گہرائی اور دقت نظر میں وہ اپنی مثال آپ تھے تزکیۂ نفس اور تربیت باطن میں مولانا مرحوم کا طریقۂ تربیت و سلوک محققانہ ہونے کے ساتھ بہت ہی مشفقانہ اور مربیانہ تھا اور اس میں آپ اپنے

مشائخ عظام کے نقشِ قدم پر تھے اور آپ کا طریقۂ سلوک ان حضرات کے طریق سلوک کے عین مطابق تھا جو آپ کے مطبوعہ مکتوبات متعلقہ تربیت سالکین سے واضح ہے۔ آپ نہ صرف یہ کہ علوم شریعت کے متبحر عالم تھے بلکہ علوم طریقت اور سلوک و تصوف کے بھی کامل شیخ تھے اور آپ کی ذاتِ گرامی علوم ظاہری اور علوم باطنی دونوں کا مخزن تھی اور علمِ سفینہ سے زیادہ علم سینہ حضرت موصوف کا اصل جوہر اور حقیقی زیور تھا آپ کے علم و فضل، اخلاص و عمل، تقویٰ و طہارت، خشیت و للّٰہیت سادگی و تواضع اور دیگر اوصاف فاضلہ سے اسلاف کی یاد تازہ ہوتی تھی اور آپ کے فیض صحبت سے ایمان و ایقان کی ایسی دولت ملتی تھی اور دین کا وہ صحیح مزاج پیدا ہوتا تھا جو محض کتابوں کے پڑھنے پڑھانے سے کبھی پیدا نہیں ہو سکتا کسی نے سچ کہا ہے :-

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

بایں علم و فضل اور ہمہ کمالات سے متصف ہونے کے باوجود مولانا عثمانی مرحوم عادات اطوار کی سادگی میں خود اپنی مثال آپ تھے نہ تو مولانا کے خورد و نوش میں کوئی تکلف تھا اور نہ ہی گفتگو اور طرزِ کلام میں کوئی تصنع تھا، سادہ وضع کے پرانے بزرگ تھے۔ ہمیشہ نئے طور و طریق اور تہذیب جدید کے آداب سے دور بلکہ نفور رہے چنانچہ وضع قطع لباس و طعام اور گفتگو میں اپنے بزرگوں کے طریقے کے موافق ہمیشہ سادگی اور بے تکلفی کو ہی اختیار کیا اور یہ واقعہ ہے کہ حضرت مولانا مرحوم جیسی شریعت و طریقت کی جامع کمالات اور نادرۂ روزگار شخصیتیں کہیں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں اور ایسے مردانِ حق آگاہ کا کہیں قرنوں میں ظہور ہوتا ہے مولانا مرحوم نے حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی زیر نگرانی

خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون میں عرصۂ دراز تک درس و تدریس اور فتویٰ نویسی کی گراں قدر خدمات انجام دیں اور اسی زمانے میں آپ کی نوکِ قلم سے ایسی بلند پایہ تالیفات و تصنیفات عالمِ ظہور میں آئیں جن پر عالمِ اسلام کے مشاہیر علمائے کرام نے آپ کو شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

تھانہ بھون کے علاوہ مولانا مرحوم نے ہندوستان کے مختلف دینی مراکز میں علمی خدمات انجام دی ہیں اور ایک طویل عرصے تک ڈھاکہ یونیورسٹی اور مدرسہ عالیہ ڈھاکہ سے بھی وابستہ رہے ہیں جس کے نتیجے میں آپ سے استفادہ کرنے والے شاگردانِ کرام میں جہاں اپنے وقت کے بڑے بڑے محدث اور جلیل القدر مفسّر نظر آتے ہیں اسی طرح جدید علوم کے ماہرین نے بھی آپ کی ذات بابرکات سے علمی استفادہ کیا ہے۔ مسلم لیگ کی جدوجہد آزادی اور قیام پاکستان کے سلسلہ میں بھی آپ کی خدماتِ جلیلہ بڑی قابلِ قدر بلکہ ناقابلِ فراموش ہیں۔ مولانا مرحوم کی سیاسی جدوجہد کا آغاز ۱۹۳۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے پٹنہ سیشن سے ہوا جہاں حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے نمائندۂ خصوصی کی حیثیت سے آپ نے حضرت تھانوی قدس سرہٗ کا تاریخی پیغام پڑھ کر سنایا تھا۔ اور قائدِ اعظم اور دیگر اکابرین مسلم لیگ کے سامنے حضرت تھانویؒ کے نقطۂ نگاہ کی ترجمانی فرمائی تھی اس کے بعد مسلم لیگ اور کانگریس کے آخری فیصلہ کن انتخابات کے سلسلہ میں آپ نے پورے ہندوستان کا طوفانی دورہ کر کے مسلم رائے عامہ کو پاکستان کے حق میں ہموار کیا اور جہاں جہاں کانگریس کے نظریۂ متحدہ قومیت کا اثر تھا۔ ان مقامات پر پہنچ کر اس کے باطل اثرات کو مٹایا اور یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ اس الیکشن کی کامیابی

میں مولانا عثمانی مرحوم کے اس دورہ کا بہت بڑا دخل تھا جس کا برملا اعتراف قائد اعظم اور قائد ملت لیاقت علی خان مرحوم نے کیا ہے اسی طرح سلہٹ ریفرنڈم کی نہایت معرکہ آراء مہم تھی اس کی فتح کا سہرا بھی مولانا عثمانی مرحوم کے سر تھا۔ ملکی سیاسیات میں مولانا عثمانی شروع سے دو قومی نظریہ اور مسلمانوں کی جداگانہ تنظیم کے نہ صرف حامی بلکہ داعی اور علمبردار رہے ہیں اور آپ نے کانگریس کے نظریۂ متحدہ قومیت کی ہمیشہ مخالفت کی ہے اور ہر زمانہ میں ہندو مسلم اتحاد کے دلفریب نعروں کا کھوکھلا پن واضح کرتے رہے اور ان کے نقصانات سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے رہے ہیں۔ مولانا مرحوم عام سیاسی لیڈروں کی طرح سیاست میں حصہ نہیں لیتے تھے اور نہ کسی سیاسی جوڑ توڑ اور اکھاڑ پچھاڑ سے کوئی سروکار رکھتے تھے بلکہ ایک بلند مرتبہ دینی رہنما ہونے کی حیثیت سے ملت اسلامیہ کو جب بھی ان کی دینی اور سیاسی رہنمائی کی ضرورت پیش آتی تھی یا جب بھی مولانا نے یہ محسوس کیا کہ اس وقت عملی سیاست میں حصہ لینا مسلمانوں کے عام مفاد میں ہے تو دوسرے دینی مشاغل علمیہ کے ساتھ ملکی سیاست میں عملی طور پر حصہ لینے سے بھی کبھی دریغ نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ مولانا مرحوم نے اگرچہ اہل سیاست کی باہمی آویزشوں اور متعصبانہ صوبہ پرستی کی روش سے دلبرداشتہ ہو کر ۱۹۵۴ء ہی میں عملی سیاست سے کنارہ کشی ہو گئے تھے اور دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الٰہیار میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے درس و تدریس اور اصلاح و تربیت کے کام میں یکسوئی کے ساتھ مشغول ہو گئے تھے مگر ۱۹۶۹ء میں جب ملک میں سوشلزم اور دوسرے لادینی نظریات کا مقابلہ کرنے کیلئے ملکی سیاسیات میں عملی طور پر حصہ لینے کی ضرورت پیش آئی تو انتہائی ضعف و پیرانہ سالی کے باوجود آپ نے مرکزی جمعیت علماء اسلام و نظام اسلام پارٹی کی صدارت کی ذمہ داری کو بھی قبول فرمائی تھی۔ اور آخر دم تک اسلامی نفاذ کے لئے کوشاں رہے۔ حق تعالیٰ ہمیں اُن کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ؞

حضرت مولانا عبد الرحمٰن بنجود

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

ہزار شمس و قمر ہوں فلک پہ تابندہ
نہیں وہ شمع تو محفل میں روشنی ہی نہیں!

شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت اب سے تقریباً نوے سال پہلے دیوبند میں ہوئی اور اُستاذ الاساتذہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے فیوض علمی اور لطائف روحانی حاصل کرنے کے بعد آپ تھانہ بھون میں مدت دراز تک تصنیف و افتاء اور تعلیم و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں وہیں قیام کے زمانہ میں آپ نے عظیم کتابیں تصنیف فرمائیں جن کی روشنی رہتی دنیا تک محافل علم کی تاریکی دور کرتی رہے گی۔ آپ کے تبحر علمی کے اساتذہ کرام معترف رہے اور آپ کی تصانیف سے بیشمار اصحاب علم نے فائدے حاصل کئے، آپ کے فتاویٰ پر حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کو مکمل طور پر اعتماد تھا اور یہی سبب ہے کہ خانقاہ اشرفیہ میں آپ کے رہتے تک کسی اور مفتی کا چراغ نہ جل سکا۔

عربی زبان میں آپ کی مشہور تصنیف "اعلاء السنن" ۱۸ ضخیم جلدوں میں اعاظم علماء سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے آخر وقت میں حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ ان کی نماز جنازہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی ہی پڑھائیں گے اور ایسا ہی

ہوا۔ آپ کی ذاتِ گرامی قدیم اکابرینِ اُمت کا کامل نمونہ تھی۔ رفتار، گفتار، تحقیق علوم
حالاتِ حاضرہ پر استحضار، دقائقِ علوم و معارف پر مجتہدانہ نظر، تصوف اور کلام
پر ماہرانہ تبصرہ، سیاسیات پر عالمانہ بالغ نظری اور علمی دنیا میں کردار کی امامت آپ کا طرۂ
امتیاز تھی عمیق سے عمیق اور بڑے سے بڑے مسائل علمی پر شافی تبصرے اور ماہرانہ
تحقیق کا آپ سے ملنے کے بعد اور گفتگو کے نتیجے میں پتہ چلتا تھا۔ علوم اس طرح مستحضر
تھے کہ ہر سوال کا شافی اور قطعی جواب مع حوالہ جات ہمیشہ ذہن میں حاضر رہتا تھا۔ خطابت
آپ کی اس درجہ مؤثر اور قلوب کے لئے جاذب تھی کہ بارہا سامعین کی اصلاح کا عجیب و
غریب مشاہدہ ہوتا رہا اور مختصر گفتگو میں مسائل کی تشفی ہی نہیں بلکہ قلب و نظر کی قلب
ماہیت کا قریب رہنے والوں نے مشاہدہ کیا۔ دقائق کی تشریح، نکتہ آفرینی اور
معمولی باتوں سے اعلیٰ ترین حتی اور تصوف کے نکات کا اظہار آپ کی خصوصیات میں
سے تھا، بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ بلند پایہ علمی مسائل کو آپ نے حرفِ آخر کی طرح اس
صورت میں واضح فرمایا کہ اہلِ علم دنگ رہ گئے۔

اس صدی کے تیسرے عشرے کے آخر میں آپ کو ڈھاکہ یونیورسٹی نے علوم دینیہ کے
پروفیسر کی حیثیت سے اپنے یہاں دعوت دی اور آپ نے حضرت تھانوی قدس سرہٗ
کی اجازت سے یہ دعوت قبول کر لی اور اس کے بعد سے تقریباً پندرہ سال تک
شہر ڈھاکہ اور سابق مشرقی پاکستان آپ کے فیوض لامتناہی کا محور رہا۔ اسی زمانے
میں تحریکِ پاکستان کے سلسلے میں حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے ایماء اور قائد اعظم
کی درخواست پر آپ نے ہندوستان کے چپے چپے کا سفر کیا اور تقریباً تین سال
تک گوشے گوشے میں آپ کی مساعی سے تحریکِ پاکستان مقبول ہوئی ایک جانب

مولانا حسین احمد مدنیؒ علانیہ تحریکِ پاکستان سے اپنے اختلاف کی بناء پر مسلمانانِ ہند
کو اُن نتائج سے باخبر فرما رہے تھے جو تقسیم ملک کی صورت میں مسلمانانِ ہند کو پیش آنے
والے تھے اور دوسری جانب مولانا ظفر احمد عثمانی سارے ہندوستان میں تحریکِ پاکستان
کی شمع ہاتھوں میں لئے مسلمانوں کے قلوب کو روشن اور پاکستان کی اساس کو مستحکم فرما رہے
تھے سلہٹ کے ریفرنڈم میں عام لوگوں کا خیال تھا کہ سلہٹ چونکہ مولانا حسین احمد
مدنیؒ کا تبلیغی مرکز اور اصلاحی اہم مقام ہے اس لئے شاید ریفرنڈم میں پاکستان کی
حمایت کامیابی پر منتج نہ ہو سکے لیکن جب رائے شماری ہوئی تو عظیم اکثریت سے
پاکستان کی حمایت میں رائے دے کر حامیانِ پاکستان کے سارے خدشات دور کر
دیئے۔ اور آخر سلہٹ ضلع کا اکثر و بیشتر حصہ داخلِ پاکستان ہوا۔ میری آنکھوں نے
مشاہدہ کیا تھا کہ اپنی جان پر کھیل کر مولانا عثمانی نے سلہٹ ضلع کے دور دراز علاقوں کا
کمال مشقت اور صعوبت کے باوجود سفر کیا اور لوگوں پر وجودِ پاکستان کی اہمیت واضح
فرمائی۔ میلوں آپ پیادہ پا دھان کے کھیتوں سے گزرتے ہوئے پانی اور کیچڑ میں لت
پت ایک جگہ سے دوسری جگہ تشریف لے جاتے۔ ہم رفقاء تھک جاتے اور وہ پیرانہ
سالی کے باوجود تھکنے کا نام نہ لیتے، کبھی کبھی تو کشتیاں اُلٹ گئیں اور ڈوبنے کا خطرہ
درپیش ہوا لیکن آپ نے کبھی کسی خطرے کی پرواہ نہ کی ایک دُھن تھی اور وہ یہ کہ مسلم
لیگ کا جھنڈا سرنگوں نہ ہونے پائے اور الحمدللہ کہ ایسا ہی ہوا۔ پاکستان کی حمایت
کو آپ نے مذہبی فریضے کی طرح انجام دیا اور بار بار بے قرار ہو کر اس کی کامیابی کے
لئے دعائیں مانگا کرتے تھے۔

پاکستان بننے کے بعد کچھ دنوں تک تو آپ نے یونیورسٹی سے تعلق قائم رکھا اور پھر

مدرسہ عالیہ ڈھاکہ میں صدر مدرس اور شیخ الحدیث کی حیثیت سے آپ نے عظیم خدمات انجام دیں یہاں تک کہ دار العلوم ٹنڈو الہ یار میں آپ کی خدمات حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی کے اصرار پر منتقل ہوگئیں اور اس دار العلوم سے آپ کا تعلق آخر وقت تک باقی رہا۔ ڈھاکہ قیام کے زمانہ میں حضرت عثمانی نے جمعیت علماء اسلام کی تشکیل فرمائی اور وہاں قیام کے زمانہ تک اس کے صدر رہے مجھے یاد ہے کہ سنہ ۱۹۴۸ء میں قائد اعظم ڈھاکہ تشریف لے گئے تھے تو علماء کے وفد کو جو حضرت مولانا عثمانی کی زیر قیادت قائد اعظم سے ملا تھا پندرہ منٹ کی ملاقات کا وقت دیا گیا تھا۔ لیکن مسائل ضروری پر گفتگو نے طوالت اختیار کی تو تمام وفود کو روک دیا گیا اور قائد اعظم نے حضرت عثمانی کو ایک گھنٹہ سے زائد وقت عطا فرمایا اور تمام امور کو فیصلہ کن طور پر تسلیم کر لیا۔ دستور اسلامی اور اسلامی نظام علوم عربیہ کی ترویج اور پاکستان کے بنیادی ڈھانچے میں اسلام کی برتری جیسے امور پر مکمل اتفاق رائے ہوگیا تھا آخر قائد اعظم اور پھر قائد ملت یکے بعد دیگرے رخصت ہوگئے علماء پاکستان کی ایک ممتاز جماعت نے جب کراچی میں دستور پاکستان کے بنیادی اصول پر بہ اتفاق رائے سفارشات پیش کی تھیں ان سفارشات کی تدوین میں حضرت عثمانی نے بڑا ہی کردار انجام دیا تھا اور قائد ملت کے زمانہ میں اس کی منظوری کے وعدے حاصل کر لیئے تھے یہ وہ وقت تھا جب علماء کی مسلمہ قیادت شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کے ہاتھوں میں تھی اور حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی ان کے معتمد ترین رفیق کار تھے پاکستان بننے کے بعد قائد اعظم کی ہدایت پر ڈھاکہ میں پاکستان کا جھنڈا حضرت مولانا عثمانی ہی نے لہرایا تھا اور بار بار نظام اسلامی کانفرسیں ڈھاکہ میں آپ ہی کی زیر قیادت

منعقد ہوتی رہیں۔ آپ ہی کی مساعی سے ڈھاکہ کی مشہور علمی درسگاہ "الجامعۃ القرآنیۃ العربیۃ" کا قیام وجود میں آیا جہاں سے پچھلے زمانہ میں کم و بیش دس ہزار علماء، حفاظ اور قراء فارغ ہو کر باہر آئے آخر وقت تک اس جامعہ کے سرپرست مولانا عثمانی ہی رہے اور سقوط ڈھاکہ مشرقی پاکستان سے پہلے آپ تقریباً ہر سال ہر ماہ شعبان میں ڈھاکہ تشریف لے جایا کرتے تھے اور رمضان میں وہیں قیام فرمایا کرتے تھے ختم بخاری شریف کی روح افزا مجلسیں اور افتتاح بخاری کی دلکش محفلیں تو ہوتی ہی تھیں ہزاروں متوسلین اور مریدین اس زمانہ میں ڈھاکہ آکر مستفید ہوا کرتے تھے کمزوریٔ صحت کے باوجود حضرت عثمانی کی ہمت اور محنت میں ذرا بھی فرق محسوس نہ ہوتا تھا۔ طلباء سارا دن حضرت کو گھیرے رہتے تھے اور علمی نکات سے مستفید ہوتے تھے۔ صوفیاء اور صاحبانِ طریقت کا اس طرح ہجوم رہتا تھا جو یقیناً آج اپنے آپ کو یتیم محسوس کریں گے۔ حضرت مولانا عثمانی پر سقوط مشرقی پاکستان کا بڑا گہرا اثر تھا اور پچھلے ہفتہ جب میں نے اُن سے ٹنڈو الہ یار میں ملاقات کی تو دو ناآبدیدہ ہوکر وہاں کے حالات دریافت فرماتے رہے مشرقی پاکستان سے تعلقات خصوصی کی بناء پر اور بالخصوص وہاں کے مدارس، علماء اور صوفیائے کے ساتھ مربیانہ تعلقات کی بناء پر حضرت عثمانی مرحوم کو ایسا دلی لگاؤ تھا جسے ملنے والے ہی محسوس کر سکتے ہیں افسوس کہ:

"اس قدح بشکست وآں ساقی نماند"

اللہ تعالیٰ اُن کی روح کو اعلیٰ مدارج قرب عطا فرمائیں اور متوسلین و لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائیں میرے دوست مولانا عمر احمد عثمانی اور مولانا قمر احمد عثمانی ہی آج یتیم نہیں ہیں بلکہ بیشمار متوسلین اور شاگرد آج اپنے آپ کو یتیم محسوس کرتے ہیں ؎

حضرت مولانا قاضی عبید اللہ صاحب نقشبندی

فقیہ الامت کا وصال

موت سے کسی کو مفر نہیں مگر بعض ہستیاں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کی موت ہزاروں کی موت بن جاتی ہے۔ مخدوم العلماء شیخ المحدثین والمفسرین فقیہ الامت حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی قدس سرہٗ کی جدائی ہم سب کے لئے ایک ناقابل برداشت صدمہ ہے وہ ہمارے سرپرست اور بزرگ تھے انھوں نے زندگی کے تمام لمحات کتاب اللہ اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت واحیاء میں بسر کیے حق تعالیٰ اُن کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کا دامنِ فیض بہت وسیع تھا اور ہر رنگ ومزاج کے انسان کو پناہ مل جاتی تھی علماء واکابر کے علاوہ بڑے بڑے اصحاب بصیرت اور ارباب فکر یہیں سے اپنے دامنوں کو علم ومعرفت کے جواہرات سے بھر کرلے جاتے یہ ایک ایسی جامعیت تھی جو اس دور میں اللہ تعالیٰ نے حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ سے خاص کر دی تھی، علماء ہوں کہ فضلاء صحافی ہوں کہ شعراء اہل قلم ہوں کہ ارباب معرفت سب اپنے اپنے ظرف کے مطابق اس مخزن سے اپنے نہاںخانوں کو پُر کرتے اور بامراد واپس ہوتے، حضرت عثمانی بھی اسی مخزن سے فیض علمی وروحانی حاصل کرنے والوں میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے آپ حضرت حکیم الامت کے خصوصی شاگرد اور خلیفہ

مجاز ہونے کے ساتھ حقیقی بھانجے بھی تھے، بچپن ہی سے اپنے ماموں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت میں رہے پھر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس سرہٗ کے علم وعرفان اور محبت وشفقت نے حضرت مولانا عثمانی کی شخصیت پر سونے پر سہاگے کا کام کیا، ان دونوں عظیم بزرگوں کی صحبت نے حضرت عثمانی کو علم وعرفان کے اُس اعلیٰ مقام پر پہنچایا جہاں پھر خود بھی عرب وعجم میں ایک شیخ کامل، محدث جلیل، اور مفکر اسلام کے نام سے مقبول ہوئے اور اپنے فیض علمی وروحانی سے تمام دنیائے اسلام کو منور کر دیا۔

حضرت مولانا عثمانی اپنی ذات میں ایک انجمن تھے اور موجودہ دور کے بہت بڑے صاحب درس وتصانیف علماء میں تھے، دور حاضر کے علماء واکابر کی صفِ اول میں آپ کا شمار ہوتا تھا آپ میں وہ تمام صفات موجود تھیں جو ایک مردِ مومن اور عارف کامل میں ہوتی ہیں، حلم، صبر، تواضع، قناعت وزہد، خاموشی وکم گوئی، صدق وصفائی، تقویٰ پردہ کمالات ہیں جو اُن میں کُوٹ کُوٹ کر بھر دیئے گئے تھے ان فطری محاسن کے ساتھ منقول ومعقول، فقہ وحدیث، فلسفہ وکلام اور تمام علوم ومعارف میں کمالِ دستگاہ رکھتے تھے اور درس وتدریس میں اعلیٰ مہارت حاصل تھی،

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ کا حلقۂ درس بہت وسیع ہے اور آپ کا علمی وروحانی فیض ملک وبیرون ملک میں پھیلا ہوا ہے، علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ آپ طالبان علم کی باطنی وروحانی اصلاح بھی فرماتے تھے ان کی حرکات وسکنات کو شریعت کے مطابق ڈھالتے تھے اور آپ دوران درس ہی روحانی بیماریوں کا معالجہ فرماتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ

کے حلقۂ درس سے ایسے متبع شریعت علماء و صلحاء نکلے جنھوں نے دنیا کے گوشے گوشے میں علم و دین کی اشاعت و ترویج میں اپنی عمریں صرف کردیں۔

فقیہ الامت حضرت عثمانی کو جتنی محبت اور عشق علم دین پڑھانے سے تھا اُتنا ہی اُنس دینی مدارس سے تھا تقریباً پاک و ہند کے تمام مدارس دینیہ کے آپ آخر وقت تک سرپرست رہے اور بلاتکلف ملک کے بڑے بڑے دینی مدارس میں دورہ زمانے خصوصاً دارالعلوم کراچی، جامعہ اشرفیہ لاہور اور مدرسہ خیر المدارس ملتان کے سالانہ جلسوں میں شریک ہوتے تھے۔ اتنے علم و فضل کے سمندر سینے میں جذب کر لینے کے باوجود آپ تواضع، فنایت اور للّٰہیت میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے نہایت سادہ طبیعت کے مالک تھے، متبع سنت اور عشقِ نبوی میں سرشار تھے اور حقیقت میں خیر القرون کی یادگار تھے۔

حضرت عثمانی کی شخصیت اکابرین دیوبند میں ایک خاص مقام رکھتی تھی وہ معقول و منقول دونوں علوم میں نورِ بصیرت سے ممتاز تھے ایسی جامعیت قدرت کی خاص عنایت اور فطرت کی رحمت کا اثر ہو سکتا ہے اُنھیں جہاں تفسیر و حدیث، منطق و فلسفہ اور کلام میں طبعی ذوق تھا وہاں علم فقہ میں بھی منفرد نظر آتے تھے، علمائے اہل نظر میں جب فقہی مسائل اور ان کے عہد کے ہنگامی نظریوں کا سوال پیش آتا تو ان کا تفقہ اور فقہی معلومات و تحقیقات کا دریا ٹھاٹھیں مارتا نظر آتا تھا، فقہی مسائل کو اس طرح پیش فرماتے کہ دل کی تہوں میں پیوست ہوتے چلے جاتے اور دماغ کے پردوں کو صاف اور روشن کرتے جاتے تھے جب کبھی ہنگامی دور کے نازک تقاضے اور امت مسلمہ کے لئے شرعی احکام کی تشنگی محسوس کرتے تو مولانا عثمانی کی طرف نظریں اٹھاتے آپ

ان کے اشاروں کو سمجھتے، سوچتے، غور کرتے قرآن و سنت کی کسوٹی پر پرکھتے اور پورے غور و خوض، نقد و فکر کے بعد جبکہ ظاہری تحقیق و تدقیق کے فیصلے باطن کی نگاہوں کے ساتھ نگاہیں ملا کر شفائے قلبی کے ساتھ متفق ہو جاتے تو مولانا اس پر اَڑ جاتے اور ان کی قوتِ علمی، قوتِ فیصلہ، قوتِ استدلال کے سامنے جو مخالف دوسرا نظریہ ہے کرآتا اس کو پسپا ہونا پڑتا تھا۔ اسی لئے میرے نزدیک فقہ میں دسترس کے باعث اگر ان کو فقیہ الامت کہا جائے تو درست ہوگا۔ بہرحال آپ تمام علوم و فنون کے امام تھے اور آپ کی علمی قابلیت اور فقہی بصیرت کے اندازہ کے لئے آپ کی تصنیف "اعلاء السنن" اٹھارہ جلدوں میں دوسرے اسلامی ممالک کے علاوہ اب دارالعلوم کراچی میں بھی چھپ رہی ہے مذہب حنفی کے مسائل اور فقہ شرعیہ کے دلائل پیش کرنے میں قابل دید اور مایۂ ناز تصنیف ہے اور احسانِ الٰہی ہے جس کے مطالعہ کے لئے اہل علم کی چشم بصیرت کی ضرورت ہے یہ کتاب حضرت حکیم الامت تھانوی کی زیر نگرانی تصنیف ہوئی کہ یہ مزید باعثِ افتخار ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام دینی، علمی اور روحانی خدمات کو شرفِ قبولیت بخشے اور ہمیں آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے آمین۔

ترے فقہ کی شمع روشن رہی ہے
علومِ شریعت کی ہر انجمن میں!!

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی ایم۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی قدس سرہٗ

برصغیر کے جن اہل علم و اخلاص نے اس خطے کو ایمان و یقین اور دین کے علم صحیح سے جگمگایا تھا اب وہ ایک ایک کرکے رخصت ہو رہے ہیں اور ہر جانے والا اپنے پیچھے ایسا مہیب خلا چھوڑ کر جا رہا ہے جس کے پُر ہونے کی کوئی امید نظر نہیں آتی، جہاں تک علم کے حروف و نقوش، کتابی معلومات اور فنی تحقیقات کا تعلق ہے اُن کے شناوروں کی اب بھی کمی نہیں اور شاید آئندہ بھی نہ ہو، لیکن دین کا وہ ٹھیٹھ مزاج و مذاق اور تقویٰ و طہارت سادگی و قناعت اور تواضع للّٰہیت کا وہ البیلا انداز جو کتابوں سے نہیں بلکہ صرف اور صرف بزرگوں کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے اب مسلسل سمٹ رہا ہے اور اب اس خسارے کی تلافی کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔

دیوبند، سہارنپور اور تھانہ بھون کو اللہ تعالیٰ نے اس صدی میں ان نورانی شخصیتوں کا مرکز بنایا تھا جنھوں نے اپنے علم و فضل، جہد و عمل، ورع و تقویٰ، سادگی و انکساری اور خشیت و انابت میں قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ کردی تھی انھوں نے اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ دین، اور اس کے احکام کی اتنی جزرسی اور احتیاط کے ساتھ پابندی اس چودہویں صدی میں بھی ممکن ہے اور قرونِ اولیٰ کی مثالیں آج بھی زندہ کی جاسکتی ہیں۔ لیکن اب علم و دین کے ان مراکز سے فیض پانے والے رفتہ رفتہ کوچ کررہے ہیں اور

کرب انگیز بات یہ ہے کہ جو دولت انھوں نے دیوبند، سہارنپور اور تھانہ بھون کے اکابر سے حاصل کی تھی وہ بھی انہی کے ساتھ رخصت ہو رہی ہے ان حضرات کے علم و فضل کے مداح اب بھی بہت ہوں گے ان کے کارناموں سے علمی استفادہ بھی بند نہ ہوگا لیکن ٹھیٹھ مزاج و مذاق اور اصلاح و عمل کی وہ دولت جو صرف انہی حضرات سے حاصل ہوسکتی تھی اُسے حاصل کرنے والے نہ صرف کالعدم ہیں بلکہ اس کی طرف توجہ اور اس کی اہمیت کا احساس بھی مفقود ہے شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ۔ حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ، حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت مولانا عبدالغنی پھولپوریؒ، حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، حضرت مولانا وصی اللہ الٰہ آبادیؒ، حضرت مولانا رسول خان ہزارویؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ یہ سب حضرات وہ ہیں جن کے علم یا سیاست خوشہ چیں تو کافی ملیں گے لیکن ایسے افراد ڈھونڈنے سے بھی ملنے مشکل ہیں جنھوں نے ان کے عملی کمالات کو جذب کیا ہو، حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اسی مقدس قافلے کے ایک رکن تھے آج وہ بھی ہم سے رخصت ہوئے۔ اِنّا للّٰہ و اِنّا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے بھانجے تھے اور حضرت تھانویؒ نے بیٹے کی طرح ان کی تربیت کی تھی انھوں نے دینی تعلیم کانپور اور مظاہر العلوم سہارنپور میں حاصل کی تھی جہاں انھیں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی طویل صحبت نصیب ہوئی۔ بعد میں انھوں نے متفرق اوقات میں مدرسہ مظاہر العلوم کے استاذِ حدیث، خانقاہ امدادیہ تھانہ

بھون کے مُفتی اور مصنّف اور مدرسہ عالیہ ڈھاکہ کے شیخ الحدیث کی حیثیت میں سالہا سال علمی اور تدریسی خدمات انجام دیں۔

حکیم الامّت حضرت تھانوی قدس سرہٗ ہی کے حکم سے اور انہی کی سرپرستی میں انھوں نے "اعلاءُ السُّنن" تالیف کی جو علمِ حدیث میں اس صدی کا شاید سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ یہ کتاب اٹھارہ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کے دو مبسوط مقدمے "انہاء السکن" اور انجاء الوطن" اس کے علاوہ ہیں اس کتاب میں تمام فقہی ابواب سے متعلق احادیث نبویہ کو جمع کر کے ان کی بے نظیر شرح لکھی گئی ہے جس نے اپنی تحقیق، وسعتِ معلومات اور دقّتِ نظر کے لحاظ سے پورے عالم اسلام سے اپنا لوہا منوایا ہے۔ الحمد للّٰہ کہ اب اس کتاب کے دوبارہ شائع ہونے کے امکانات نظر آرہے ہیں۔ اس کتاب کا ایک مقدمہ "انہاء السکن" کراچی میں بھی ٹائپ پر طبع ہو چکا ہے اور اسی کو شام کے محقق عالم شیخ عبدالفتاح ابو غدہ مدظلہم نے "قواعد فی علوم الحدیث" کے نام سے اپنی گرانقدر تعلیقات کے ساتھ شائع کر دیا ہے دوسرا مقدمہ "انجاء الوطن" بھی ان کے پاس زیرِ طبع ہے ادھر "اعلاء السنن" کی جلد اوّل پر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم کی فرمائش کے مطابق حضرت مصنّف علیہ الرحمۃ نے حال ہی میں نظرِ ثانی کی ہے اس کے مسودہ پر آج کل راقم الحروف تحقیق و تعلیق کا کام کر رہا ہے اور انشاء اللّٰہ یہ جلد بھی عنقریب ٹائپ کی عمدہ طباعت کے ساتھ دارالعلوم کراچی کے دارالتصنیف سے شائع ہو جائے گی، اللّٰہ تعالیٰ باقی جلدوں کی اشاعت کا بھی انتظام فرما دے۔ آمین

علمِ تفسیر میں حضرت مولانا ظفر احمد صاحبؒ کا بڑا کارنامہ "احکام القرآن" ہے۔ یہ کتاب بھی حکیم الامّتؒ حضرت تھانویؒ کے ایماء پر چار حضرات نے لکھنی شروع کی

تھی پہلی دو جلدیں جو سورۂ فاتحہ سے سورۂ نساء تک کی تفسیر پر مشتمل ہیں حضرت مولانا ظفر احمد صاحبؒ کی لکھی ہوئی ہیں، بیچ کی دو جلدیں احقر کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم نے لکھی ہیں اور آخری جلد حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ نے، یہ حصّے اگرچہ طبع ہو چکے ہیں مگر اُن کی کتابت و طباعت بھی انتہائی ناقص ہے اور سورۂ نساء سے سورۂ شعراء تک کا حصّہ ابھی ناتمام ہے۔ پچھلے دنوں جب حضرت مولانا ظفر احمد صاحب قدس سرہٗ دارالعلوم کراچی تشریف لائے تو انھوں نے ذکر فرمایا تھا کہ میں سورۂ نساء سے احکام القرآن" کی تالیف کا آغاز کر چکا ہوں خدا جانے یہ مسودہ کہاں تک پہنچ سکا ہوگا؟ ۔

علمِ فقہ میں حضرت موصوف علیہ الرحمۃ کی عظیم یادگار اُن کے فتووں کا مجموعہ "امداد الاحکام" ہے جب حکیم الامّت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے فتویٰ لکھنا چھوڑ دیا تھا تو خانقاہ تھانہ بھون میں آنے والے تمام سوالات کا جواب حضرت مولانا ظفر احمد صاحبؒ ہی لکھا کرتے تھے اسی طرح اُن کے لکھے ہوئے فتووں کا ایک ضخیم مجموعہ تیار ہو گیا جس کا انتخاب فرما کر حضرت تھانوی رحمۃ اللّٰہ علیہ نے ہی اُس کا نام "امداد الاحکام" تجویز فرمایا تھا جسے "امداد الفتاویٰ" کا تتمّہ کہنا چاہیئے۔

اس کا مسودہ سات ضخیم رجسٹروں میں ہے اب تک یہ گرانقدر مجموعہ شائع نہیں ہو سکا تھا اب حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم کی نگرانی اور سرپرستی میں یہ کتاب دارالعلوم سے شائع ہو رہی ہے، پہلی جلد کی کتابت مکمل ہو چکی ہے اور اُمید ہے کہ وہ انشاء اللّٰہ جلد ہی منظرِ عام پر آجائے گی۔

یہ علمِ تفسیر، علمِ حدیث اور علمِ فقہ میں حضرت مولانا رحمۃ اللّٰہ علیہ کے صرف تین نمایاں ترین

کارناموں کا مختصر تعارف تھا اس کے علاوہ بھی حضرت موصوف علیہ الرحمۃ نے مختلف دینی موضوعات پر عربی اور اردو میں دسیوں کتابیں یا مقالات لکھے ہیں، لیکن اگر صرف مذکورہ بالا تین کاموں ہی کو دیکھا جائے تو بلاشبہ وہ ایسے کام ہیں جو آج کے دور میں بڑی بڑی اکیڈمیاں سالہا سال کی محنت اور لاکھوں روپے کے خرچ سے بھی انجام نہیں دے پاتیں حضرت مولانا نے یہ سارے کام تن تنہا انجام دیئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

علمی خدمات کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی اور اجتماعی خدمات بھی ناقابلِ فراموش ہیں، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کے ایماء پر انھوں نے قیام پاکستان کی تحریک میں سرگرم حصہ لیا۔ حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ نے قائدِ اعظم محمد علی جناح مرحوم کے پاس مختلف علماء کے جو تبلیغی وفود بھیجے ان میں وہ بھی شامل تھے۔ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی قدس اللہ سرہٗ نے قیام پاکستان کی جدّ وجہد کے لئے جو جماعت ”جمعیت العلماءِ اسلام“ کے نام سے قائم فرمائی تھی ایک عرصہ تک وہ اس کے نائب صدر رہے اور ہندوستان کے طول وعرض میں پاکستان کے حق میں رائے عامّہ کو ہموار کیا۔ سلہٹ کے عوام سے پاکستان میں شمولیت کے لئے جو ریفرنڈم کرایا گیا اس میں پاکستان کی کامیابی بڑی حد تک دو حضرات کی مرہونِ منّت ہے ایک حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی“ اور دوسرے حضرت مولانا محمد سہول صاحب عثمانیؒ۔

مولانا کی انہی خدمات کا اثر تھا کہ جب پاکستان بنا اور اس سرزمین پر پہلی بار پاکستان کا پرچم لہرانے کا وقت آیا تو قائدِ اعظم کی نگاہ انتخاب دو حضرات پر پڑی ایک شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ جنھوں نے مغربی پاکستان پر یہ جھنڈا لہرایا اور دوسرے مولانا

ظفر احمد صاحب عثمانیؒ جن کے ہاتھوں سے مشرقی پاکستان میں یہ پرچم بلند ہوا۔

قیام پاکستان کے بعد اگرچہ انتخابی سیاست سے موصوفؒ کا کوئی تعلق نہیں رہا، لیکن جب کبھی مسلمانوں کو کوئی اجتماعی ضرورت پیش آئی تو مولانا علیہ الرحمۃ ان لوگوں میں سرفہرست تھے جن کی طرف سب کی نگاہیں باتفاق اٹھتی تھیں۔

عبادت وتقویٰ میں مولانا عثمانیؒ نے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ اور حضرت تھانوی قدس سرہٗ جیسے حضرات کی صحبت اٹھائی تھی ان کی عملی زندگی میں اس صحبت کا اثر نمایاں تھا ہم جیسے طفلانِ مکتب نے انھیں ضعف اور کبرسنی کی حالت میں ہی دیکھا لیکن اس عمر میں بھی ان کی ہمّت وعزیمت اور ان کا جذبہ وحوصلہ ہم جوانوں کے لئے قابلِ رشک تھا آخر وقت تک دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار میں صحیح بخاری کا درس دیتے رہے اور پچاسی سال کی عمر میں ضعف وامراض کے ساتھ بھی نہ صرف پانچوں وقت کی نمازیں مسجد میں باجماعت ادا کرتے بلکہ ظہر وعصر کی نماز دن میں امامت بھی خود فرماتے تھے احقر کو مشرقی پاکستان کے ایک دورے میں آپ کی رفاقت میسّر ہوئی، ضعف وعلالت کے باوجود عبادات کا اہتمام اور وعظ وتذکیر کا جذبہ ہر دم جوان معلوم ہوتا تھا۔

آخری بار دار العلوم تشریف لائے تو اساتذۂ دار العلوم نے ان سے اجازتِ حدیث لی اس وقت کمزوری کا یہ عالم تھا کہ موٹر میں بیٹھنے کے لئے بھی دو آدمیوں کے سہارے کی ضرورت تھی لیکن اسی مجلس میں ”احکام القرآن“ کی تکمیل کے لئے تصنیفی کام شروع کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا اور فرمایا کہ جب مجھے مرض اور کمزوری کا زیادہ احساس ہونے لگتا ہے تو میں صحیح بخاری کا درس شروع کر دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت

سے صحت و قوت عطا فرما دیتے ہیں۔

آخر وقت تک ڈاک کے جواب میں پابندی حیرت انگیز تھی کبھی یاد نہیں ہے کہ والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم نے یا احقر نے کوئی عریضہ لکھا ہو اور تیسرے چوتھے روز جواب نہ آ گیا ہو۔ "اعلاء السنن" کی پہلی جلد "احیاء السنن" کے نام سے چھپی تھی اور اس میں ایک ضرورت کی بناء پر "الاستدراک الحسن" کے نام سے ایک ضمیمہ کا اضافہ کیا گیا تھا ان مختلف ناموں اور سوال و جواب کے انداز کی بناء پر علماء کو بالخصوص عالم عرب کے اہل علم کو بڑی الجھن پیش آئی تھی احقر کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم نے خواہش ظاہر فرمائی کہ یہ جلد ایک مسلسل کتاب کی صورت اختیار کر لے اور اس کا نام بھی "احیاء السنن" کے بجائے "اعلاء السنن" ہی ہو جائے تو اچھا ہو۔ یہ کام کس قدر الجھا ہوا اور دیدہ ریزی کا طالب تھا ان کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنھوں نے یہ کتاب دیکھی ہے لیکن حضرت مولانا عثمانیؒ نے اس پیرانہ سالی میں یہ پیچیدہ کام بھی مکمل فرما دیا، اب یہ کتاب دار العلوم کے دار التصنیف کے ٹائپ پر شائع ہونے والی ہے تمنا تھی کہ یہ حضرت موصوفؒ کی حیات ہی میں منظر عام پر آ جائے لیکن تقدیر میں ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔ ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلھا۔ حضرت مولانا کے ساتھ موجودہ صدی کی ایک تاریخ رخصت ہو گئی وہ ان مقدس ہستیوں میں سے تھے جن کا صرف وجود بھی نہ جانے کتنے فتنوں کے لئے آڑ بنا رہتا ہے، ان کی وفات پورے عالم اسلام کا سانحہ ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے انھیں جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں ان کے فیوض سے مستفید ہونے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ٭

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ایبٹ آبادی

آہ! جانشین حکیم الامتؒ

مخدوم العلماء والصلحاء قطب العارفین شیخ المحدثین والمحققین جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ بھی ہمیں داغِ مفارقت دے گئے۔ جن کے غم میں تمام دنیائے اسلام سوگوار نظر آ رہی ہے واقعی ہم بہت بڑی بزرگ ہستی کی سرپرستی سے محروم ہو چکے ہیں۔ حضرت عثمانی قدس سرہٗ کے روحانی اور باطنی مقام کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ کہنا بے ضرورت معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت حکیم الامت مجدد ملت محی السنت شیخ المشائخ قطب عالم حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہٗ اور راس المحدثین عارف باللہ شیخ العارفین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ تعلیم و تربیت پائی اور علمی و عرفانی مقام حاصل کیا۔ اور پھر اپنے ان پیشواؤں کے نقش قدم پر چل کر دین اسلام اور شریعت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ خدمت کی جو رہتی دنیا تک یاد رہے گی اور اپنی روحانی، علمی اور عملی زندگی کو ہمارے لئے مشعل راہ بنا گئے۔ آپ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے حقیقی بھانجے تھے اور ان کے رنگ میں خوب خوب رنگے ہوئے تھے حضرت مرشدنا و ہادینا قبلہ تھانوی قدس سرہٗ کے علوم و معارف کے خزانہ تھے۔ حضرت حکیم الامت کے جنازہ پڑھانے کی سعادت بھی حضرت عثمانی قدس سرہٗ کو ہی نصیب ہوئی، حضرت حکیم الامت سے آپ کو صدر درجہ عشق تھا ان کے وصاف

کمالات اس خوبی سے بیان فرماتے تھے کہ جواب نہیں، حضرت عثمانی کو حضرت حکیم الامت سے جتنی محبت و عقیدت تھی اس کا اندازہ ان اشعار سے لگایا جا سکتا ہے جو حضرت عثمانی نے حکیم الامت رح کی رحلت کے بعد فرمائے تھے ملاحظہ فرمائیے،

وہ حکیم الامت مصطفےٰ وہ مجدد طریق ھدیٰ
وہ جو بانٹتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے
اشرف علی مہ اتقا شمس المعارف و التقی
جو عمل سے اپنے نمونۂ عمل صحابہ دکھا گئے
وہ جو پردے گرے ہوئے رخِ معرفت پہ صدی سے تھے
بکمال شانِ مجددانہ سب ایک دم سے اٹھا گئے
ہمیں ضبط وقت سکھا گئے ہمیں ربطِ قلب سکھا گئے
وہ سبق جو ہم نے بھلا دیا تھا دوبارہ ہم کو پڑھا گئے
کسے دم تھا کہ نہ ہوں سے وہ کسے تھا یقیں کہ رہیں گے ہم
ظفر آہ کیسے گئے ہیں وہ کہ چراغ دل ہی بجھا گئے

جس طرح حضرت عثمانی کو حضرت حکیم الامت سے گہری عقیدت تھی تو دوسری طرف حضرت حکیم الامت رح کو بھی آپ سے محبت اور آپ کی علمی و تحقیقی قابلیت پر مکمل اعتماد تھا، حضرت عثمانی رح کی مایۂ ناز تصانیف "اعلاء السنن" اور "احکام القرآن" کے متعلق حضرت حکیم الامت مجدد ملت کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میرے اشارہ پر میرے بھانجے مولوی ظفر احمد صاحب نے جو بحمد اللہ علوم دین کا سرچشمہ ہیں، اور طالبان خیر کے پیشوا ہیں یہ دونوں کتابیں بحمد اللہ تحقیق و تدقیق سے لکھی ہیں اور

اہل بصیرت کے نزدیک مقبول و مسموع پسندیدہ اور مرغوب ہیں اللہ تعالیٰ میرے لئے اور ان کے لئے آخرت کا ذخیرہ بنائے"۔ بس حضرت عثمانی کی علمی شان کے لئے حضرت حکیم الامت کا یہ ارشادِ گرامی ہی کافی ہے۔ بلاشبہ حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ معقولات و منقولات دونوں میں جامع تھے ایک طرف عظیم محدث تھے اور دوسری طرف فقہ کے امام تھے آپ نے تقریباً ساٹھ سال سے زائد تدریسی خدمات سرانجام دیں آپ کی مجلس میں تھانہ بھون کی یاد تازہ ہو جاتی تھی بڑے بڑے علماء و اکابر آپ کی نورانی مجلس اور درس قرآن و حدیث میں شریک ہوتے تھے آپ کی زبان اور بیان میں اس قدر اثر تھا کہ سامعین کی عجیب کیفیت ہو جاتی تھی بقول شاعر

اثر لبھانے کا پیارے تیرے بیاں میں ہے
کسی کی آنکھ میں جادو تیری زباں میں ہے

الغرض حضرت عثمانی کی ذات ارفع صفات ہر لحاظ سے بہت فیض رساں رہی، ہر طبقہ کے حضرات آپ کے آستانۂ عالیہ پر حاضری دیتے اور آپ کی روحانیت سے مستفیض ہوتے تھے یعنی آپ مرجع عوام و خواص تھے، آپ صبر، توکل، قناعت، ریاضت، استقامت، علمیت و عملیت، ذہانت و فراست میں اپنی نظیر آپ تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو شانِ جامعیت سے نوازا تھا باطنی اور ظاہری علوم و کمالات میں جامعیت پھر ہر ایک علم و فن میں تبحر آپ کے خصوصی اوصاف ہیں، درس و تدریس اور مطالعہ سے آپ کو فطری رغبت اور خصوصی شغف تھا اس کے ساتھ زہد و تقویٰ کی آمیزش نے ایک عجیب کیف پیدا کر دیا تھا، علم و فن اور معرفت و سلوک دونوں کے آسمان پر چمکے، علم کے پیاسوں اور معرفت کے طالب دونوں کے لئے

سامانِ تسکین آپ نے مہیا کیا بڑے بڑے علماء و فضلاء کسی مشکل مسئلہ میں آپ کی طرف سے صرف ہاں یا نہیں سے حتمی فیصلے کو حجت اور کافی سمجھتے تھے، بہرحال حضرت عثمانی جیسی باکمال اور جامع شخصیت سے آج دنیا خالی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت عثمانی قدس سرہٗ کے مرتبۂ علم و عمل کا پہچاننا معمولی حیثیت کے عالم کا بھی کام نہیں ہے اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ "

"قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری"

حضرت عثمانی پورے برصغیر میں بقیۃ السلف تھے علم و عمل اور اخلاق و شمائل میں اپنے اسلاف کا عین نمونہ تھے اور جانشین حکیم الامتؒ تھے۔ آپ کی کن کن خوبیوں کا ذکر کیا جائے نہ گنجد، ربیاں وصف کمائش،

اب کہاں ایسی ہستیاں ہیں اور کہاں اُن کو تلاش کیا جائے۔

عرفی! اگر بہ گریہ میسر شدے وصال
صد سال می توان بہ تمنا گریستن!

آگے آپ کی تعلیمات و ارشادات میں سے چند ملفوظات و ہدایات و عملیات نقل کرتا ہوں جو متوسلین و مریدین کے لئے یقیناً بہت ہی مفید ثابت ہونگے۔

حضرت مولانا عثمانی مرحوم خود بھی معمولات اور اوراد مسنونہ کے پابند تھے اور آخر عمر تک اُن پر کاربند رہے اُن کی تو ہوس کبریٰ بھی ہم جیسے کوتاہ عملوں کے لئے ہوسِ خام ہی میں شمار ہوگی، حضرت عثمانی کا سفر میں بھی تہجد کا ناغہ نہیں ہوتا تھا اور ہر وقت ذکر و اذکار میں مشغول رہتے تھے آپ نے اپنے شجرہ طیبہ میں سالکین طریقت کے لئے ضروری اعمال اور خاص دستور العمل اور خاص نصائح بھی تحریر فرمائی ہیں ان میں سے

انتخاب کر کے ایسے بعض اعمال اور نصائح کا ذیل میں بقدر ضرورت ذکر کیا جاتا ہے جن کا نفع عام اور سالکین کے لئے ان کا دستور العمل بنانا مفید ہے۔

نماز:- تہجد، اشراق، چاشت، صلوٰۃ الاوابین، صلوٰۃ التسبیح عصر اور عشاء سے پہلے ۴ رکعت نفل۔

روزہ:- ہر ماہ کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ کو اور ہر دو شنبہ کو اور ۶ روزے شوال کے اور یکم ذی الحجہ سے ۹ تک نو روزے اور محرم کی دسویں اور شعبان کی ۱۵ تاریخ کو روزہ رکھا جائے۔

وظائف:- صبح کو تلاوتِ قرآن مجید جتنی ہو سکے پابندی کے ساتھ اور ایک منزل مناجات مقبول کی عربی یا اردو اور سورۃ فاتحہ ۴۱ بار، سورۃ یٰسین ایک بار، استغفار سو بار کلمہ توحید سو بار درود شریف سو بار۔

بعد نماز ظہر:- کلمہ توحید سو بار، درود شریف سو بار، سورہ فتح ایک بار، دلائل الخیرات کی منزل، اللہ الصمد ۵۰۰ بار۔

بعد عصر:- عم یتساءلون ایک بار، آیت کریمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ سو بار۔

بعد مغرب:- سورۃ واقعہ ایک بار کلمہ توحید سو بار درود شریف سو بار۔

بعد عشاء:- سورۃ الم سجدہ ایک بار، سورہ ملک ایک بار، کلمہ توحید سو بار درود شریف سو بار، استغفار سو بار۔ ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھ لیا کریں۔

سوتے ہوئے سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی، سورہ اخلاص اور معوذتین تین تین بار جاگتے ہوئے کلمہ توحید اور یہ دعا پڑھ لیا کریں۔ اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیَاءُ

نام لوگوں اور عالموں کے لئے حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے رسالہ قصد السبیل میں ہدایات و عملیات درج کر دیئے ہیں اس کا خوب مطالعہ کیا جائے اور عمل کیا جائے اس کے علاوہ علماء سے بکثرت ملتے رہو، ان سے مسائل پوچھتے رہو، اگر پڑھے ہوئے ہو تو بہشتی زیور، بہشتی گوہر اور صفائی معاملات دیکھتے رہو اور اس پر عمل کرو، تعلیم الدین کے چار حصے بھی دیکھ لو، لباس خلافِ شرع مت پہنو، جیسے ٹخنوں سے نیچے پائجامہ یا کوٹ پتلون یا ریشمی یا زردوزی کا کپڑا یا چار انگل سے زیادہ چوڑی لیس دار ٹوپی یا اتنے ہی کام کا شیحا کامدار جوتا، داڑھی مت کٹاؤ، اور نہ اس کو منڈاؤ البتہ مٹھی سے جتنی زیادہ ہو اس کا اختیار ہے جتنی رسمیں سنت کے خلاف ہو رہی ہیں سب کو چھوڑ دو جیسے مولود، فاتحہ، عرس، اور شادی بیاہ، عقیقہ، ختنہ، بسم اللہ کی رسمیں اور تیجا دسواں، چالیسواں وغیرہ، شب برات کا حلوہ، محرم کا تہوار منانا، میلوں ٹھیلوں میں جانا ان سب کو ترک کرنے کے علاوہ آتش بازی، تصویر دار کھلونے وغیرہ سے بچو، زبان کو غیبت اور گالی گلوچ سے بچاؤ، جماعت کے ساتھ نماز پڑھو، گانا بجانا مت سنو، پیر سے ہر کام کے لئے تعویز گنڈے مت مانگا کرو بلکہ اس سے دین سیکھو البتہ دعا کرانے کا مضائقہ نہیں، ایسا مت سمجھو کہ اگر نذرانہ موجود نہ ہو تو پیر کے پاس کیا جاویں، یہ مت سمجھو کہ پیر کو سب خبر ہوتی ہے ان سے کہنے کی کیا ضرورت ہے، خواب پر بدون مسئلہ پوچھے عمل مت کرو، ہر امر میں سنت پر عمل کرنے کا اہتمام کرو، اپنے کو صاحبِ کمال مت سمجھو، دنیوی تعلقات مت بڑھاؤ۔ بے ضرورت سامان مت جمع کرو، اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھو اور اسی سے مدد مانگا کرو، اپنے آپ کو مٹادو، فرمایا کہ "ہمارے اکابر حضرت مولانا گنگوہیؒ حضرت تھانویؒ اور حضرت سہارنپوریؒ اپنے متعلقین و احباب کو یا حیّ یا قیوم برحمتک

استغیث کی تعلیم فرماکر فرماتے کہ جب کوئی مشکل درپیش ہو تو اس دعا کو صبح و شام کم از کم سو بار پڑھا جائے۔"

فرمایا کہ "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو وصیت فرمائی کہ جب سونے کی جگہ میں جاؤ یعنی سونے کا قصد کرو تو سورۂ الحشر پڑھ لیا کرو اگر تم اس رات میں مرگئے تو شہید مروگے ایک اور روایت میں بجائے سورۂ الحشر کے آخر سورۂ الحشر یعنی هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ سے ختم سورۃ تک پڑھنے کا یہی ثواب آیا ہے۔" فرمایا کہ "حضرت تھانوی قدس سرہٗ کی خدمت میں کسی نے عرض کیا کہ کوئی ایسی صورت ہو کہ گناہ کا تقاضا ہی نفس کے اندر پیدا نہ ہو جواب میں فرمایا کہ کیا تم دیوار بننا چاہتے ہو؟ جماد ہونا چاہتے ہو؟ تقاضا تو ہوگا مگر تمہارا کام اس پر عمل نہ کرنا ہے چند روز اور چند دفعہ کے مقابلہ اور نفس کے خلاف کرنے سے نفس خود بخود ڈھیلا پڑ جاتا ہے اور کمزور ہو جاتا ہے۔"

فرمایا کہ "حضرت حکیم الامتؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص خود اپنی اصلاح کی فکر اور قصد نہ کرے پیغمبر بھی اس کی اصلاح نہیں کر سکتا۔"

فرمایا کہ "مسلمانانِ عالم کے لئے قرآن حکیم ہی مکمل ہدایت ہے ہمیں چاہیئے کہ ہم قرآن حکیم کو اپنا رہنما سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔"

(تفصیل کے لئے دیکھئے تذکرۃ الظفر مؤلفہ سید عبدالشکور ترمذی)

جناب مولانا عبدالرشید ارشد صاحب

شیخ الحدیث حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے انتقال کا زخم ابھی تازہ تھا کہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ بھی اُن کے ساتھ جا ملے اور پوری علمی دنیا اُن کے غم میں سوگوار ہوگئی، حضرت مولانا عثمانی اُن عالمانِ دین قیم میں سے ایک تھے جن کے علم و عمل تقویٰ و طہارت سے اسلامی تاریخ کے اوراق روشن اور تابندہ ہیں اور جن کے تفقہ اور تدریس کی بدولت ہزارہا علماء کرام برِصغیر پاک و ہند میں درس و تدریس میں مشغول و معروف ہیں خانوادۂ قاسمی جن محقق علماء پر فخر کر سکتا ہے ان میں ایک نام حضرت مولانا عثمانیؒ کا ہے آپ نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایماء و حکم پر حدیث کی ایک کتاب "اعلاء السنن" ترتیب دی جس میں ذخیرہ احادیث سے ان احادیث کا انتخاب ہے جو فقہ حنفی کی بنیاد ہیں یہ کتاب کئی ضخیم مجلدات پر مشتمل ہے آپ حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوریؒ کے ارشد تلامذہ اور حکیم الامتؒ کے قریبی عزیزوں میں سے تھے۔ ان دونوں بزرگوں کی صحبت و فیضان سے آپ میں عمیق رسوخ فی العلم والعمل پیدا ہوا قیام پاکستان کے بعد آخر لمحہ حیات تک اشرف العلوم ٹنڈو الہ یار ضلع حیدر آباد میں شیخ الحدیث رہے اور قیام پاکستان سے پہلے مظاہر العلوم سہارنپور، مدرسہ عالیہ کلکتہ اور ڈھاکہ یونیورسٹی میں حدیثِ رسولؐ کے چراغ جلاتے رہے پچاسی برس کے

لگ بھگ عمر تھی جو ساری کی ساری درس و تدریس اور اشاعتِ علمِ دین میں گذار دی بلاشبہ عہدِ حاضر میں مولانا عثمانی کا شمار تاریخ اسلام کے اُن علماءِ دین میں کیا جاتا ہے جن پر عرب و عجم کو ہمیشہ ناز رہے گا اور مولانا عثمانیؒ کے علمی مرتبے کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اُن کے شاگردوں میں ایسے علماء شامل ہیں کہ جن کا نام آتے ہی گردنیں احترام سے جھک جاتی ہیں، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی، شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ۔ مولانا بدر عالم میرٹھیؒ مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ اور مولانا اسعد اللہ صاحب بھی ان کے شاگردوں میں سے ہیں، اُن میں ایک ایک نام اپنی جگہ محترم ہے حضرت مولانا بدر عالم ہی کو لیجئے جن کے علمی کارناموں کی توخیر ہماری پوری تاریخ میں نظیر نہیں ملتی مگر اس کے ساتھ فیضان کا یہ عالم ہے کہ پندرہ بیس سال پہلے آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے تھے وہاں سے پوری افریقی دنیا میں انہوں نے ایسی اصلاحی تحریک چلائی کہ آج اُن کے فیض یافتہ پورے برّاعظم میں پھیلے ہوئے ہیں افریقہ کا ذکر چھڑا ہے تو یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی۔ کہ یوگنڈا کے چیف قاضی مولانا عبدالرزاق افریقی جو عیدی امین کے معتمد ترین نائبین میں سے ہیں سالہا سال سے مولانا عثمانی سے ٹنڈو الہ یار کے دارالعلوم میں علمی فیض حاصل کرتے رہے۔

مولانا عثمانیؒ رحمۃ اللہ علیہ محض عالم ہی نہیں صاحب کرامت عامل بھی تھے اور ان کا وجود مسعود ہمارے لئے ایک نعمتِ عظمیٰ تھا وہ جلیل القدر محدث، مفسر محقق اور خلوص و للہیت کا بہترین نمونہ تھے۔ آزادی سے پہلے اُن علماء کرام کے سرخیل تھے جن کی جدّ و جہد اور مساعی جمیلہ سے تحریک پاکستان دینی حلقوں میں

متعارف ہوئی اور جنھوں نے خالصتاً اس نیت سے تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ کہ پاکستان میں بھی منہاج النبوۃ خلافتِ راشدہ کے انداز کی اسلامی حکومت قائم ہوگی، قیام پاکستان سے قبل سرحد اور سلہٹ یعنی آسام کے ضلع میں استصواب ہوا تھا سرحد کے استصواب میں علامہ شبیر احمد عثمانی اور سلہٹ میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی تھے ان دونوں حضرات کو علی الترتیب کراچی اور ڈھاکہ میں پاکستان کے ہلالی پرچم کی نقاب کشائی کے لئے منتخب کیا گیا۔

لیکن افسوس! کہ اکابر کی جدوجہد اور اجتہاد جو قیام پاکستان کے ثمرہ پر منتج ہوئی اس میں سال بہ سال اسلام سے دوری اور بیزاری بڑھتی گئی اور انہی حضرات کو ایک بہت بڑے فتوے پر دستخط کرنے پڑے جو سوشلزم کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لئے دیا گیا تھا لیکن اسی قوم نے ان بزرگوں کے فتویٰ کو ماننے سے انکار کر دیا کہ جن کے فتویٰ اجتہاد سے پاکستان کے قیام میں مدد ملی تھی۔

یہ ایک طویل بحث ہے جس کی جزیات و تفصیلات بہت تلخ ہیں مختصراً یہ کہ ہم اتنا کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ علماء کی اکثریت نے اس نظریاتی اور ریک جہتی سے وہ پاکستان پر کام نہ کیا جس کے کرنے کی ضرورت تھی، طالع آزما لوگ برسر اقتدار آتے رہے اور حالات یہاں تک پہنچ گئے جس کا ایک نتیجہ سقوط ڈھاکہ کی شکل میں ملت دیکھ چکی ہے ان حضرات کا ایک بڑا گروہ کہ جنھوں نے تحریک آزادی اور قیام پاکستان کے لئے کوشش کی تھی اپنی زندگی میں اپنے خواب کی تعبیر "اسلامی حکومت" کی حسرت لئے اس دنیا سے رخصت ہو گئے، مولانا عثمانیؒ کہ جنھوں نے ڈھاکہ میں بصد تمنا پرچم پاکستان لہرایا تھا اپنی زندگی میں ہی یہ دیکھا کہ وہ

علاقہ پاکستان سے کاٹ دیا گیا۔

حضرت مولانا عثمانی کی وفات سے ہم اس عظیم نشانی سے محروم ہو گئے کہ جن کی قیادت سے تحریک پاکستان پروان چڑھی تھی اور جو اس قحط الرجال کے دور میں کتاب و سنت اور فقہ حنفی کے باب میں سند اور حجت تھے، حضرتؒ کا انتقال دینی درسگاہوں اور مسندِ ہدایت وارشاد کا ناقابل تلافی نقصان ہے تعلیم و تربیت کے یہ مراکز خالی ہوتے جا رہے ہیں اور ان کو پُر کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ حضرت مولانا کو جنتُ الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور علم و عمل کے جو نقوش ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں ان پر ہمیں چلنے، اُجاگر کرنے اور زندہ رکھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

جناب مولانا انظر احمد عثمانی صاحب

ایک جامع شخصیت رح

شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند کے اُن مشاہیر علماء میں سے تھے جن کے تجر علمی، تقدس و بزرگی اور دینی علوم میں کمالِ جامعیت کو بطور سند پیش کیا جاتا تھا مولانا موصوف نے کم و بیش پچیس برس تک حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رح کی رفاقت میں خانقاہِ امدادیہ تھانہ بھون میں تصنیف و تالیف اور تبلیغ و افتاء کی گرانقدر علمی خدمات انجام دیں، اس زمانہ کے فتاوی "امداد الاحکام" کے نام سے چھ ضخیم جلدوں میں محفوظ ہیں۔ جو اب الحمدللہ دار العلوم کراچی سے مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رح کے حکم سے چھپ رہے ہیں ان فتاوی پر حکیم الامت تھانوی رح نے اپنے مکمل اعتماد کا اظہار فرمایا ہے دیگر علمی تصانیف کے علاوہ جن کی تعداد سینکڑوں ہے مولانا عثمانی کی بلند پایہ تالیف "اعلاءُ السنن" فنِ حدیث میں اپنا ممتاز مقام رکھتی ہے۔ یہ کتاب علم حدیث پر عربی زبان میں لکھی گئی ہے جو بیس ضخیم جلدوں میں مکمل ہوئی ہے جو شائع ہو چکی ہیں اور اب دوبارہ مولانا محمد تقی عثمانی صاحب بڑی تحقیق و تدقیق کے ساتھ دار العلوم کراچی سے شائع کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

اِس بلند پایہ علمی تالیف کو عالمِ اسلام کے مشاہیر علماء نے کس نظر سے دیکھا ہے اس کا اندازہ مصر کے مشہور محقق عالم علامہ زاہد الکوثری کی اس تقریظ سے کیا جا سکتا

ہے جو اخبار "الفتح" مصر میں علامہ موصوف کی زندگی میں شائع ہوئی تھی اس کو رسالہ "المفتی" دیوبند نے ۱۳۵۷ھ اور رسالہ "الصدق" ملتان نے ۱۳۷۲ھ میں نقل کیا ہے علامہ کوثری مصر کے ایک نامور محقق عالم تھے ایک زمانہ میں حکومتِ ترکی کے نائب شیخ الاسلام رہ چکے ہیں موصوف کی طویل تقریظ کا مختصر سا اقتباس درج ذیل ہے۔

"اِس عالم بزرگ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رح نے اپنے شاگرد و بھانجے جنھوں نے علوم حدیث کی تکمیل ان کی زیر رہنمائی کی تھی یعنی محدث، مفسر، محقق، مدبر، ناقد اور زبردست فقیہہ مولانا ظفر احمد عثمانی کو خدا انھیں علمی خدمات کے زیادہ سے زیادہ مواقع مہیا فرمائے یہ مشورہ دیا کہ مختلف ابواب میں احکام کی احادیث جمع کر کے ابواب فقیہہ کے دلائل مہیا کریں اور وہ بھی حدیث کی ایسی کتابوں سے جن پر ہر کس و ناکس کو دسترس نہیں ہو سکتی اور یہ کہ ہر حدیث پر محدثین کے طریقہ پر کلام کریں اور فن حدیث کے اقتضارات کے مطابق ہر حدیث کے متعلق بتائیں کہ یہ حدیث قوی کیوں ہے۔ اور ضعیف کیوں؟ یا یہ حدیث قابل قبول ہے یا نہیں۔ یہ عزت مند عالم اس اہم اور مشکل کام میں بیس سال تک اس طرح مشغول رہے کہ اس سے زیادہ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تا آنکہ انھوں نے اپنا کام نہایت ہی عمدگی کے ساتھ سرانجام دیا اور خداوند تعالےٰ کی توفیق کے ساتھ بیس جلدوں میں اس عظیم کتاب کو مکمل فرمایا جس کا نام انھوں نے "اعلاءُ السنن" رکھا ہے۔ اصولِ حدیث میں مقدمے کے طور ایک الگ جلد مرتب کی ہے۔ جو اس موضوع پر نہایت ہی مفید کتاب ہے سچ بات کہنی پڑتی ہے کہ میں تو اس مجموعے کو دیکھ کر ششدر و حیران رہ گیا جس میں اس قدر مکمل تحقیق و جستجو اور تلاش و تدقیق سے کام لیا گیا ہے کہ ہر حدیث پر فن حدیث کے تقاضوں کے مطابق متن پر بھی اور سند پر بھی

اس طریقے سے کلام کیا گیا ہے کہ اپنے مذہب کی تائید پیش کرنے میں تکلیف کے آثار قطعاً نظر نہیں آتے بلکہ اہلِ مذاہب کی آراء پر گفتگو کرتے ہوئے یوں معلوم ہوتا ہے کہ انصاف کا دامن کہیں ہاتھ سے نہیں چھوٹتا۔ مجھے اس کتاب کے مصنف پر انتہائی درجہ کا رشک ہونے لگا ہے مردوں کی ہمت اور بہادروں کی ثابت قدمی اس قسم کے نتائج فکر پیدا کیا کرتی ہے خدا اُن کی زندگی کو خیر و عافیت کے ساتھ دراز فرمائے تاکہ وہ اس قسم کی مزید تصنیفات پیش کر سکیں۔"

اس تالیف کے بارے میں حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کا ارشاد ہے کہ "ان کے مرکزِ علمی یعنی خانقاہِ امداد تھانہ بھون سے اگر اس کتاب کی تالیف کے علاوہ کوئی دوسری علمی خدمت انجام نہ دی جاتی تو اپنی فضیلت و کرامت کے اعتبار سے یہی کتاب بہت کافی تھی۔"

مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کی مشہور علمی درسگاہ مدرسہ عالیہ مظاہر العلوم سہارنپور میں ایک عرصہ تک علمی خدمات انجام دیتے رہے اور اس دور کے مشاہیر علماء نے اسی درسگاہ میں آپ سے علمی استفادہ کیا ہے آپ کے شاگردانِ رشید میں مولانا ستار بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی مؤلف فیض الباری شرح بخاری، ترجمان السنۃ" مولانا محمد ادریس کاندھلوی مؤلف، التعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ المصابیح اور دیگر تصانیف کثیرہ شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری مدرس اوّل مظاہر العلوم سہارنپور، مولانا محمد زکریا کاندھلوی شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور کے اسمائے گرامی خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔ مولانا عثمانی نے ۱۹۲۷ء سے ۱۹۴۹ء تک ڈھاکہ یونیورسٹی میں استاذ دینیات کی حیثیت سے علمی خدمات انجام دی ہیں اس کے بعد مشہور علمی درسگاہ مدرسہ عالیہ ڈھاکہ کے

صدر مدرس مقرر ہوئے انہی دنوں مشرقی پاکستان کے اہم علمی مرکز جامعہ قرآنیہ لال باغ ڈھاکہ کی بنیاد رکھی اور اس میں درس بخاری کا سلسلہ شروع فرمایا، مولانا کے درس بخاری میں ڈھاکہ یونیورسٹی اور مشرقی پاکستان کی معروف علمی شخصیتیں شریک درس ہو کر علمی استفادہ کرتی رہیں جن میں مشرقی پاکستان کے نامور عالم دین مولانا شمس الحق فرید پوریؒ اور ڈاکٹر معظم حسین سابق وائس چانسلر ڈھاکہ یونیورسٹی کے اسماء گرامی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ مشرقی پاکستان کے بیشتر علمی شخصیتوں کو مولانا عثمانی سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ اور مشرقی پاکستان کے چپے چپے پر آپ کے جلائے ہوئے چراغ روشنی پھیلا رہے ہیں اور آپ کا فیض پورے عالم اسلام میں پھیلا ہوا ہے۔ صرف مشرقی پاکستان میں آپ کے مریدین کی تعداد چالیس ہزار سے زائد ہے اور ویسے لاکھوں فیض یافتہ حضرات برصغیر کے علاوہ پوری دنیا میں اسلامی خدمات میں مصروف ہیں، حق تعالیٰ آپ کا فیض تاقیامت جاری و ساری رکھے۔ آمین -

قیام پاکستان کے سلسلے میں بھی آپ کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں آپ کی اس جدوجہد کا آغاز آل انڈیا مسلم لیگ کے پٹنہ اجلاس سے ہوا، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے نمائندہ خصوصی کی حیثیت سے آپ اس اجلاس میں شریک ہوئے اور قائد اعظم کو حضرت حکیم الامت کا شہرہ عام پیغام پڑھ کر سنایا دینی امور میں خصوصی طور پر اور مسلم لیگ کے خاص اجلاس میں عموماً قائد اعظم آپ کو اور شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور مفتی اعظم مولانا محمد شفیع صاحبؒ کو خصوصاً دعوت پر مدعو فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے ۱۹۳۵ء سے مسلم لیگ اور پاکستان کی حمایت میں عملی طور پر حصہ لینا شروع کر دیا تھا چنانچہ مسلم لیگ اور کانگریس کے آخری فیصلہ کن الیکشن میں پورے ہندوستان کا دورہ

کرکے مسلم رائے عامہ کو پاکستان کے حق میں ہموار کیا اور جہاں جہاں کانگریسی علماء کا اثر تھا
اِن مقامات پر پہنچ کر ان کے اثرات کو باطل کر دیا پاکستان کی کامیابی میں مولانا کے اِس
دورۂ ہندوستان کو بہت بڑا دخل تھا جس کا اقرار نوابزادہ لیاقت علیخان نے اپنے ایک
خط میں کیا ہے جو انھوں نے نجی طور پر مولانا عثمانی کو لکھا تھا آخر میں قائد اعظم کی خصوصی درخواست پر
پر سلہٹ ریفرنڈم کی مہم جو نہایت ہی معرکۃ الآراء مہم تھی مولانا عثمانیؒ اور مولانا اطہر علی صاحب
ہی نے سر کی۔

اکتوبر ۱۹۴۵ء میں کلکتہ کے مقام پر مرکزی جمعیت علماء اسلام کا قیام مولانا ظفر احمد عثمانی
قدس سرہ کے ہاتھوں عمل میں آیا اور شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی
درخواست اور خواہش پر جمعیت علماء اسلام کی صدارت قبول فرمائی تھی۔ قیام پاکستان
کے بعد ۱۹۴۸ء میں جمعیت علماء اسلام مشرقی پاکستان کے صدر کی حیثیت سے علماء
مشرقی پاکستان کے ایک نمائندہ وفد کے قائد بن کر کراچی تشریف لائے اس وفد میں مولانا
اطہر علی صاحبؒ اور مولانا مفتی دین محمد خان صاحب آپ کے ساتھ تھے اور اردو کو پاکستان
کی سرکاری زبان بنانے کے لئے پانچ لاکھ بنگالی مسلمانوں کے دستخطوں کے ساتھ ایک
یادگار تحریری دستاویز قائد اعظم مرحوم کی خدمت میں پیش کی جس کے بعد قائد اعظم نے ڈھاکہ
پہنچ کر اپنی تاریخی تقریر میں سرکاری زبان کی حیثیت سے اردو زبان کی تائید میں اعلان
فرمایا تھا۔ ۱۹۴۹ء میں خواجہ شہاب الدین وزیر داخلہ پاکستان اور میاں افضل حسین
چیئرمین پبلک سروس کمیشن کے ساتھ حکومت پاکستان کی طرف سے حکومت سعودیہ
عربیہ کے لئے خیر سگالی مشن میں ایک ممبر کی حیثیت سے شرکت فرمائی اور حج کے
موقعہ پر میدانِ عرفات میں سلطان ابن سعود مرحوم کی درخواست پر مسلمانانِ عالم کو

خطاب فرمایا۔
مسٹر حسین شہید سہروردی کی وزارتِ عظمیٰ کے عہد میں حکومت پاکستان کی طرف ملکی قوانین
کو اسلامی اصولوں کی روشنی میں مدون کرنے کے لئے ایک لاء کمیشن قائم کیا گیا تھا جس
کے اعزازی رکن کی حیثیت سے مولانا عثمانی مرحوم نے اس کے متعدد اجلاسوں
میں شرکت فرما کر اراکین لاء کمیشن کی دینی رہنمائی فرمائی۔
آخر میں اہل سیاست کی باہمی آویزشوں اور قوم کی متعصبانہ صوبہ پرستیوں سے دل برداشتہ
ہو کر از خود عملی سیاست سے کنارہ کش ہو گئے تھے اور دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہیار
میں جو حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کی قائم کردہ ایک علمی درسگاہ ہے شیخ الحدیث
کی حیثیت سے درس و تدریس اور اصلاح و تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا جو آخر دم تک جاری
رہا۔ ۱۹۶۹ء میں جب کراچی کے مقام پر مشرقی و مغربی پاکستان کے مقتدر علماء کرام
کے ایک نمائندہ اجتماع میں مرکزی جمعیت علماء اسلام و نظام اسلام پارٹی کا احیاء عمل
میں آیا اور مولانا عثمانی کو امیر اعلیٰ منتخب کیا گیا، انتہائی ضعف و پیرانہ سالی کے باوجود
سوشلزم اور دوسرے لادینی نظریات کا مقابلہ کرنے کے لئے آپ نے یہ ذمہ داری
قبول فرمائی تھی چنانچہ مشرقی اور مغربی پاکستان کے اہم مقامات پر جمعیت کے خصوصی
اجتماعات میں جہاں تک ممکن ہوتا تھا شرکت فرماتے تھے لیکن جس طرح حصولِ
پاکستان کی جدوجہد میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی زیر قیادت تحریک پاکستان
کی مہم عملی طور پر آپ نے سر کی تھی اسی طرح اِس دور میں اسلام اور سوشلزم کی معرکۃ الآراء
مہم کو سر کرنے کی سعادت حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب کے حصہ میں آئی
اور خداوند کریم نے مولانا موصوف کو بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے خطابت میں

مولانا تھانوی اس وقت بے مثل ہیں اور اپنے علم و عمل اور اخلاق و کردار میں اسلاف کی یادگار ہیں۔ مولانا عثمانی کے قریبی عزیز اور خلیفہ ارشد ہیں۔ ۱۹۵۱ء میں مولانا موصوف ہی کی تحریک پر تمام مکتب فکر کے مقتدر علماء کرام نے بائیس نکات پر مشتمل ایک دستوری خاکہ مرتب کیا جو ایک عظیم کارنامہ ہے اور مولانا کا صدقۂ جاریہ ہے۔ حق تعالیٰ ان بزرگوں کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین۔

بہرحال حضرت مولانا عثمانی اُن نادرۂ روزگار اور اعجوبۂ زماں ہستیوں میں سے ایک تھے جو اتفاق سے کبھی کبھی صفحۂ ہستی پر جلوہ گر ہوتیں اور آب و تاب اور چمک دمک سے دنیا کو حیران و ششدر کر کے رکھ دیتی ہیں اور جو اپنی غیر معمولی عظمت و رفعت کی بناء پر آیۃ من آیات اللہ کا مصداق ہوتی ہیں۔ آپ کی شخصیت اپنے ظاہری و باطنی اوصاف و کمالات اور اپنے معنوی و صوری محاسن و فضائل کے لحاظ سے واقعی اور صحیح معنوں میں ایک جامع اور عظیم شخصیت تھی جس کی مثالیں تاریخ میں بہت کم اور خال خال ہی ملتی ہیں بلاشک اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص عنایت کے تحت آپ کی ذات اقدس کے اندر بہت سے وہ فضائل و محاسن یکجا جمع فرما دیئے تھے جو شاذ و نادر کسی شخصیت میں جمع ہوتے ہیں۔ حق تعالیٰ ہمیں آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جناب مولانا انوار الحسن شیر کوٹی

اسلاف کی یادگار

شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ان عظیم تاریخی شخصیتوں میں سے ایک تھے جو قوموں کی تاریخ میں اہم رول ادا کرتی اور اپنے شاندار تاریخی کارناموں کی وجہ سے تاریخ میں بلند مقام پاتی ہیں جنہیں قومیں اپنے لئے سرمایۂ عز و افتخار سمجھتی اور ان کے تعلق پر فخر و ناز کرتی ہیں اور جن کے کام اور نام ہمیشہ تاریخ میں روشن و تابندہ رہتے اور قومیں اُن سے ہدایت و روشنی حاصل کرتی ہیں اور ان کی یاد کو تازہ رکھتی ہیں۔

حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ اُن جلیل القدر علماء و فضلاء میں سے تھے جو کبھی کبھی آسمان علم و فضل پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے اور اپنی علمی شعاعوں، ضیا پاشیوں سے اذہان کی ایک دنیا کو روشن و منور کر کے رکھ دیتی ہیں جن کے بحرِ علم سے بیشمار تشنگانِ علم کو اپنی پیاس بجھانے اور ٹھنڈک و سکون حاصل کرنے کا موقع ملتا اور جن کے گوہر ہائے علم سے انسانیت کے علمی خزانوں میں گرانقدر اضافہ ہوتا ہے جن کی عظیم الشان علمی خدمات کا دنیا اعتراف کرتی ہے اور فیاضی کے ساتھ ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہے اور جو اپنی عبقریت اور علمی عظمت کے ایسے نقوش اور نشان قائم کر جاتے ہیں جو کبھی مٹائے مِٹ نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا آپ حسنِ خلق، حسنِ عمل، حسنِ عبادت، حُسنِ معاشرت، حسنِ نفاست، حُسنِ لطافت اور حسنِ سیاست کا پیکر تھے۔ اخلاص و تقویٰ اور حق و صداقت

کا مینار تھے، اعلیٰ کردار، سنجیدگی، متانت و وجاہت استغناء و قناعت اور استقلال و استقامت کا پہاڑ تھے، بڑے صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے اور حقیقت میں ہمارے اسلاف کی عظیم یادگار تھے۔

حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ درجہ کی صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں۔ آپ نہ صرف عالم تھے بلکہ سراپا علم تھے، علم آپ کی ذات میں ایسا رچا بسا ہوا تھا جیسے پھول کے اندر رنگ و بو اور ہیرے کے اندر چمک دمک، علم آپ کی ہر ہر ادا اور ہر ہر نقل و حرکت سے جھلکتا تھا، آپ علم کا ایک بلند و بالا پہاڑ اور ایک بحرِ ناپید اکنار تھے۔ آپ کے علم میں وسعت کے ساتھ بڑی جامعیت تھی وہ بیک وقت منقولات کا علم بھی رکھتے تھے اور معقولات کا علم بھی، وہ ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی، قدیم علوم کے ساتھ جدید، اور دینی حقائق و معارف کے وسیع علم و عرفان کے ساتھ دنیوی امور و معاملات سے بھی حیرت انگیز حد تک آگاہی و واقفیت رکھتے تھے، لیکن علم کے جس شعبے میں آپ کو معراج حاصل ہوا اور علم کے جس میدان کے آپ شہسوار تھے وہ شعبہ اور میدان فقہ و قرآن و حدیث کے علم کا تھا اور دراصل اس میں بڑا دخل اس شدید محبت کا تھا جو آپ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی ظاہر ہے کہ جس سے محبت و عشق ہو اس کے کلام سے محبت ہونا ایک فطری بات ہے اور آپ کو اس پر پورا الیقین تھا کہ جس ہدایت پر انسان کی اُخروی اور دنیوی سعادت اور فلاح و کامیابی کا دار و مدار ہے اس کا منبع اور سرچشمہ قرآن و حدیث اور کتاب و سنت ہے اور دوسرے علوم کی جو اہمیت اور قدر و منزلت ہے وہ قرآن و حدیث کے تعلق کی بناء پر ہے، جتنا جس علم کا قرآن و حدیث سے تعلق ہے اتنا ہی وہ اہم اور قابلِ قدر ہے لہٰذا

آپ کی اصل اور بنیادی توجہ قرآن و حدیث کے علم کی طرف ہو گئی اور تقریباً نصف صدی آپ نے اس مقدس و مبارک علم کی تحصیل، نشر و اشاعت اور تعلیم و تدریس کو رونق بخشی اور ہزارہا طلباء کو مستفید اور فیضیاب فرمایا، شاید ہی دنیا کا کوئی ایسا ملک ہو جہاں آپ کے تلامذہ اور فیض یافتہ موجود نہ ہوں، آج اُن میں مشہور اُستاذ اور مدرس بھی ہیں اور مصنف و مؤلف بھی، نیز داعی اور مبلغ بھی ہیں اور بلند پایہ امام و خطیب بھی، مفسر و محدث بھی ہیں اور محقق و عارف بھی، سب اپنی اپنی جگہ خوب کام کر رہے ہیں اور بہت سے علمی و دینی خدمات انجام دے کر اس دارِ فانی سے رخصت ہو چکے ہیں حق تعالیٰ آپ کے فیض کو جاری و ساری رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تصنیف و تالیف کی اعلیٰ صلاحیتوں سے بھی نوازا تھا اور تصنیف و تالیف کے کام میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تخریج اور تخصیص میں خاص کمال عطا فرمایا تھا آپ کے علمی شاہکاروں میں "اعلاء السنن" اور "احکام القرآن" اس کمال کا روشن ثبوت ہیں اس کے علاوہ سینکڑوں موضوعات پر آپ کی تالیفات آپ کا صدقۂ جاریہ ہیں۔

بہرحال حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ، دینی، مذہبی، علمی، روحانی، سیاسی اور عصری تقاضوں اور وقتی و دائمی میں کامل بصیرت و مکمل صلاحیت کے مالک تھے، مرکزی جمعیت علماء اسلام کی صدارت، دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار کی صدارت، ڈھاکہ یونیورسٹی اور جامعہ قرآنیہ کی صدارت، مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان اور تبلیغی جماعت کی سرپرستی اور تمام مدارس عربیہ پاکستان کی سرپرستی یہ سب حضرت قدس سرہٗ کی مقبولیت اور علوِ مرتبت کی نشانی ہے:

این سعادت بزورِ بازو نیست ؛؛ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حق تعالیٰ حضرت کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

مولانا نذر محمد شاہ بخاری

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اور علمائے عصر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اُن علمائے حق میں سے تھے جن کا علم و فضل زہد و تقویٰ اور خلوص و للّٰہیت ایک امرِ مسلّمہ کی حیثیت رکھتے ہیں آپ منبعِ علوم و معارف تھے عجز و انکسار کا نمونہ صبر و تحمل کی رُوح، خلوص کا مجسمہ، حسنِ خلق کی جیتی جاگتی تصویر اور آداب و خلوص کا پیکر تھے۔ ان کی تعلیمات ارشادات اور رشحاتِ قلم سالہا سال سے اُن کی زندگی کی تفسیر ہیں جو درخشندہ و تابندہ رہیں گے۔ اور ان کی تعلیمات اُن کے بعد اُن کے بیشمار تلامذہ و مریدین کے ذریعے پھیلتی رہیں گی۔

حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ کے علم و فضل کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ علماءِ عجم ہی نہیں بلکہ علماءِ عرب اور بلادِ اسلامیہ کے محدثین و فقہاء بھی ان کے علمی تبحر کی داد دیتے ہیں مفتیٔ اعظم فلسطین ہوں یا مصر کے نامور محقق علامہ زاہد الکوثریؒ سب حضرت مولانا کی دقتِ نظر وسعتِ مطالعہ اور علمی قابلیت کے دلدادہ و گرویدہ تھے۔ حضرت کی علمی حیثیت کا عالم دین اب صدیوں پیدا نہیں ہو سکتا۔ اِن میں ذاتی جوہر تو تھا ہی مگر اس پر سونے کا سہاگہ یہ ہوا کہ حکیم الامت مولانا تھانویؒ کی رہنمائی و سرپرستی اور شیخ الوقت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ، عارف باللہ مولانا محمد یحییٰ

کاندھلویؒ اور محدثِ وقت مولانا حافظ عبداللطیف کی شاگردی نے انھیں کہاں سے کہاں پہنچا دیا، ان کی ذاتی قابلیت اور علمی لیاقت مسلّم مگر ان بزرگوں کی رہنمائی اور رہبری سے حضرت مولانا میں علمی بصیرت کے نئے سوتے پھوٹ نکلے ان کے قلم سے نکلا ہوا ایک ایک حرف علوم و معارف سے لبریز تھا اور حقائق و اسرارِ الٰہی کا نقیب ہو گیا تھا انھوں نے بزرگوں کی خدمت علم سے سچی لگن اور مقصدِ حیات سے پرخلوص وابستگی کا وہ نمونہ پیش کیا کہ ان کے چھوٹے بڑے ہم عصر یہاں تک کہ دوسرے مکتبِ فکر کے علماء بھی معترف ہو گئے تھے ایسی جامع ہستی کے بارے میں مجھ جیسا ناکارہ آدمی کیا لکھ سکتا ہے اس مضمون میں صرف آپ کے چند اکابر اور معاصرین کے تاثرات نقل کئے جاتے ہیں اور آپ کے اکابر و مشائخ کے بارے میں آپ کے چند ارشادات بھی درج کئے جاتے ہیں تاکہ اکابر و معاصر علماءِ کرام کے ساتھ ان کے تعلق و روابط کا اندازہ لگایا جا سکے۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

اپنے دور کے سب سے بڑے مجدد اور ولیٔ کامل تھے حضرت مولانا عثمانیؒ کے شیخ و مرشد اُستاذ اور حقیقی ماموں تھے ان کے متعلق حضرت مولانا عثمانی فرماتے ہیں کہ: "حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ اپنے زمانہ کے مجدد تھے اور بجا طور اللہ تعالیٰ نے قلوبِ رجال میں لقب حکیم الامت مجدد الملت القاء فرمایا تھا۔" (رحمۃ القدوس)

حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے حضرت عثمانی کے بارے میں فرمایا تھا کہ: "اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے میرے اشارہ پر میرے بھانجہ کو جو بحمد اللہ تعالیٰ علوم دین کا سرچشمہ

ہیں اور طالبانِ خیر کے پیشوا جو مولوی ظفر احمد کے نام سے مشہور ہیں۔ اس کتاب "احکام القرآن" کی تالیف پر ترنیق دی": (تذکرۃ الظفر ص۲۵۰ مؤلفہ سید عبدالشکور ترمذی)

شیخ الوقت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ

اپنے وقت کے عظیم محدث اور عارف کامل تھے حضرت مولانا عثمانی کے اُستاذ اور شیخ درسی تھے ان کے متعلق حضرت عثمانی فرماتے ہیں کہ: "حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ نسبت صحابہ اور کمال اتباع سنت کے ساتھ علمِ فقہ میں بڑے کامل تھے۔" حضرت مولانا سہارنپوری کی نظر میں حضرت مولانا عثمانی کا جو مقام تھا اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ جب حضرت مولانا سہارنپوریؒ جس زمانہ میں ابوداؤد شریف کی شرح "بذل المجہود" کی تالیف میں مشغول تھے حضرت مولانا عثمانیؒ جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضرت سہارنپوریؒ بذل المجہود کے خاص خاص مقامات دیکھنے کی ہدایت فرماتے اور یہ بھی فرماتے کہ ذرا اس کی عربیت پر بھی نظر کر لیں۔ (تذکرۃ الخلیلؒ)

حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ

اپنے وقت کے شیخ کامل اور عارف کامل تھے حضرت عثمانیؒ کے اُستاذ تھے ان کے بارے میں حضرت عثمانی کا تاثر یہ ہے کہ: "مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلویؒ علم حدیث میں کمال کے ساتھ عربی ادب میں بھی کامل تھے۔" حضرت مولانا کاندھلویؒ حضرت عثمانی کی علمی و فقہی بصیرت کے قائل تھے۔ اور حضرت عثمانیؒ سے معاصرین جیسا سلوک فرماتے تھے۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

آسمانِ شریعت اسلامیہ کے درخشندہ آفتاب تھے۔ اپنے دور کے جلیل القدر مفسر، عظیم محدث، بہترین محقق اور بلند پایہ سیاستدان تھے حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے معاصرین میں سے تھے مگر حضرت مولانا عثمانیؒ اُن کو اپنا بڑا سمجھتے تھے اور حضرت علامہ عثمانی کی رحلت پر فرمایا کہ: "موت کے ظالم ہاتھوں نے حضرت علامہ عثمانیؒ کو ہم سے چھین لیا ہم اُن سے رہنمائی حاصل کیا کرتے تھے۔" اسی طرح علامہ حضرت عثمانیؒ، حضرت مولانا ظفر احمد صاحب کا بے حد احترام فرماتے تھے، ایک دفعہ فرمایا کہ: "حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا حق ادا کر رہے ہیں۔"

(بحوالہ انوار النظر فی آثار الظفر)

حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ

اپنے وقت کے بڑے ولی اللہ تھے اور اتباع سُنت کے پیکر تھے تبلیغی جماعت کے بانی اور رئیس التبلیغ تھے۔ حضرت مولانا ظفر احمد صاحبؒ کے معاصرین علماء میں سے تھے اور آپس میں خصوصی تعلقات و روابط قائم تھے دونوں بزرگ ایک دوسرے کی علمی و روحانی رفعت و عظمت کے معترف تھے۔ حضرت مولانا محمد الیاسؒ صاحبؒ اہل دہلی اور تجار سے تقاضا فرماتے رہتے تھے کہ وہ مولانا ظفر احمد صاحبؒ کی موجودگی سے فائدہ اٹھایا کریں، جلسے کرائیں، اور مولانا سے تقریریں کرائیں۔" حضرت مولانا محمد الیاسؒ صاحب فرماتے تھے کہ: "مجھے یہ سُن کر بڑی خوشی

ہوئی کہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے انتقال سے پہلے مولانا کو مبارکباد کے ساتھ
بڑی بشارت دی، ہماری نظر میں تو مولانا ظفر احمد صاحبؒ بشارت سے پہلے بھی
بڑے درجہ میں تھے مگر یہ بشارت بڑی دولت ہے اور حضرت حکیم الامتؒ مولانا
سے راضی ہو گئے ہیں۔" (انوار النظر ص۲۸ جلد ۲)

حضرت علامہ زاہد الکوثریؒ

مصر کے بہت بڑے محقق عالم ہیں اور اپنے علم و عمل میں بے نظیر ہیں، حضرت مولانا
ظفر احمد صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں علامہ محمد زاہد الکوثریؒ سے بھی بہت متاثر
ہوا ہوں" حضرت مولانا عثمانیؒ کے متعلق علامہ کوثری صاحبؒ فرماتے ہیں کہ "
میں حکیم الامت تھانویؒ کے بھانجے جو بہت بڑے محدث، ناقد، فقیہ اور محقق
ہیں یعنی مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی کی اس خاص تالیف "اعلاء السنن" کو دیکھ کر حیران و
ششدر رہ گیا اور مجھے اس عزت مند عالم کی قابلیت و مہارت پر انتہائی رشک ہوا۔
اللہ تعالیٰ اُن کی عمر بخیر و عافیت دراز کرے۔" (بحوالہ تذکرۃ الظفر ص۴۶)

حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ

اپنے وقت کے جید عالم، محقق، مدبر اور عارف تھے۔ حضرت مولانا عثمانی فرماتے
ہیں کہ "مولانا سید سلیمان ندویؒ علم تاریخ اور عربی ادب کے ماہر تھے" علامہ سید
سلیمان ندویؒ بھی مولانا عثمانی کے علم و فضل کے بڑے معترف تھے۔ ایک جگہ
فرماتے ہیں کہ "ہمارے دوست مولانا ظفر احمد صاحب جو عربی میں کامل اور

دینیات میں ماہر ہیں "اعلاء السنن" کی بیس جلدیں اُن کی فضیلت پر شاہد عادل ہیں اور
مولانا موصوف علومِ ظاہر کے ساتھ علومِ باطن سے بھی مالا مال ہیں۔" (معارف)
(بحوالہ تذکرۃ الظفر)

حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ

اپنے دور کے ممتاز عالمِ دین اور شیخ کامل تھے۔ حضرت مولانا عثمانیؒ کے ساتھ
خاص تعلقات تھے اور دونوں بزرگ ایک دوسرے کا بے حد احترام و اکرام فرماتے
تھے۔ مولانا عثمانیؒ نے ان کی وفات پر فرمایا کہ "حضرت مفتی صاحبؒ کی وفات
سے علمی و روحانی دنیا میں ایک بڑا خلاء پیدا ہو گیا ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔" اسی
طرح حضرت مفتی صاحبؒ بھی حضرت مولانا عثمانیؒ کو حضرت حکیم الامت تھانویؒ
کا صحیح علمی وارث و جانشین فرماتے تھے۔" (ملفوظ مبارک)

حضرت مولانا خیر محمد جالندھری

مدرسہ عربیہ خیر المدارس ملتان کے بانی اور حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے خلیفہ ارشد تھے حضرت مولانا عثمانیؒ
کی علمی و فقہی بصیرت پر مکمل اعتماد فرماتے تھے آپس میں دونوں حضرات ایک دوسرے کے علمی مقام
کے قائل تھے اور حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ فرمایا کرتے تھے مولانا عثمانیؒ علم کا خزانہ ہیں۔ (تذکرۃ الظفر)

حضرت مولانا اطہر علی صاحبؒ

مشرقی پاکستان کے ممتاز عالمِ دین اور حکیم الامت تھانویؒ کے خلیفہ ارشد ہیں۔ حضرت

مولانا عثمانیؒ کے معاصرین میں سے تھے حضرت عثمانیؒ کے علم وفضل کے بڑے قائل تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ "مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اس وقت کے علماء کرام کے امام ہیں۔"
(ماخوذ تذکرۃ الظفر مؤلفہ سید عبد الشکور ترمذی)

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

اپنے زمانہ کے بہت بڑے محدث، مفسر اور محقق ہوئے ہیں اور حضرت مولانا عثمانیؒ کے مائہ ناز تلامذہ میں سے ہیں اور آخر دم تک جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث رہے ہیں اپنے استاذ محترم مولانا عثمانی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "مولانا عثمانی حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی زبان ہیں اور علم فقہ وحدیث اور معقول ومنقول میں ان کی ذات مسلم ہے۔" (بحوالہ تذکرۃ الظفر)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتیٔ اعظم پاکستان

اس دور کے امام المفسرین اور فقہ وادب کے امام ہیں قیام پاکستان تک دار العلوم دیوبند کے صدر مفتی رہے اور پھر کراچی میں دار العلوم کراچی کے نام سے ایک عظیم دینی درسگاہ کی بنیاد رکھی۔ جہاں سے ہزاروں افراد فیض یاب ہو چکے ہیں، حضرت مولانا عثمانیؒ کے خاص احباب میں سے ہیں۔ حضرت مولانا عثمانی قدس سرہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ:۔
"مولانا ظفر احمد صاحبؒ میرے اساتذہ کے طبقہ کے بزرگ تھے اور اسلاف کی یادگار تھے ان کی وفات سے تو کمر ٹوٹ ہی گئی۔"

حضرت مولانا عبد المجید بچھرانویؒ

حکیم الامت مولانا تھانویؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے اور زمانہ کے جید عالم، محقق، مناظر اور عارف تھے ان کے خلیفہ مجاز ارشاد اور ہمارے شیخ ومربی حضرت الحاج ڈاکٹر عبد المجید صاحب ریواڑی والے فرماتے ہیں کہ :"حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کا مقام بہت بلند تھا ان کے بارے میں مولانا عبد المجید بچھرانوی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ مولانا ظفر احمد صاحب علم حدیث وفقہ میں مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بھی آگے تھے اور حکیم الامت تھانویؒ بھی ان کے علم کے قائل تھے۔"

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

اپنے وقت کے جید عالم، مفسر اور عارف کامل تھے حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے علم وفضل کے معترف تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مولانا ظفر احمد صاحب اپنے علم وفضل میں اپنے اسلاف کا نمونہ ہیں اور ایک قابل قدر شخصیت ہیں۔" حضرت مولانا عثمانیؒ اور ان کے چند اکابر ومعاصرین کے تعلقات کا مختصر ذکر کیا گیا ہے جس سے حضرت عثمانیؒ کے مقام ومرتبہ کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔
(تفصیل کے لئے تذکرۃ الظفر دیکھئے)

جناب مولانا عبدالرؤف تھانوی

شیخ المحدثین حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رح

قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر ہندوستان کا ایک مشہور و معروف قصبہ ہے، ہندوستان پر انگریزوں کے قابض ہونے کے بعد برصغیر کے مسلمانوں کے دین و اسلام کو جو خطرہ لاحق ہوا تھا، اس کے انسداد کے لئے اس قصبہ اور علاقہ کے علماء اور ان کے متعلقین نے جو قربانیاں دیں وہ تاریخ کا حصّہ بن چکی ہیں، قربانیاں پیش کرنے اور انگریز سامراج کے خلاف علم جہاد بلند کرنے والوں میں حضرت حافظ محمد ضامن تھانوی شہیدؒ اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب تھانویؒ مہاجر مکی سرفہرست ہیں، غرضیکہ یہ قصبہ اور علاقہ علمی اعتبار سے ایک مردم خیز خطّہ رہا اور یہاں بڑے بڑے علماء، صوفیاء اور محدثین پیدا ہوئے، جن کے فیض سے ظلمت کدہ ہند، اسلام کی ضیاء پاشیوں سے منور ہوا، اور آج برصغیر پاک و ہند میں جو اسلام نظر آرہا ہے وہ علمائے تھانہ بھون اور علماء دیوبند ہی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، حضرت حافظ ضامن تھانوی شہیدؒ، مولانا شیخ محمد محدث تھانوی اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، یہ تمام بابرکت ہستیاں اسی خطّہ کے درخشندہ و تابندہ نجوم و ماہتاب ہیں، کہ جن کے فیض سے نہ صرف برصغیر کے مسلمان بلکہ عالم اسلام کا ہر فرد فیضیاب ہو رہا ہے، اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف

علی تھانوی کی وجہ سے تو یہ قصبہ چار دانگ عالم میں مشہور ہو گیا۔
خانقاہِ اشرفیہ سے نکلا ہوا ہر شخص ایک درثمین اور گوہر نایاب ثابت ہوا، انہی قیمتی اور نایاب موتیوں میں سے شیخ المحدثین حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے جو پاکستان آنے کے بعد تشنگان علوم کو سیراب کرتے رہے۔
آپ ۱۳۱۰ھ کو قصبہ دیوبند میں پیدا ہوئے آپ کا تاریخی نام مرغوب نبی تھا اور ابتدائی نام ظفر احمد ہی تھا، البتہ ننھیال نے آپ کا نام ظریف احمد رکھا تھا، آپ کے والد محترم کا نام شیخ لطیف احمد عثمانی مرحوم جو کہ زمیندار تھے، اور دادا کا نام شیخ نہال احمد صاحبؒ جو دیوبند کے بہت بڑے رئیس تھے، بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتویؒ آپ کے دادا کے بہنوئی اور والد صاحب کے پھوپھا تھے اور دارالعلوم دیوبند کی قدیم عمارت کی زمین آپ کے دادا مرحوم کی عطیہ کردہ تھی، اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ آپ کے سگے ماموں تھے، آپ نے بچپن میں قرآن مجید حفظ نہیں کیا تھا بلکہ ۴۵ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اور قرآن مجید کی ناظرہ تعلیم اپنی دادی صاحبہ کے بھائی مولوی نذیر احمد اور دارالعلوم دیوبند کے دو اساتذہ حافظ نامدار صاحب اور حافظ غلام رسول صاحب سے حاصل کی تھی۔ نو سال کی عمر میں دارالعلوم کے درجۂ فارسی میں داخل ہوئے اور فارسی کی ابتدائی کتابیں آپ نے مولانا محمد یٰسین صاحب سے پڑھیں جو مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کے والد ماجد تھے۔ ۱۳۲۲ھ میں آپ کے ماموں حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے آپ کو تھانہ بھون بلا لیا۔ اور وہاں آپ نے حکیم الامتؒ کے منشی شوکت علی مرحوم سے، دوبارہ فارسی شروع کر دی اور ساتھ ساتھ عربی کی کتابیں مولانا عبداللہ صاحب گنگوہیؒ سے پڑھیں، مشق قرأت اور مثنوی مولانا روم اپنے ماموں حکیم الامت

سے پڑھتے رہے۔ ۱۳۲۲ھ میں حضرت حکیم الامت نے آپ کو مدرسہ جامع العلوم کانپور
میں داخل کرا دیا اور دو سال کے بعد اسی مدرسہ سے دوبارہ حدیث شریف کی تکمیل کی۔
اور بعد ازاں درسیات کی سند مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے اعلیٰ درجہ میں حاصل کی اور پھر
اسی سال حجِ بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے اور واپسی پر ۱۳۲۹ھ میں مظاہر العلوم
سہارنپور میں ہی درس و تدریس کا کام شروع کر دیا اور آٹھ سال تک اسی مدرسہ میں تدریس کا
سلسلہ جاری رکھا اور شرح وقایہ، نور الانوار، ہدایہ، مشکوٰۃ، شرح عقائد خیالی اور سبعہ
معلقہ، متنبی وغیرہ یہ تمام کتابیں پڑھائیں۔ ۱۳۳۶ھ میں سہارنپور کی آب و ہوا کی ناموافقت
کی وجہ سے تھانہ بھون کے قریب ہی ایک بستی گڑھی پختہ تشریف لے آئے اور وہاں
کے مشہور مدرسہ ارشاد العلوم میں دو سال تک بخاری و مسلم وغیرہ پڑھاتے رہے۔ اور
۱۳۳۸ھ میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ دوبارہ زیارتِ حرمین شریفین کے لئے تشریف
لے گئے اور حج بیت اللہ سے واپسی پر تھانہ بھون میں ہی مستقل سکونت اختیار کی۔ اور
حکیم الامت تھانویؒ کے زیر سایہ درس و تدریس کے علاوہ افتاء اور تالیف کی گرانقدر خدمات
انجام دیں۔ اس کے علاوہ آپ ڈھاکہ یونیورسٹی، مدرسہ راندیریہ رنگون برما، مدرسہ عالیہ ڈھاکہ
میں بھی تشنگانِ علوم کی سیرابی میں لگے رہے، اور ڈھاکہ یونیورسٹی میں تعلیم دینے کے علاوہ
مدرسہ اشرف العلوم ڈھاکہ میں بلا معاوضہ تعلیم دیتے رہے اور مدرسہ ہذا کے اکثر مدرسین
نے موطاء امام مالک اور مثنوی مولانا روم آپ سے ہی پڑھی۔ ۱۹۵۴ء میں آپ نے مغربی
پاکستان آنے کا ارادہ فرمایا اور مولانا احتشام الحق تھانوی آپ کو لینے کے لئے ڈھاکہ گئے
مشرقی پاکستان سے واپس آنے کے بعد مولانا احتشام الحق تھانوی نے مولانا عثمانی مرحوم
کو اپنے مدرسہ دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار میں شیخ الحدیث کے عہدہ جلیلہ پر مقرر فرمادیا

اور تا وفات آپ درسِ حدیث میں مشغول رہے۔ آپ کے تلامذہ میں جو حضرات مشہور
زمانہ ہوئے اُن میں مولانا سید بدر عالم صاحب میرٹھی مہاجر مدنیؒ مولف فیض الباری
شرح بخاری، مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ
لاہور، مولانا عبد الرحمٰن صاحب کامل پوریؒ مدرس اول مظاہر العلوم سہارنپور اور
شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مدظلہ العالی مظاہر العلوم سہارنپور،
جو کہ تبلیغی جماعت کے امیر بھی ہیں اللہ تعالیٰ اُن کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین
سرفہرست ہیں اور آپ کے اساتذہ کرام میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ
مولانا سعید احمد صاحب، مولانا عبد اللہ گنگوہیؒ، مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ، مولانا
محمد یٰسین دیوبندیؒ، مولانا عبد القادر پنجابیؒ، مولانا محمد اسحاق بردوانیؒ، مولانا سید
محمد انور شاہ کشمیریؒ، اور شیخ العصر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ خاص
طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

دینی علمی اور تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ نے سیاسی و ملی خدمات بھی انجام دیں
جو سیاسی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھی جائیں گی۔ تحریک پاکستان کے سلسلہ میں ہندوستان
میں علماء کرام کے دو گروہ تھے ایک گروہ مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا مفتی کفایت اللہ
دہلویؒ اور مولانا ابو الکلام آزاد وغیرہ حضرات کا تھا جو کہ تقسیم ہند کا مخالف تھا
اور کانگریس کا حامی تھا، دوسرا گروہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، شیخ الاسلام
علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ اور شیخ الحدیث
مولانا ظفر احمد عثمانیؒ پر مشتمل تھا جو مسلم لیگ کے مطالبہ تقسیم ہند اور قیام پاکستان
کا حامی تھا۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ

پٹنہ میں بھیجنے کے لئے ایک وفد تشکیل دیا اور ساتھ ہی ایک پیام بنام اراکین مسلم لیگ پڑھنے کے لئے دیا جسے مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے پڑھ کر سنایا اور یہ حکیم الامتؒ کے فتوؤں اور ان کے متعلقین علماء کی مساعی جمیلہ اور گرانقدر خدمات کا ہی ثمرہ تھا کہ مسلم لیگ نے جھانسی کا الیکشن خلاف توقع جیت لیا۔ ایک مرتبہ قائد اعظم سے سوال کیا گیا۔ کہ آپ کے ساتھ کون کون سے علماء ہیں، جبکہ کانگریس کے ساتھ مولانا مدنیؒ اور مولانا مفتی کفایت اللہ جیسے علماء موجود ہیں تو قائد اعظم نے جواب میں فرمایا تھا کہ "مسلم لیگ کے ساتھ مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ ہیں جو کہ ایک چھوٹی سی بستی تھانہ بھون میں رہتے ہیں، مگر وہ اتنے بڑے عالم دین ہیں کہ سب علماء کا علم و تقویٰ ایک پلڑے میں رکھا جائے اور مولانا اشرف علی تھانویؒ کا علم و تقدس دوسرے پلڑے میں، تو مولانا تھانوی کا پلہ بھاری رہیگا، ہمارے لئے ان کی حمایت کافی ہے"۔
لیکن حضرت تھانویؒ کا انتقال ۱۹۴۳ء میں پاکستان بننے سے قبل ہی ہوگیا تھا۔ اور آپ نے پیشنگوئی فرمادی تھی کہ مجھے نظر آرہا ہے کہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان معرض وجود میں آجائیگا۔ آپ کے انتقال کے بعد شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، مولانا مفتی عبدالکریم گمتھلویؒ، مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ، مولانا اطہر علی سلہٹیؒ، علامہ سید سلیمان ندویؒ، مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ اور مولانا احتشام الحق تھانوی نے اپنے شیخ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے برابر مسلم لیگ کی حمایت کی۔ اور دسمبر ۱۹۴۵ء میں باقاعدہ مرکزی جمعیت علماء اسلام کے نام سے ایک جماعت تشکیل دی گئی جس کے صدر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ منتخب ہوئے۔ مگر علامہ عثمانیؒ چونکہ صاحب فراش تھے اس لئے

تمام کام سیدی و مرشدی حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو ہی کرنا پڑا۔ اور آپ نے ۱۹۴۶ء کے الیکشن کے سلسلے میں پورے ہندوستان کا طوفانی دورہ کیا۔ ان علماء کرام کو انگریزوں کا ایجنٹ و وظیفہ خوار کہا گیا مگر یہ علماء کرام اپنے موقف پر ڈٹے رہے اور مسلم لیگ کی حمایت میں ثابت قدمی اور جوانمردی کا ثبوت دیا چنانچہ یہ انہی علماء کرام کی کاوشوں کا نتیجہ تھا کہ مسلم لیگ نے مرکزی اسمبلی کا الیکشن سو فیصدی ووٹوں سے جیت لیا تھا اور انگریز حکومت کو مطالبۂ پاکستان ماننے پر مجبور کر دیا تھا اسی طرح سلہٹ میں جمعیت علماء ہند پوری طرح چھائی ہوئی تھی اور مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین اور شاگرد بہت زیادہ تھے چونکہ مولانا مدنیؒ ہر سال رمضان المبارک سلہٹ میں ہی گزارتے تھے چنانچہ نوابزادہ لیاقت علی خان مرحوم نے ڈھاکہ یونیورسٹی میں مولانا عثمانی کے نام تار بھیجا کہ سلہٹ پہنچ کر کام کریں کیونکہ انتخابات میں صرف پانچ روز باقی رہ گئے ہیں، مولانا ظفر احمد عثمانی مرحوم کی پانچ روزہ جدوجہد اور تقاریر سے حالات ایک دم بدل گئے اور عوام پر آپ کی تقریروں کا گہرا اثر ہوا، اور جمعیت علماء ہند اور مسلم لیگ بھائی بھائی کے نعرے لگے اور جب پولنگ ہوا تو مسلم لیگ پچاس ہزار ووٹوں کی اکثریت سے یہ الیکشن جیت گئی اور یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ اگر مولانا ظفر احمد عثمانیؒ سلہٹ کا دورہ نہ کرتے تو سلہٹ کا ریفرنڈم مسلم لیگ کے خلاف ہوتا۔ آپ کی انہی مجاہدانہ سرگرمیوں اور باعث فخر کوششوں اور نمایاں کارناموں کو مدنظر رکھتے ہوئے مشرقی پاکستان میں پرچم کشائی آپ ہی کی دست مبارک سے کرائی گئی تھی۔ آپ نے آخر دم تک پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ آپ

کی زندگی ایک قابلِ رشک زندگی تھی اور اس وقت پورے عالمِ اسلام میں آپ کی شخصیت ایک مسلّمہ شخصیت تھی مگر اس کے باوجود آپ پر فنائیت کا بہت غلبہ تھا اسی لئے مشرقی پاکستان سے آنے کے بعد تمام عرصہ گوشۂ گمنامی میں رہ کر گزار دیا، آپ کے اعزّہ و اقارب نے کئی مرتبہ عرض کیا کہ آپ کراچی یا لاہور میں قیام فرمائیں تو آپ کو یہاں بھی وہی مقام حاصل ہو سکتا ہے جو مشرقی پاکستان میں تھا آپ ہمیشہ یہی جواب دیتے کہ :۔

”زندگی کے آخری ایّام میں سکونِ قلب اور یکسوئی کے ساتھ
اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہوتی
ہے اور یہ بات قصبوں اور دیہاتوں میں رہ کر ہی حاصل
ہوتی ہے ، شہروں میں نہیں ، اس لئے میں اپنی اس
گمنامی پر خوش ہوں اور تمنا یہ ہے کہ زندگی کے آخری
ایّام اللہ تعالیٰ کی یاد میں بسر ہو جائیں “

آپ کی تصانیف میں جلیل القدر تصنیف ” احکام القرآن “ اور ” اعلاء السنن “ کی تالیف ہے ۔ مولانا عثمانیؒ مرحوم بڑے پائے کے جیّد عالم ، فقیہ اور محدّث تھے ، ساری زندگی درس و تدریس ، تصنیف و تالیف اور تبلیغ و ارشاد میں گزارنے کے بعد ۲۳ ؍ ذی قعدہ ۱۳۹۴ھ مطابق ۸ ؍ دسمبر ۱۹۷۴ء بروز اتوار صبح ۵ بجے داعئ اجل کو لبیک کہا ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

آپ کی رحلت تمام روئے زمین کے لئے ایک عظیم حادثہ ہے اور پورا عالمِ اسلام اپنے عظیم مذہبی و روحانی پیشوا کے فیضِ علمی و روحانی سے محروم ہو گیا ہے آپ کی وفات کی خبر پوری دنیا میں بجلی بن کر گری اور تمام عالمِ اسلام کے دینی و علمی

حلقوں میں کہرام مچ گیا کراچی میں ہزاروں عقیدت مندوں نے اپنے عظیم رہنما کی نماز جنازہ میں شرکت کی اور مفتئ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے امامت کے فرائض انجام دیئے اور پاپوش نگر کے قبرستان میں آپ کی تدفین ہوئی ۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

جناب مولانا ابو علی صاحب اعظم گڑھی

اُستاذُ المُحدِّثین

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ علمائے دیوبند کے نامور و ممتاز صاحب قلم عالم حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا پچاسی سال کی عمر میں کراچی میں انتقال ہو گیا، وہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے حقیقی بھانجے بھی تھے اور ہم زلف بھی، اُن کی ولادت ۱۳۱۰ھ میں دیوبند میں ہوئی ان کے والد شیخ لطیف احمد عثمانی بانی دار العلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے عزیز تھے، ان کی ابتدائی تعلیم دیوبند میں ہوئی پھر حکیم الامت تھانویؒ نے ان کو اپنے پاس تھانہ بھون بلا لیا، یہاں انھوں نے فارسی کی تکمیل کی اور عربی کی کچھ ابتدائی کتابیں پڑھیں اور مولانا تھانویؒ سے مثنوی مولانا روم اور عربی کے بھی کچھ اسباق پڑھے اس کے بعد مولانا نے ان کو مدرسہ جامع العلوم کانپور بھیجدیا پھر سہارنپور جاکر مدرسہ مظاہر العلوم میں اپنی عربی تعلیم کی تکمیل کی اور یہیں ۱۳۲۹ھ میں مدرس بھی ہو گئے۔ تھانہ بھون میں مولانا تھانویؒ کے زیر نگرانی درس و افتاء کی خدمت پر بھی مامور رہے، ۱۳۴۹ھ میں رنگون تشریف لے گئے جہاں درس و تدریس کے ساتھ وعظ و ارشاد و تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور اس سے وہاں کے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچا۔ ۱۳۵۰ھ میں ڈھاکہ یونیورسٹی ڈھاکہ میں دینیات و اسلامیات کے اُستاذ

مقرر ہوئے، یہاں انہوں نے ایک مدرسہ اشرف العلوم قائم کیا جس میں بلا معاوضہ درس و تدریس کی خدمت انجام دیتے تھے ۱۹۵۴ء میں پوربی پاکستان سے پچھمی پاکستان کے صوبہ سندھ میں چلے آئے اور دار العلوم ٹنڈو الہ یار میں شیخ الحدیث ہوئے اور آخر دم تک اسی درسگاہ سے ان کا تعلق رہا اور حدیث کے درس و تدریس کی خدمت انجام دیتے رہے۔

درس و تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف اور مضمون نگاری کا بھی مستقلاً مشغلہ تھا، عربی و اُردو میں بہت سی کتابیں لکھیں، مولانا تھانویؒ کی تفسیر بیان القرآن کا خلاصہ کیا اُن کے اکثر مواعظ قلم بند کئے، معارف اعظم گڑھ اور دوسرے پرچوں میں ان کے عالمانہ مضامین برابر شائع ہوتے رہے، مولانا سید سلیمان ندویؒ ان کے علم و فضل کے بڑے معترف تھے۔

شعبۂ تاریخ ادبیات پنجاب یونیورسٹی لاہور کی فرمائش سے "الزاد النظرفی آثار الظفر" کے نام سے اپنے خود نوشت حالات لکھے، شعر و سخن کا بھی بڑا اچھا ذوق رکھتے تھے عربی اور اُردو دونوں زبانوں میں دادِ سخنوری دیتے رہے ان کا سب سے اہم علمی کارنامہ حنفیہ کے موید حدیثوں کا "اعلاءُ السُّنن" کے نام سے جمع کرنا ہے جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ اس میں اس غلط فہمی کا ازالہ کیا گیا ہے کہ حنفی مسلک کی تائید میں احادیث بہت کم ہیں اس کا مقدمہ بھی بہت جامع ہے جو علیحدہ کتاب کی صورت میں شائع ہوا ہے اسی کے ساتھ ایک کام اور بھی کر رہے تھے یعنی حنفیہ نے قرآن سے جو مسائل مستنبط کئے ہیں ان کو "احکام القرآن" کے نام سے جمع کرنا شروع کیا تھا جو شاید پائیۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکا۔

وہ طبعاً بہت حق پسند واقع ہوئے تھے اور دل میں ہر طبقہ و ہر مسلک کے لوگوں کے لئے عزت رکھتے تھے انہیں جائزہ اور حق اور صحیح بات کہنے میں تحزب مانع نہیں آتا تھا اس کا ثبوت ان کی گرانقدر تصنیف "اعلاؤ السنن" ہے خود انہی کے بقول اس میں تقلید جامد کے بجائے تحقیق فی التقلید سے کام لیا گیا ہے جس مسئلہ میں دوسرے مذاہب کے دلائل انہیں قوی نظر آئے وہاں اس کا اعتراف فرمایا۔

علمی دینی، تدریسی و تبلیغی خدمات کے ساتھ ساتھ قومی و ملّی و سیاسی سرگرمیوں میں بھی حصّہ لیتے رہتے تھے تحریک پاکستان کے بڑے حامی تھے اور اس کی حمایت میں ملک کے مختلف مقامات کا دورہ بھی کیا۔ اسی تحریک کے شباب میں اعظم گڑھ بھی آئے تھے اور جامع مسجد میں ایک عظیم الشان جلسہ میں بڑی ولولہ انگیز تقریر بھی کی تھی تقریر کے بعد جامع مسجد سے ان کا جلوس نکالا گیا آگے ٹرک تھا جس پر شمشیر بکف پرجوش رضا کار سوار تھے کبھی کبھی فرطِ جوش میں ان کی تلواریں بلند بھی ہو جاتی تھیں یہ اتنا مرعوب کن جلوس تھا کہ جونہی یہ شہر کی مین روڈ پر پہنچا، ہندوؤں کی ساری دکانیں بند ہو گئیں جس کی یاد یہاں کے لوگوں کے دلوں میں اب تک باقی ہے۔

حضرات اہل حدیث میں اکثر یہ چرچا رہتا ہے کہ حنفیہ کی مؤید حدیثیں بہت کم ہیں، ایک ایسا عالمگیر جو ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور جس کے ماننے والوں کی تعداد کروڑوں ہوگی اور جو یورپ، افریقہ، امریکہ اور ایشیا کے تمام اسلامی ملکوں پر حکمران ہے اس کی تائید میں حدیثوں کے کسی مجموعے کا نہ ہونا سخت تعجّب انگیز ہے ہم نہیں بتا سکتے کہ اس کے کیا اسباب تھے۔ سب سے پہلے مسائل حنفیہ کی مؤید حدیثوں کو یکجا کرنے کا خیال مولانا شوق نیموی عظیم آبادی کو ہوا، اور حدیث کی کتابوں سے اس قسم کی حدیثوں کا التقاط کر کے

"آثار السنن" کے نام سے شائع کیا جس کا علمائے احناف نے بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا لیکن افسوس کہ مولانا نیموی کی وفات سے یہ اہم اور مفید کام ناتمام رہا حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ حنفی مسلک کے بہت پرجوش حامی تھے۔ ان کی چشم بصیرت سے یہ گوشہ کیسے اوجھل رہ سکتا تھا انھوں نے بھی اس ضرورت کو محسوس فرمایا اور حنفیہ کی مؤید حدیثوں کے جمع کرنے کا کام شروع کر دیا چنانچہ "احیاء السنن" کے نام سے اس قسم کی احادیث کا ایک مجموعہ مرتب ہو گیا لیکن یہ کام رک گیا۔ کچھ دنوں کے بعد پھر خیال آیا اور ایک جدید اسلوب پر ایک جدید مجموعہ "جامع الآثار" کے نام سے مرتب فرمایا لیکن یہ سلسلہ بھی آگے نہ بڑھ سکا ۱۳۳۱ھ میں پھر تحریک پیدا ہوئی اور ایک مستقل ادارہ کے ذریعہ اس کام کو کرنا چاہا چنانچہ مولانا محمد حسن سنبھلی اس کام کے لئے مقرر ہوئے اور یہ کام شروع ہو گیا، مجموعہ کا کوئی نیا نام رکھنے کے بجائے "احیاء السنن" ہی رکھا گیا لیکن جتنا کام ہو چکا تھا اس سے حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی کچھ تشفی نہیں ہوئی آخر میں اس کام کے لئے مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کا انتخاب ہوا، اور انہوں نے حضرت حکیم الامت کے زیر ہدایت اس کام کو بڑی دیدہ ریزی اور وسعت نظر اور تحقیق و تنقید کے ساتھ شروع کیا، سب سے پہلے احیاء السنن کے شائع شدہ حصّوں پر نظر ثانی کی گئی اور الاستدراک الحسن کے نام سے شائع کیا گیا پھر اس کا نام بدل کر "اعلاؤ السنن" کے نام سے اس کام کو شروع کیا گیا اس کی بارہ جلدیں شائع ہو چکی تھیں جن میں مذہب حنفی کی مؤید حدیثوں کو بڑے استیعاب کے ساتھ جمع کیا گیا اور محدثین اور اہل فن کی تحقیقات اس کے شروح و حواشی میں یکجا کئے گئے ہیں اس کے بعد بقایا حصّے بھی شائع ہو گئے اس طرح سے حنفیہ کے ہاتھ میں امام محمدؒ کی موطا اور آثار قاضی امام ابو یوسف

کی کتاب الآثار، مسندابی حنیفہ کی مرتبہ خوارزمی اور امام طحاوی کی تصانیف کے علاوہ حنفیہ کی مؤید حدیثوں کا ایک مکمل مستند مجموعہ آگیا ہے جس سے محدثین اور حضرات شوافع کی کتب حدیث کی جن میں حنفیہ کی مؤید حدیثوں کے یکجا کرنے میں چنداں اعتنا نہیں کیا گیا ہے۔ اس نقطۂ نظر سے حدیث کی یہ بڑی عظیم الشان خدمت ہے جس پر ہندوستان کو اپنے تمام علمی کارناموں کے ساتھ جو پچھلے زمانہ میں انجام پائے جتنا بھی فخر ہو کم ہے اور مولانا ظفر احمد صاحب کی علمی زندگی کا تو بڑا یادگار کارنامہ ہے انہوں نے کچھ اور نہ بھی کیا ہوتا تو تنہا یہی مقدس کام ان کو بقائے دوام کی مجلس میں جگہ دینے کے لئے کافی تھا لیکن انھوں نے اس کے علاوہ بھی بہت سے علمی کارنامے انجام دیئے ہیں۔

حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مشہور کتاب "القول المنصور فی ابن المنصور" ہے۔ جس میں ابن منصور حلاج کے حالات اور ان کے متعلق معتدل اور منصفانہ فیصلہ فرمایا گیا ہے۔ اس کا پورا مواد مولانا تھانوی نے اپنے قلم سے فراہم کر دیا تھا مگر بوجہ ضعف کے اس کی تصنیفی تشکیل و ترتیب نہ ہو سکی تھی، جب بوجہ علالت ضعف و نقاہت حد سے بڑھ گئی تو جہاں حکیم الامت تھانوی نے اپنے متعلقین کو بہت سی وصیتیں کیں جو وصیت نامے کے نام سے غالباً کتابی شکل میں شائع بھی ہو گئی ہیں اس کے لئے بھی وصیت فرمائی، لکھا کہ:۔

"میں اپنے اہل علم متعلقین کو عموماً اور خصوصاً مولوی ظفر احمد وغیرہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اس کی تکمیل کر دیں"

خوش قسمتی سے اس کی تکمیل کی سعادت مولانا ظفر احمد صاحب کے نصیب میں آئی اور ابھی حضرت حکیم الامت زندہ ہی تھے کہ انھوں نے اس کو مکمل کر دیا جس کو دیکھ کر وہ بہت

مسرور ہوئے۔

جب یہ رسالہ طباعت کے لئے پریس میں جانے لگا تو حضرت حکیم الامت نے اس پر تقریظ لکھی جس کا عنوان "التقریظ المسطور علی قول المنصور" ہے۔ فرماتے ہیں کہ:۔

"الحمد للہ کہ دوسری وصیت متعلقہ القول المنصور کی تکمیل کا بھی اللہ تعالیٰ نے انتظام فرما دیا اور ایسے مؤلف کے ہاتھوں جن سے وہ رسالہ ہر طرح کی تہذیب و ترتیب با حسن طریقہ و اتقن سلیقہ کا جامع اور جمیع رعایات نصرت اولیاء اور حفاظت شریعت غراء اور تبریہ عن الافراط و التفریط اور تعریہ عن الالتباس و التخلیط کا حاوی ہو گیا، مختصر یہ کہ میں خود ایسے طرز سے لکھنے پر قادر نہ تھا گو بروئے حدیث ابن اخت القوم منہم، وہ ہاتھ بھی حکما میرے ہی ہاتھ ہیں، مگر بوجہ تمائز کے درجہ میں اُن مؤلف کا نام مولوی ظفر احمد سلمہ اللہ تعالیٰ ہے، جن کا ذکر میں مثنوی کے ایک شعر مدحی اور ایک شعر دعائی پر ختم کرتا ہوں و ہما ہذان ؎

مدح تو صیف است باز ندیاں ؛ گویم اندر مجمع روحانیاں
مساعدشہ مسکن ایں باز باد ؛ تا ابد بر خلق ایں در باز باد

نادا ملہ تعالیٰ بہ الھدایۃ دازالی بہ کل غوایۃ۔

یہ پایہ تھا مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی کا بارگاہ اشرفی میں، اس رسالہ کی تالیف کے دوران میں ایک قیمتی جانماز سے بھی حضرت حکیم الامت نے ان کو نوازا تھا۔

خود مولانا عثمانی رح کو بھی اس کی تکمیل پر بڑی مسرت تھی فرماتے تھے۔

"اس نعمت کا شکر کس دل و زبان سے ادا کروں کہ الحمد للہ یہ ناچیز تالیف حضرت اقدس مدظلہم العالی کی بارگاہ میں شرفِ قبول سے باریاب ہوئی؛

کلاہ گوشۂ دہقاں بہ آفتاب رسید

اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے عطیۂ مبارک کی برکت سے اس ناکارہ کو تمام صلوٰۃ و تمام رضوان سے بھی کامیاب فرمائیں۔ آمین۔

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

مولانا سید سلیمان ندوی رح جب مولانا تھانوی رح کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے تو مولانا تھانوی رح قدس سرہٗ کے اور تمام جلیل القدر خلفاء و مجازین بیعت و اہل علم اعزا کے ساتھ مولانا ظفر احمد صاحب رح سے بھی اُن کے بڑے وسیع تعلقات ہو گئے تھے، اسی تقریب سے مولانا ظفر احمد صاحب بزم معارف کے ایک اہم رکن ہو گئے تھے اور ان کے مختلف موضوع پر متعدد مضامین معارف میں شائع ہوئے، ان میں سے ایک مضمون "سلسلہ شاہ ولی اللہ کی خدمت حدیث" بھی ہے جس کو انہوں نے اورینٹل کانفرنس بنارس کے شعبۂ اسلامیات میں پڑھ کر سنایا تھا اور بہت پسند کیا گیا تھا۔ یہ مضمون بہت محققانہ اور پُر از معلومات ہے اس میں اس سلسلہ کے تمام اکابر یعنی مجدد الف ثانی رح سے لے کر خود مولانا سید سلیمان ندوی رح تک کی خدمت حدیث کا ذکر بڑی تفصیل سے آگیا ہے، سید صاحب رح نے اپنی تمام تالیفات اور خصوصاً سیرۃ کی آخری جار جلدوں میں جو تمام تر ان کے قلم سے ہیں، قرآن کے بعد حدیث ہی کو پیش نظر رکھا ہے۔ اور اس کے علاوہ انہوں نے فنِ حدیث میں امام جلال الدین سیوطی کے ایک رسالہ "عین الاصابہ

فیما استدرکتہ السیدۃ عائشہ رض علی الصحابہ" کو باقاعدہ ایڈٹ کر کے شائع کیا ہے جو اُن کی سیرت عائشہ رض کے آخر میں بھی شامل ہے اور الگ سے بھی ملتا ہے۔

سید صاحب کو محدثین میں امام مالک اور ان کی موطا سے زیادہ شغف تھا، انہوں نے حضرت امام مالک کی سوانح عمری بھی لکھی ہے اور اسی کے اثر سے شروع شروع میں اُن کا رجحان مالکیت کی طرف تھا اور قرأت خلف الامام کے مسئلہ میں وہ مالکیہ کے مسلک کو پسند کرتے تھے، یعنی نماز بالجہر میں مکمل سکوت اختیار کیا جائے اور بالاخفاء میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھی جائے لیکن آخر زندگی میں تمام مسائل میں حنفی مسلک ہی کو ترجیح دینے لگے تھے۔

مولانا عثمانی کے اس مضمون میں مولانا شبیر احمد عثمانی رح اور فتح الملہم شرح صحیح مسلم کا بھی ذکر آگیا ہے۔ ہندوستان کی خدمت حدیث کے سلسلہ میں اس کتاب کو بھی مفاخر میں شمار کیا جا سکتا ہے یہ شرح خالص حنفی نقطۂ نظر سے لکھی گئی ہے۔

حنفیہ کی مؤید حدیثوں کے التقاط و ترتیب و تہذیب کا جو کام حکیم الامت تھانوی رح کے زیر نگرانی و زیر سرپرستی ہو رہا تھا اس کو بھی اس مضمون میں بہت تفصیل سے بتایا گیا ہے اور اپنے متعلق لکھا ہے،

در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ استادِ ازل گفت ہماں می گویم!!

مولانا تھانوی رح کے مرض الموت میں جن لوگوں کو اُن کی خدمت و تیمارداری کی سعادت حاصل ہوئی ان میں خواجہ عزیز الحسن مجذوب غوری رح، مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی وغیرہ کے ساتھ مولانا ظفر احمد صاحب رح بھی تھے، مولانا کا آخری وقت ہوا تو امانتوں کا صندوقچہ منگوایا کہ

جن جن کی امانتیں ہوں اُن کو واپس کر دی جائیں چنانچہ اس پر عمل ہُوا اور کام ختم ہو گیا اس کے بعد مولانا ظفر احمد عثمانی کو کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ایک کاغذ پر یہ بشارت نامہ لکھ کر دیا۔ وَجَعَلۡنٰهَا وَابۡنَهَاۤ اٰيَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۝ اور فرمایا میں نے سب کو معاف کیا میں کسی کی طرف سے غبار لے کر نہیں جا رہا ہوں۔ یہ بشارت نامہ کیا تھا ایک دولت خداداد تھی جو ان کو وقت پر حاصل ہو گئی اس سے اندازہ ہوگا کہ مولانا اُن کے خیال سے غافل نہیں تھے اور عزیزوں کی طرح اُن کے لئے بھی حضرت حکیم الامت کے دل میں بھی بڑی گنجائش تھی۔

حکیم الامت مولانا تھانویؒ کے انتقال کے بعد جب مولانا عثمانی ڈھاکہ گئے تو آخر وقت میں اُن کی خدمت میں اپنی موجودگی کی تفصیل مولانا سید سلیمان ندویؒ کو ایک خط میں لکھ کر بھیجی فرماتے ہیں کہ :-

"یہ ناچیز اخیر وقت تک حاضر خدمت رہا۔ دل پر پتھر رکھ کر بیٹھا رہا قلب اطہر کی طرف متوجہ رہا، تشنگی رفع کرنے کے لئے آب زمزم دیتا رہا، یہاں تک کہ آخری سانس میرے سامنے ختم ہُوا، یٰسین اور کلمہ کی تلقین کرتا رہا، غسل بھی دیا اور نماز بھی پڑھائی "

اس کی بشارت ان کو مولانا کی علالت ہی کے زمانہ میں خواب میں مل چکی تھی انہوں نے خواب دیکھا کہ وہ تھانہ بھون پہنچے اور حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرتؒ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ نماز پڑھانے والا آ گیا، یہ کیسا اچھا خواب تھا اور ان کی کیسی صحیح تعبیر نکلی کہ اس کے بعد ہی ڈھاکہ سے تھانہ بھون پہنچے اور کچھ دنوں خدمت کی

سعادت بھی حاصل کی اور مولانا تھانویؒ کے تمام جلیل القدر خلفاء و مجازین بیعت اور اعزا و اقارب کی موجودگی میں انہیں کو نمازِ جنازہ پڑھانے کا شرف بھی حاصل ہُوا۔

این سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حکیم الامت مولانا تھانویؒ کی وفات پر انہوں نے بہت سے مرثیے بھی کہے جو معارف اعظم گڑھ اور دوسرے پرچوں میں شائع ہوئے، ایک مرثیہ کا یہ کیسا پُر سوز شعر ہے۔

کسے وہم تھا کہ نہ ہوں گے وہ کسے تھا گمان کہ رہیں گے ہم

ظفرؔ آہ کیسے گئے ہیں وہ کہ چراغِ دل ہی بُجھا گئے

افسوس کہ حکیم الامت کا یہ تام گسار بھی، جب وقت موعود آ پہنچا تو دنیا سے چل بسا اللہ تعالیٰ قرآن و حدیث کی تدریس و خدمت کے طفیل میں اُن کی لغزشوں کو معاف فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین۔

از جناب مولانا محمد اقبال قریشی صاحب

مختصر سوانح

شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رح

شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت علمائے دیوبند میں ایک ممتاز شخصیت تھی، آپ کتاب و سنت اور علوم ظاہر و باطن کے جامع اور عارفین و اصحاب قلوب کی وراثت کے امین تھے انہوں نے پہاڑ سے زیادہ راسخ عزائم کے ساتھ زہد و ورع، انکسار و تواضع، شہرت سے نفرت، اور اتباع سنت ایسے بلند پایہ اخلاق و شمائل کو اس حد تک جمع کر لیا تھا کہ اخلاق عالیہ میں اپنے قدیم اسلاف کی یادگار تھے آپ کا سینہ علوم نبوت سے معمور اور آپ کا دل معرفتِ الٰہیہ، حُبِ الٰہی اور حُبِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے منور تھا آپ ایسے علماء حق، محدثین اور فقہاء امت میں سے تھے جن کی مثال سے دنیا آج خالی ہے۔ ذیل میں آپ کی مختصر سوانح پیش کی جاتی ہے جس سے آپ کی علمی، دینی اور سیاسی خدمات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ابتدائی حالات حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رح ۱۳ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ بمقام دیوبند محلہ دیوان اپنے جدی گھر میں پیدا ہوئے اصلی نام ظفر احمد ہے ننھیال نے ظریف احمد نام رکھا اور تاریخی نام مرغوب نبی سے نکلتا ہے والد ماجد کا نام شیخ

لطیف احمد عثمانی رح ہے جو حضرت حاجی عابد حسین صاحب دیوبندی رح سے بیعت تھے اور نماز روزہ کے پابند تھے والدہ ماجدہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح کی حقیقی بہن تھیں۔

تعلیم و تربیت ناظرہ قرآن پاک حافظ نامدار صاحب، حافظ غلام رسول صاحب اور مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم سے پڑھا اس کے بعد نو سال کی عمر میں دار العلوم دیوبند میں درجہ فارسی میں داخل ہوئے اور ابتدائی فارسی کتب سے گلستان بوستان تک حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب رح (والد ماجد مفتی اعظم پاکستان سیدی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم) سے پڑھیں۔ حساب منشی منظور احمد صاحب دیوبندی سے سیکھا۔ والد صاحب گھر پر انگریزی پڑھاتے تھے مگر حضرت مولانا کو انگریزی سے اتنی نفرت تھی کہ جو کتاب ختم ہوتی فوراً اسے جلا دیتے۔ جب والد صاحب ملازمت کے سلسلہ میں دیوبند سے باہر چلے گئے تو اپنے بڑے بھائی مولانا سعید احمد صاحب تھانوی مرحوم کو خط لکھا کہ میں انگریزی پڑھنا نہیں چاہتا۔ ماموں جان حکیم الامت تھانوی رح سے اس کا ذکر کر کے اطلاع دیں۔ حضرت حکیم الامت رح کو اس خط سے بڑی خوشی ہوئی اور آپ کو تھانہ بھون بلا لیا اس وقت آپ کی عمر بارہ سال تھی چنانچہ یہاں آپ نے عربی کی ابتدائی کتب حضرت عبد اللہ صاحب گنگوہی رح مصنف تیسیر المبتدی سے پڑھیں ترجمہ قرآن پاک حضرت مولانا شاہ لطف رسول صاحب سے پڑھا۔ جب مولانا عبد اللہ صاحب گنگوہی کچھ مدت قیام کرنے کے لئے گنگوہ تشریف لے گئے تو التلخیصات کے بعض اسباق خود حضرت حکیم الامت تھانوی رح نے پڑھائے۔ اس کے بعد جب حضرت حکیم الامت نے تفسیر بیان القرآن لکھنا شروع کی تو فرمایا "اب میں نے تفسیر قرآن

لکھنا شروع کی ہے جس کے لئے بہت وقت کی ضرورت ہے اب میں تم دونوں بھائیوں کو خود نہیں پڑھا سکتا تم دونوں مدرسہ جامع العلوم کانپور چلے جاؤ وہاں میرے خاص دوست احباب ہیں۔ چنانچہ ۱۳۲۲ھ میں کانپور تشریف لے گئے چنانچہ جلالین شریف حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب بردوانیؒ اور ہدایہ آخرین ومشکوٰۃ مولانا محمد رشید صاحب کانپوریؒ سے پڑھیں۔

دورہ حدیث جامع العلوم کانپور ہی میں ۲۶-۱۳۲۵ھ میں حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب بردوانیؒ سے پڑھا۔ شعبان ۱۳۲۶ھ میں امتحان فراغت دینیات ہوا۔ جامع العلوم کانپور میں امتحان فراغت درسیات سے قبل امتحان فراغت دینیات ہوتا تھا۔ امتحان کے بعد تعطیل رمضان میں تھانہ بھون تشریف لائے اسی سال یعنی ذی قعدہ ۱۳۲۶ھ میں مولانا محمد اسحاق بردوانیؒ جامع العلوم کانپور سے مستعفی ہو کر مدرسہ عالیہ کلکتہ تشریف لے گئے اور مولانا محمد رشید صاحب نے بھی چند دنوں بعد استعفیٰ دے دیا۔ اس طرح مدرسہ جامع العلوم کانپور جو مشرقی اضلاع میں دارالعلوم دیوبند کا نمونہ تھا ان حضرات کے چلے جانے سے اس شان کا نہ رہا۔ چنانچہ حضرت حکیم الامتؒ کے مشورہ اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ کے طلب فرمانے پر وسط محرم ۱۳۲۷ھ میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں تشریف لے گئے اور منطق فلسفہ ریاضی وہیئت کی کتب مولانا عبدالقادر صاحب پنجابی اور مولانا عبداللطیف صاحب ناظم مدرسہ سے پڑھیں۔ گاہے گاہے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ کے درس بخاری میں شریک ہوئے غرض دو سال بعد کتب درسیات سے فارغ ہو گئے۔

پہلا حج اسی سال ۱۳۲۸ھ میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ، مولانا عبداللہ گنگوہی مولانا عبداللطیف صاحب ناظم مظاہر العلوم اور حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کے ساتھ پہلا حج کیا۔

شادی خانہ آبادی ۲ ذوالحجہ ۱۳۲۶ھ حضرت حکیم الامتؒ کی اہلیہ صغریٰ کی بہن کے ساتھ تھانہ بھون میں شادی خانہ آبادی ہوئی۔ انہوں نے حضرت حکیم الامتؒ سے تعلیم حاصل کی تھی شادی کے چالیس سال بعد اس دار فانی سے رحلت فرما گئیں۔ اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون۔

مظاہر العلوم میں بطور مدرس ربیع الاول ۱۳۲۹ھ میں مدرسہ عربیہ مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرسی پر فائز ہوئے اور سات آٹھ سال تک فرائض تدریس سرانجام دیتے رہے ابتدا میں شرح وقایہ نور الانوار وغیرہ پڑھائیں پھر بتدریج ہدایہ مشکوٰۃ میبذی شرح عقائد مع حاشیہ خیالی وغیرہ پڑھائیں۔ عربی ادب کے مناسبت کے سبب سبعہ معلقہ و متنبی وغیرہ بھی آپ ہی کے سپرد تھیں۔

مدرسہ ارشاد العلوم گڑھی پختہ میں بطور مدرس ۱۳۳۶ھ میں سہارنپور کی آب وہوا ناموافق ہونے کے سبب مظاہر العلوم سے ایک سال کی رخصت لے کر مدرسہ ارشاد العلوم گڑھی پختہ (بستی تھانہ بھون) میں قیام کیا جہاں ابتدائی کتب سے لے کر بخاری ومسلم بھی پڑھانے کی نوبت آئی۔

دوسرا حج پھر رخصت میں مزید توسیع کر کے ۱۳۳۸ھ میں اپنے گھر والوں کے ساتھ دوبارہ حج بیت اللہ وزیارت مدینہ منورہ کی توفیق ہوئی اس سفر میں حضرت حکیم الامتؒ کی اہلیہ صغریٰ مع اپنے والد والدہ کے تھیں۔

خانقاہِ تھانہ بھون میں قیام حج سے واپسی کے بعد تھانہ بھون میں مستقل قیام کر لیا

جہاں علاوہ درس و تدریس کے تالیف کا ایک شعبہ بھی سپرد ہو گیا جہاں تفسیر بیان القرآن کی تلخیص اور اعلاء السنن کی تالیف شروع فرمائی اس کے علاوہ خدمت افتاء بھی سپرد تھی حضرت حکیم الامتؒ نے آپ کے فتووں کا نام امداد الاحکام تجویز فرمایا ساتھ جلدوں میں خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں محفوظ ہے اس کا کچھ حصہ رسالہ الہادی دہلی میں بھی شائع ہوا۔ اب دار العلوم کراچی سے فتاویٰ امداد الاحکام " کتابی شکل میں طبع ہو گیا ہے۔

کانگرس اور خلافت کمیٹی

اسی زمانے میں کانگرس اور خلافت کمیٹی کی تحریکات شروع ہوئیں حضرت حکیم الامت کو ہندوؤں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کا کوئی تحریک چلانا پسند نہ تھا اس لئے ان تحریکات سے الگ رہے حضرت مولانا نے حضرت مولانا حکیم الامتؒ کے مسلک کی تائید میں تحذیر المسلمین عن موالاۃ المشرکین تین حصوں میں تالیف فرمائی جس میں مسلمانوں کو شرکت کانگرس سے روکا گیا اور اس کے دینی و دنیوی نقصانات پر توجہ دلائی گئی۔

مسلم لیگ کی حمایت

پھر جب مسلم لیگ نے کانگرس سے الگ ہو کر آزادیٔ ہند کا مطالبہ کیا تو حضرت حکیم الامت نے اس کی تائید فرمائی اور تنظیم المسلمین، تعلیم المسلمین اور تفہیم المسلمین کے نام سے چند مضامین شائع فرمائے مسلم لیگ نے پہلا الیکشن کانگریس سے الگ ہو کر جھانسی میں لڑا تھا۔ جھانسی کے مسلمانوں نے تار پر دریافت کیا کہ کانگرس اور مسلم لیگ میں کس کو ووٹ دیا جائے حضرت حکیم الامت نے حضرت مولانا مرحوم اور حضرت مولانا شبیر علی تھانویؒ کے مشورہ سے یہ تار دیا کہ "کانگرس کو ووٹ نہ دو" چنانچہ اسی تار پر مسلم لیگ کانگرس کا یہ الیکشن جیت گئی۔

حفظ قرآن پاک

اسی زمانہ یعنی ۱۳۴۴ھ میں باوجود درس و تدریس اور خدمت افتاء و تالیف کے مشاغل کے ساتھ صرف چھ ماہ میں قرآن پاک حفظ فرما لیا۔

مدرسہ رانڈیریہ رنگون میں بطور ناظم

۱۳۴۵ھ میں آنکھوں میں کچھ بیماری کا اثر ہونے کے سبب طبیب نے ساحل بحر پر قیام تجویز کیا تو حضرت حکیم الامتؒ کے مشورہ سے مدرسہ رانڈیریہ رنگون میں بطور ناظم تشریف لے گئے رنگون سے چالیس میل کے فاصلہ پر ایک بستی ڈیڈ نو نام تھی جہاں کے سارے مسلمان بھائی مذہب قبول کر کے مرتد ہو گئے تھے حضرت مولانا نے حاجی محمد یوسف صاحب تاجر رنگون کے تعاون سے علماء کی ایک جماعت کے ساتھ تبلیغی کام شروع کر دیا۔ چنانچہ بحمد اللہ حضرت مولانا کی مساعی سے ایک سال میں سب مسلمان تائب ہو گئے۔

حج سوئم

اسی زمانہ یعنی ۱۳۴۸ھ میں تیسری بار حج و زیارت مدینہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ حج سے واپسی کے بعد چند روز تھانہ بھون قیام کر کے واپس رنگون چلے گئے رنگون صرف ایک سال کے لئے گئے تھے مگر وہاں تبلیغی ضرورتوں کے باعث ڈھائی سال لگ گئے اس کے بعد غالباً ۱۳۵۸ھ تک تھانہ بھون میں مقیم رہے۔ اور اعلاء السنن کی تکمیل فرمائی۔

یونیورسٹی ڈھاکہ میں بطور استاد

ذوالحجہ ۱۳۵۸ھ میں حضرت حکیم الامت کی اجازت سے ایک سال کی رخصت لے کر یونیورسٹی ڈھاکہ تشریف لے گئے جہاں آپ کے ذمہ ہدایہ بخاری شریف مسلم شریف اور کتاب التوحید کے اسباق تھے۔

مدرسہ اشرف العلوم ڈھاکہ کا قیام

یونیورسٹی کے علاوہ آپ نے اپنی زیر سرپرستی مدرسہ

اشرف العلوم قائم کیا جہاں موطاء امام مالک، بیضاوی اور مثنوی شریف کا درس بلا معاوضہ اپنے ذمہ لیا۔ ان اسباق میں ڈھاکہ یونیورسٹی کے بعض پروفیسر بھی شریک ہوتے تھے چنانچہ ڈاکٹر رشید اللہ، ڈاکٹر سراج الحسن اور ڈاکٹر جیلانی نے اسی مدرسہ میں آپ سے تعلیم پائی۔

حضرت حکیم الامتؒ کی حالت نزع میں موجودگی کی سعادت

ربیع الاول ۱۳۶۲ھ میں تعطیلات گرما گزارنے تھانہ بھون تشریف لائے تو اس زمانے میں حضرت حکیم الامتؒ کو بھوک ساقط ہونے اور دست بڑھ جانے کی شکایت تھی یہ حالت دیکھ کر جون ۱۹۴۳ء میں واپس ڈھاکہ تشریف لے گئے تو جولائی میں گھر والوں کا خط آیا کہ حضرت حکیم الامت کی حالت خراب ہو چکی ہے چنانچہ ایک ماہ کی رخصت لے کر تھانہ بھون تشریف لائے حضرت حکیم الامتؒ بہت خوش ہوئے ایک ماہ کی رخصت کا سن کر فرمایا بہت تھوڑی ہے عرض کیا بعد میں توسیع کرالی جائے گی فرمایا بہت اچھا۔ مگر دس دن بعد ہی حضرت حکیم الامتؒ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور توسیع کی ضرورت نہ رہی۔ حضرت مولانا نے حالتِ نزع میں حضرتؒ کو آبِ زمزم میں شہد ملا کر چمچہ سے پلایا اور سورہ یٰسین پڑھی آخری خدمت حق سبحانہٗ تعالیٰ نے حضرت مولاناؒ کے ہی مقدر میں رکھی تھی بعض حضرات سال بھر یا چھ ماہ سے تیمارداری کر رہے تھے آخر وقت میں موجود نہ تھے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست ؎ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت حکیم الامتؒ کے جنازہ پڑھانے کی سعادت

حضرت حکیم الامتؒ کے چھوٹے بھائی منشی مظہر الٰہی صاحب کے کہنے پر حضرت حکیم الامتؒ کا جنازہ آپ نے ہی پڑھایا۔ حالانکہ دوسرے بڑے بڑے علماء بھی موجود تھے۔

حضرت حکیم الامت کی بشارت

حضرت حکیم الامتؒ نے وفات سے دو یوم قبل جبکہ ہاتھوں میں لکھنے کی طاقت نہ تھی یہ تحریر خود لکھ کر عطا فرمائی تھی ھنیئا لکما انموذج اٰیۃ وَجعلنھا وابنھا اٰیۃ للعٰلمین۔

جمعیت علماء اسلام کی تشکیل

اکتوبر ۱۹۴۵ء میں جمعیۃ علماء اسلام کی بنیاد کلکتہ میں ڈالی چار دن تک کلکتہ میں اجلاس ہوتے رہے خلافت کانفرنس کلکتہ کے بعد ایسا اجلاس کلکتہ میں کبھی نہیں ہوا۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کو صدر منتخب کیا گیا اور حضرت مولاناؒ نے پورے ہندوستان کا تقریباً چار ماہ میں پاکستان الیکشن کے لئے دورہ کیا اس دورہ کے نتیجہ میں حق تعالیٰ نے مسلم لیگ کو مرکزی اسمبلی میں نمایاں کامیابی عطا فرمائی چنانچہ نوابزادہ لیاقت علی خان مرحوم نے اس کے اعتراف پر آپ کو دہلی سے خط تحریر کیا۔

سلہٹ ریفرنڈم ہی کامیابی کا سہرا

سلہٹ اور سرحد کے ریفرنڈم کے بارے میں کانگرس کا اصرار تھا کہ وہاں کے مسلمانوں کی رائے علیحدہ معلوم کی جائے۔ قائد اعظم نے اس کو منظور کر لیا قرار داد پاکستان منظور ہو جانے کے سبب حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور حضرت مولانا ۱۱ جون ۱۹۴۷ء کو قائد اعظم سے اُن کی کوٹھی پر ملے اور کہا کہ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ اس الیکشن میں مسلم لیگ کامیاب ہو تو اس کا اعلان کر دیں کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہوگا ہم دونوں صوبوں کا دورہ کریں گے اور انشاء اللہ مسلم لیگ کامیاب ہوگی۔ قائد اعظم نے فرمایا کہ آپ میری طرف سے اس کا اعلان کر دیں کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہوگا چنانچہ فیصلہ ہوا کہ سرحد ریفرنڈم کے لئے حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کام کریں گے اور سلہٹ ریفرنڈم کے لئے حضرت مولاناؒ

چنانچہ دونوں حضرات نے ایسا کام کیا کہ ریفرنڈم میں مسلم لیگ کامیاب ہوئی۔ سلہٹ ریفرنڈم کی کامیابی حضرت مولاناؒ ہی کے مساعی کا نتیجہ تھی چنانچہ آپ نے اس کامیابی پر نوابزادہ لیاقت علی خان کو مبارکباد دی تو انہوں نے فرمایا اس مبارکباد کے آپ زیادہ مستحق ہیں اسی طرح سلہٹ ریفرنڈم کی کامیابی پر قائداعظم نے حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کو مبارکباد دینے پر فرمایا "مولانا اس مبارکباد کے مستحق تو آپ ہی ہیں یہ ساری کامیابی علماء کی بدولت حاصل ہوئی۔

سابق مشرقی پاکستان کی پرچم کشائی

۱۴ اگست سنہ ۱۹۴۷ء بمطابق ۲۷ رمضان سنہ ۱۳۶۶ھ کو پاکستان منصۂ شہود پر آیا تو خواجہ ناظم الدین وزیر اعلیٰ مشرقی پاکستان نے آپ ہی سے پرچم کشائی کرائی حضرت مولاناؒ نے اس موقع پر سورۂ فتح کی ابتدائی آیات کی تلاوت بھی فرمائی۔ اس کے بعد پاکستان میں اسلامی آئین کے لئے آپ قائداعظم اور ان کی وفات کے بعد نوابزادہ لیاقت علی خان مرحوم سے ملتے رہے چنانچہ اسلامی دستور ساز اسمبلی سے قرارداد مقاصد منظور کرائی۔

مدرسہ عالیہ ڈھاکہ سے تعلق

سنہ ۱۹۴۸ء میں آپ نے ڈھاکہ یونیورسٹی سے علیحدگی اختیار کر لی اور آپ کا تعلق مدرسہ عالیہ ڈھاکہ سے ہو گیا۔

سفرِ حجاز

اگست سنہ ۱۹۴۹ء مطابق شوال سنہ ۱۳۶۸ھ میں آپ حکومت پاکستان کی طرف سے وفد خیرسگالی میں سعودی عرب گئے۔ اس کی پوری تفصیل سفرنامہ حجاز حصہ دوم میں ہے۔ اس سفر سے واپسی کے بعد محرم سنہ ۱۳۷۰ھ میں (سنہ ۱۹۵۰ء) میں آپ کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہو گیا۔

۲۲ دستوری نکات کے وفد علماء میں شرکت

مولانا احتشام الحق تھانوی مدظلہٗ نے ہر مکتب کے خیال کے علماء کا اجتماع کراچی میں طلب کر کے ۲۲ دستوری نکات بالاتفاق پاس کر کے حکومت کو بھیجے تھے۔ ان میں حضرت مولاناؒ بھی شامل تھے۔

تحریک ختم نبوت میں کام:۔ سنہ ۱۹۵۲ء میں تحریک ختم نبوت چلی تو حضرت مولاناؒ نے مشرقی پاکستان میں بڑا کام کیا جلسے کئے حکام سے ملاقاتیں کیں۔

دارالعلوم ٹنڈوالہیار میں تشریف آوری

جون سنہ ۱۹۵۴ء میں مدرسہ عالیہ ڈھاکہ سے ریٹائر ہو گئے اسی زمانے میں سابق مشرقی پاکستان عوامی لیگ مسلم لیگ کے مقابلہ میں کامیاب ہو گئی تو حضرت مولاناؒ دل برداشتہ ہو گئے اور مغربی پاکستان آنے کا ارادہ کیا مگر اس سے پہلے حج کیا اور حج سے فارغ ہو کر ڈھاکہ تشریف لائے ہی تھے کہ اکتوبر سنہ ۱۹۵۴ء میں مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی مدظلہٗ دارالعلوم ٹنڈوالہیار میں بطور شیخ الحدیث بلانے کے لئے آپ کے پاس پہنچے۔ حضرت مولاناؒ نے وعدہ فرما لیا اور اواخر اکتوبر میں ٹنڈوالہیار پہنچ گئے اور آخر وقت تک اسی دارالعلوم میں بطور شیخ الحدیث فرائض انجام دیتے رہے۔

تربیت وطن

حضرت حکیم الامت ہی کے مشورہ سے آپ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ سے بیعت ہوئے تھے مگر شوال سنہ ۱۳۴۴ھ میں حضرت سہارنپوریؒ کے حج پر تشریف لے جانے اور بظاہر ہجرت کی نیت پر آپ حضرت حکیم الامتؒ ہی سے رجوع ہوئے اور جو حالات پیش آتے رہے وہ خط و کتابت کی صورت میں تربیت السالک میں منضبط ہو گئے اور انوار النظر فی آثار الظفر

حصہ دوم کے نام سے علیحدہ بھی شائع ہوئے ہیں حضرت حکیم الامتؒ نے آپ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ امدادیہ اشرفیہ میں اجازت اور خلافت سے نوازا ۔ شوال ۱۳۲۴ھ میں حسب معمول مظاہر العلوم سہارنپور حاضر ہوئے تو حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلویؒ نے آپ کو مبارکباد دی ، حضرتؒ نے عرض کیا کہ یہ مبارکباد تو جب ہوگی کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ بھی اس کی تصدیق فرمادیں اس پر مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلویؒ نے فرمایا " وہ بھی انشاء اللہ تصدیق فرمادیں گے اور تمہارا شیخ تو میں بھی ہوں میں تم کو اپنی طرف سے اجازت و خلافت دیتا ہوں " اس پر حضرت مولانا نے فرمایا " واقعی آپ بھی میرے شیخ ہیں آپ کی طرف سے اجازت خلافت بھی میرے لئے بڑی نعمت ہے جس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا " چنانچہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے حرمین شریف سے واپسی کے ایک سال بعد آپ کے حالات باطنہ میں غور فرما کر اس کی تصدیق فرمادی ۔ چنانچہ اس طرح آپ ان اکابرین کے خلیفہ خاص تھے ۔

مشاہیر خلفاء

آپ نے تیرہ اشخاص کو خلافت سے نوازا ہے جن میں مغربی پاکستان میں حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب مہتمم دار العلوم ٹنڈو الٰہ یار ، حضرت مولانا عبد الشکور صاحب ترمذی مہتمم مدرسہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا اور مولانا علی محمد صاحب مرحوم ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور ہیں ، ان کے علاوہ مشرقی پاکستان میں حضرت مولانا شمس الحق فریدپوریؒ صدر جامعہ قرآنیہ لال باغ ڈھاکہ ، مولانا حبیب اللہ صاحب میمن سنگھ ، مولانا صدیق الرحمٰن مدرس جامعہ قرآنیہ ڈھاکہ ، مولانا احمد حسین سلہٹی مولانا نذیر حسین صاحب سلہٹی ، مولانا حافظ عباس علی صاحب ضلع بوگرہ ، مولانا طیب اللہ صاحب مہتمم مدرسہ حافظیہ ڈھاکہ ، مولانا محمود داؤد ہاشم مفتی بہ مازگون ، مولانا محمد شفیع صاحب

مضافات ڈھاکہ اور مولانا محمد عبد الرزاق صاحب ملفری کملائی شیخ الحدیث دار العلوم شاہ آباد جیسور شامل ہیں ۔

مشاہیر تلامذہ

ویسے تو آپ کے لاکھوں تلامذہ دُنیائے اسلام میں پھیلے ہوئے ہوئے ہیں اور دینی و علمی خدمات میں مصروف ہیں یہاں صرف چند ممتاز اور مشاہیر تلامذہ کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں جن سے دنیا بخوبی متعارف ہے ۔

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور و شیخ التفسیر دار العلوم دیوبند ،

بدر العلماء حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنیؒ سابق شیخ الحدیث دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الٰہ یار سندھ ۔

محدث کبیر حضرت مولانا عبد الرحمٰن کاملپوریؒ سابق شیخ الحدیث دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک و صدر المدرسین مظاہر العلوم سہارنپور ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور ۔

اُستاذ العلماء حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب سہارنپوریؒ ناظم اعلیٰ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ، فقیہہ وقت حضرت مولانا مفتی سید عبد الکریم گمتھلویؒ مفتی خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون ، رئیس الامت حضرت مولانا جلیل احمد شروانی خلیفہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ حضرت مولانا ظہور الحسن صاحب کسولی ناظم خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون ۔

حضرت مولانا عابد الرحمٰن صاحب کاندھلوی اُستاذ الحدیث دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الٰہ یار ، حضرت مولانا عمر احمد سورتی استاذ دار العلوم ٹنڈو الٰہ یار ،

حضرت مولانا صالح محمدؒ صاحب مدرس مدرسہ مفتاح العلوم حیدر آباد۔
حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب اُستاذ مفتاح العلوم حیدر آباد۔
حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب افریقی چیف قاضی یوگنڈا اور حضرت مولانا قاضی اللہ یار صاحب مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان آپ کے مشاہیر تلامذہ میں شامل ہیں۔

چند مشہور تالیفات

حضرت مرحوم نے اپنی زندگی میں سینکڑوں کتابیں اپنے قلم فیض رقم سے تالیف فرمائی ہیں خصوصاً تھانہ بھون کے زمانۂ قیام میں حضرت مولانا مرحوم نے علمِ تفسیر اور علم حدیث و فقہ کی بڑی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں اور بہت بڑی بڑی مایہ ناز تالیفات مختلف موضوعات پر تصنیف فرمائی ہیں، ذیل میں آپ کی چند مشہور تالیفات کی فہرست دی جاتی ہے جو آپ کا صدقۂ جاریہ ہیں۔
(۱) تلخیص البیان (۲) احکام القرآن (۳) اعلاءُ السنن بیس جلد (۴) فتاویٰ امداد الاحکام (۵) القول الماضی فی نصب القاضی (۶) کشف الدجیٰ عن وجہ الربوٰ (۷) فتح الظفر (۸) البیان المشیر (۹) اسباب المحمودیہ (۱۰) رحمۃ القدوس (۱۱) روح تصوف مع عطر تصوف (۱۲) القول المنصور فی ابن المنصور (۱۳) حقیقت معرفت (۱۴) الظفر الجلی باشرف العلی (۱۵) وظائف و اذکار و دعوات (۱۶) تحذیر المسلمین عن موالاۃ المشرکین (۱۷) تردید یزیدیت (۱۸) تردید غیر مقلدیت (۱۹) براءۃ عثمانؓ (۲۰) فضائل قرآن (۲۱) فضائل جہاد (۲۲) فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم (۲۳) سفر نامہ حجاز (۲۴) علمائے ہند کی خدمتِ حدیث (۲۵) انوار النظر فی آثار الظفر وغیرہ۔

حضرت مولانا کی ایک خواہش

ایک خیال یہ بھی ہے کہ مشکوٰۃ میں فصل رابع کا اضافہ کرکے ہر باب میں اعلاءُ السنن کے متن احادیث

مویدہ حنفیہ فصل رابع میں بڑھا دی جائیں تاکہ مشکوٰۃ پڑھنے والوں کو ہر باب میں حنفیہ کے دلائل بھی ساتھ ساتھ معلوم ہوتے رہیں۔ احادیث متن کی شرح حضرات مدرسین کو اعلاء السنن سے معلوم ہو سکے گی۔ (انوار النظر حصہ اوّل ص ۵۱) حضرت مولانا کی یہ خواہش حضرات علماء کرام کے لئے ایک دعوتِ عمل ہے۔

سقوطِ مشرقی پاکستان سے صدمہ

حضرت مولاناؒ کو سقوط مشرقی پاکستان کا بیحد صدمہ تھا ایک مرتبہ احقر ناکارہ نے ایک عریضہ لکھا جس میں مشرقی پاکستان کا کوئی ذکر نہ تھا تو جواباً تحریر فرمایا "آپ کے کام سے خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ برکت دیں اور مشرقی پاکستان کو جلد پاکستان میں ملا دیں۔"

کچھ ارشادات، مکتوبات وغیرہ

احقر ناکارہ نے شعبان ۱۳۹۲ھ میں توکل علی اللہ یہاں ہارون آباد میں مجلس صیانۃ المسلمین کی شاخ تشکیل کرکے کام شروع کیا تو بعض تبلیغی جماعت کے متشددین صاحبان نے اس بات کی حتی المقدور سعی نامشکور کی کہ کسی طرح یہاں مجلس کا کام نہ ہو سکے۔ حالانکہ ان صاحبان کو بارہا سمجھایا گیا تھا کہ مجلس کا کام ان کے لئے مفید و معاون ثابت ہوگا۔ معاذ اللہ ان کے مخالف نہ ہوگا تو یہ صاحبان نہ مانے اور اپنا پروپیگنڈہ جاری رکھا۔ اس پر احقر نے حضرت مولاناؒ کو لکھا تو جواباً تحریر فرمایا "میں نے اپنے سفر نامہ حجاز حصہ دوم میں تبلیغی جماعت کی بعض غلطیوں پر تنبیہ کر دی ہے ان میں یہ بھی ہے کہ جلسہ وغیرہ پر زور دینا غلو اور تشدد ہے بہرحال سب لوگ ایسی غلطی نہیں کرتے بلکہ جماعت کے سرپرست ان غلطیوں کی اصلاح کرتے ہیں عوام کا اعتبار نہیں۔ بلاشبہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ کے ارشاد پر تبلیغی جماعت میں ایک چکر لگایا تھا اور مولانا محمد الیاس نے اپنی

وفات کے بعد امیر جماعت مقرر کرنے کی حضرت مولانا کو ہی وصیت فرمائی تھی حضرت مولانا نے یہ فرما کر بلاشبہ تبلیغی جماعت کے سرپرست ہونے کا حق ادا کیا کہ "میرے نزدیک اصلاح معاشرہ کے لئے جماعت تبلیغی میں شامل ہونا بہت مفید ہے وہاں یہ فرما کر مجلس صیانۃ المسلمین سے اپنی دلی وابستگی کا اظہار فرمایا" آخر میں یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ اس مجلس کو اس تبلیغ سے جس کا مرکز ہندوستان میں نظام الدین دہلی اور پاکستان میں رائے ونڈ ہے پورا اتفاق اور تعاون حاصل ہے کیونکہ دونوں کا مقصد خدمت اسلام اور اصلاح مسلمین ہے صرف طریق کار کا فرق ہے کہ پہلی تبلیغ چند اصول میں منحصر ہے اور صیانۃ المسلمین پوری شریعت پر حاوی ہے جیسا کہ حیاۃ المسلمین کے مطالعہ سے ظاہر ہے صیانۃ المسلمین میں پہلی تبلیغ کے اصول بھی شامل ہیں جیسا کہ تفہیم المسلمین سے بخوبی معلوم ہو جائے گا۔

(انوار النظر فی آثار الظفر ص)

(۲) ایک مرتبہ احقر ناکارہ نے انوار النظر حصہ اول ص۸۲ کی عبارت لکھ کر ایک اشکال میں پیش کیا تو جواباً تحریر فرمایا "میرے کسی لفظ سے مولانا مودودی کے تبحر علمی پر استدلال نہیں ہو سکتا —— وہ محض صحافی مولانا ہیں۔ جیسے محمد علی جوہر اور مولانا ظفر علی خان زمیندار تھے

وفات حسرت آیات

آپ اپنے زمانہ کے امام المحدثین اور شیخ الکل تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس علم و فضل، تقویٰ و طہارت اور عشق و محبت رسول سے نوازا تھا اس کے ہوتے ہوئے آپ کسی دنیاوی منصب وجاہ اور اعزاز و اکرام کو پرِ کاہ کی بھی حیثیت نہ دیتے تھے اور جو مقام آپ کو حاصل تھا اور جن علمی و روحانی خدمات کو آپ نے سرانجام دیا وہ سب کچھ رضائے الٰہی کے لئے کیا تھا اور ساری زندگی اسلام کی خدمت کرتے ہوئے ۲۳ ذی قعدہ ۱۳۹۴ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۹۷۴ء بروز

یک شنبہ صبح صادق سے کچھ پہلے آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے - انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ کا یہ سانحہ ارتحال پوری ملتِ اسلامیہ کے حوادث عظیمہ میں سے ایک المناک و عظیم حادثہ تھا جس سے برصغیر پاک و ہند اور بلاد اسلامیہ کے لاکھوں عقیدت کیش متأثر اور ملت اسلامیہ کے ہزاروں مخلصین کے قلوب مجروح و مضطرب ہیں اس عظیم حادثہ ارتحال نے اکابر علماء و مشائخ کی کمر ہمت توڑ دی حق تعالیٰ آپ کو درجات عالیہ نصیب فرمائے اور ہمیں آپ کے نقشِ قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

اہل و عیال

حضرتؒ نے اپنی زندگی میں چار نکاح کئے پہلے حج سے فراغت کے بعد حضرت مولاناؒ کی پہلی شادی ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ تھانہ بھون میں ہوئی - آپ کی رفیقۂ حیات نے حضرت حکیم الامتؒ تھانوی سے تعلیم حاصل کی تھی اور وہ حضرت تھانویؒ کی اہلیۂ صغریٰ کی بڑی بہن اور پیر جی ظفر احمدؒ کی بڑی صاحبزادی تھیں، جب حضرت مولاناؒ شادی کے لئے سہارنپور سے تھانہ بھون جانے لگے تو حضرتِ اقدس مولانا خلیل احمد صاحبؒ نے مولانا کو اپنی ایک قیمتی صدری مرحمت فرمائی تھی جو اُن کے شادی کے دوسرے تمام لباس سے زیادہ قیمتی تھی۔ آپ کی پہلی اہلیۂ محترمہ سے آپ کے دو صاحبزادے مولانا عمر احمد عثمانی صاحب اور مولانا قمر احمد عثمانی صاحب ہیں اور تین صاحبزادیاں ہیں جو بفضلہ تعالیٰ بڑے ذہین و ذی استعداد اور صاحب تحریر و تصنیف دینی و دنیوی دونوں ہی علوم کے حامل ہیں۔

مولانا عمر احمد عثمانی صاحب نے مظاہر العلوم سہارنپور میں درس نظامی کی تکمیل کے بعد وہیں درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کر دیا تھا پھر چاٹگام مدرسہ عالیہ میں عرصہ تک حدیث کی بڑی کتابوں مسلم شریف اور ابوداؤد شریف کا درس بڑی قابلیت کے ساتھ دیتے رہے آج کل گورنمنٹ کالج ناظم آباد کراچی میں دینیات کے اُستاد ہیں۔

حضرت مولانا کے دوسرے صاحبزادے مولانا قمر احمد عثمانی صاحب ہیں، انہوں نے عربی کتب درسیہ تھانہ بھون، دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور میں پڑھیں، پھر دورۂ حدیث کی تکمیل جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں اپنے والد محترم مولانا ظفر احمد عثمانیؒ مولانا شمس الحق افغانی اور مولانا منتخب الحق صاحب سے کی، اور اس کے بعد سرکاری مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ آج کل گورنمنٹ نارمل سکول کمالیہ ضلع فیصل آباد میں مدرس ہیں۔ موصوف بھی نہایت ذہین ذی استعداد اور صاحب تحریر ہیں۔ مولانا موصوف کی تصانیف میں "تذکرۂ یاراں" "ہماری مذہبی جماعتوں کا فکری جائزہ" "امام ارشد شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ" "مجاہد کبیر سید احمد شہید" وغیرہ کتابیں شامل ہیں۔

پہلی اہلیہ محترمہ کی وفات کے بعد حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرا نکاح کیا مگر اُن سے کوئی اولاد نہ ہوئی اور کچھ ہی عرصہ بعد اُن کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد حضرتؒ کا تیسرا نکاح مولانا حکیم محمد مصطفےٰ صاحب بجنوریؒ کی بیوہ صاحبزادی سے ہوا وہ اب بھی بقیدِ حیات ہیں اور حضرتؒ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے عزیزم مولوی محمد مرتضیٰ صاحب سلمہٗ انہی کے بطن سے ہیں اس وقت عزیز موصوف کی عمر بیس بائیس سال ہے انہوں نے دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار میں اپنے والد محترم کے زیرِ سایہ پرورش اور تعلیم پائی ہے۔ درسِ نظامی کی تکمیل کر لی ہے اللہ تعالیٰ آں عزیز کی عمر دراز فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا مرحوم نے چوتھا نکاح قیام بنگال کے زمانہ میں موضع بلیہ ضلع اعظم گڑھ کی رہنے والی ایک مسماۃ سے کیا تھا جو بقیدِ حیات ہیں، اُن سے بھی مولانا مرحوم کی کوئی اولاد نہیں ہے، دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خاندان کو ہمیشہ اپنے بزرگوں کے طریقہ کے مطابق علوم دین کی بیش از بیش بہت خدمت کرنے کی توفیق و سعادت عنایت فرماتے رہیں اور صاحبزادگان کو اپنے والد محترم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

حافظ محمد اکبر شاہ بخاری

شیخ العرب والعجم
مولانا عثمانی نوّر اللہ مرقدہٗ

لیس علی اللہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد

شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت علمائے ربانی میں وہ عظیم شخصیت تھی جس کو دین و سیاست کے رجال کار کبھی فراموش نہیں کر سکتے، کل کا مورخ جب پاکستان کے بانی، محرک اور مؤید اہل فکر اور نظریہ پاکستان کو فروغ دینے والے مدبرین و مسبّبین پر قلم اٹھائے گا تو علمائے حق میں سے شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے اسمِ گرامی کو سنہری حروف سے لکھنے پر مجبور ہوگا، آپ کو نہ صرف ہندوستان و پاکستان کے اہل علم بلکہ تمام دنیائے اسلام متفقہ طور پر آسمانِ علم و حکمت و سیاست کا نیّرِ اعظم تصور کرتی ہے، یوں تو دنیا میں بڑے بڑے اہل علم گزرے ہیں مگر ایسی شخصیت جس کو یکساں طور پر تفسیر، حدیث، فقہ، علم کلام، معقولات و منقولات، تحریر و تقریر اور سیاسیات میں بصیرت حاصل ہو کوئی کوئی ہوتی ہے۔ حضرت مولانا عثمانی کی شخصیت دین و سیاست کا سنگم تھی اور تمام علوم کی جامع، پھر ان سب کا یہ کمال تھا کہ وہ دین اور بین الاقوامی مسائل کو ہم آہنگ بنانے میں ید طولیٰ رکھتے تھے عہد حاضر میں حضرت عثمانی

قدس سرہٗ عرب و عجم کے تمام علمائے اسلام کے شیخ اور امام مانے جاتے تھے ۔

یہ فخر روزگار عالم ۱۳ ربیع الاوّل ۱۳۱۰ھ کو شیخ لطیف احمد عثمانیؒ کے گھر قصبہ دیوبند ضلع سہارنپور میں پیدا ہوا ، آپ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے حقیقی بھانجے تھے پانچ سال کی عمر میں دارالعلوم دیوبند میں قرآن شریف پڑھنا شروع کیا پھر مولانا محمد یٰسین دیوبندی سے فارسی ریاضی اور منطق پڑھی اس کے بعد تھانہ بھون میں حضرت مولانا عبد اللہ گنگوہیؒ سے عربی زبان کا درس لیا اس سے فارغ ہوئے تو حضرت حکیم الامت تھانویؒ آپ کو کانپور لے گئے جہاں پر مولانا محمد اسحاق بردوانیؒ اور مولانا محمد رشید کانپوریؒ سے دینی تعلیم حاصل کی یہاں سے فارغ ہوئے تو مظاہر العلوم سہارنپور میں اُس زمانہ کے نامور محدث اور عارف کامل حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری قدس سرہٗ کی شاگردی کا شرف حاصل کیا اور با مراد اُستاذ کا یہ ہونہار شاگرد تعلیم و تربیت کی یہ تمام منازل طے کرتا گیا اور ۱۳۲۸ھ کو اپنی تعلیم مکمل کر کے اسی درسگاہ مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرس مقرر ہوا ،

حضرت مولانا عثمانیؒ حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے صرف شاگرد ہی نہیں تھے بلکہ اپنی روحانی صلاحیتوں کی وجہ سے اُن سے شرفِ خلافت بھی حاصل کیا ہوا تھا ان کے علاوہ حکیم الامت تھانویؒ ، امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ اور عارف باللہ مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلویؒ سے بھی کافی عرصہ فیض حاصل کرتے رہے تھے ۔

مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں سات برس درس و تدریس دینے کے بعد آپ تھانہ بھون چلے آئے جہاں آئندہ سات برس تک حدیث و فقہ اور منطق کا درس دیتے رہے اسی دوران آپ نے اپنی معرکۃ الآراء تالیف " اعلاء السنن " بیس ضخیم جلدوں میں علم حدیث پر عربی زبان میں تصنیف کی اِس بلند پایہ علمی تالیف کو دیکھ کر عالم اسلام کے مشاہیر

علماء نے جس طرح خراج تحسین پیش کیا اس کے بیان کی یہاں گنجائش نہیں ہے صرف حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا ارشاد گرامی ملاحظہ فرمایئے جس سے اس کتاب کی فضیلت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے فرماتے ہیں :

"ان کے مرکزِ علمی خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون سے اگر اس کتاب کی تالیف کے علاوہ کوئی دوسری علمی خدمت انجام نہ بھی دی جاتی تو اپنی فضیلت و کرامت کے اعتبار سے یہی ایک کتاب بہت کافی تھی ۔"

حضرت عثمانی قدس سرہٗ نے کم و بیش ۲۵ برس تک حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی رفاقت میں تصنیف و تالیف اور تبلیغ و افتاء کی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں اور اس زمانہ میں "احکام القرآن" اور "امداد الاحکام" جیسی تفسیر و فقہ کی عظیم الشان تالیفات آپ کے قلم فیض رقم سے منصۂ شہود پر آئیں جو آپ کی علمی و فقہی بصیرت کا بیّن ثبوت ہیں اسی لئے حکیم الامت تھانویؒ آپ کی علمی صلاحیتوں سے اس قدر متاثر اور مطمئن تھے کہ اپنے ذاتی معاملات میں بھی آپ ہی سے مشورہ فرمایا کرتے تھے ایک دفعہ فرمایا کہ "مولانا ظفر احمد عثمانی اس دور کے امام محمدؒ ہیں اور علوم دین کا سرچشمہ ہیں ۔"

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ نے وفات سے پہلے وصیت کی تھی کہ میری نمازہ جنازہ مولوی ظفر احمد صاحب پڑھائیں گے چنانچہ یہ سعادت بھی آپ ہی کو نصیب ہوئی ۔

آپ کے شیخ و مربی حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے

کہ "مولانا ظفر احمد عثمانی اپنے ماموں حکیم الامت تھانویؒ کا نمونہ ہیں"

حضرت عثمانی قدس سرہٗ کے علمی و روحانی مقام کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے تلامذہ اور خلفاء میں ایسے جید علمائے شامل ہیں جو اپنے علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں خود بھی اپنی مثال آپ ہیں اور جن کی علمی شخصیت اور تبحر علمی بجائے خود مسلّم ہے اور جو بجا طور پر اپنے دور کے بلند پایہ اُستادانِ حدیث اور اکابر علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور، بدر العلماء حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنیؒ، محدّث کبیر حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوریؒ، فقیہہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالکریم گمتھلویؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی، استاذ العلماء حضرت مولانا محمد اسعد اللہ سہارنپوریؒ، رئیس الامت حضرت مولانا جلیل احمد شیروانیؒ، فخر العلماء حضرت مولانا شمس الحق فریدپوریؒ خطیب ملت حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ، راس الاتقیاء حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی، حضرت مولانا ظہور الحسن صاحبؒ کسولی سابق ناظم خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون، حضرت مولانا محمود داؤد ہاشم مفتی برما رنگون، حضرت مولانا عابد الرحمٰن کاندھلوی، حضرت مولانا عبدالرزاق افریقی یوگنڈا، حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مضافات ڈھاکہ اور حضرت مولانا عمر احمد سورتی جیسے مشاہیر علم و فضل آپ کے تلامذہ اور خلفاء میں سے ہیں۔ ان کے علاوہ لاکھوں تلامذہ اور مریدین ملک و بیرونِ ملک میں دینی، علمی، تدریسی اور اصلاحی خدمات انجام دے رہے ہیں اور یہی یہ سلسلہ واسطہ در واسطہ ہو کر بہت سے دوسرے ممالک اسلامیہ میں بھی دور دراز تک کافی تعداد میں پھیلا ہوا ہے۔

بہرحال حضرت مولانا عثمانیؒ کا علمی و روحانی مقام بہت بلند ہے جس کا اندازہ لگانا بڑا مشکل ہے آپ نے علمِ تفسیر، حدیث اور فقہ و تصوف غرضیکہ جملہ علوم دینیہ اور فنون اسلامیہ کی خدمت انجام دی ہے اور درس و تدریس کے علاوہ تالیف و تصنیف کے ذریعہ بھی دین کے ہر شعبہ کو فیضیاب و سیراب کیا ہے اور علوم دینیہ کا کوئی گوشہ ایسا نہیں چھوڑا جو اس دریائے علم اور منبع فیض کی فیض رسانی سے محروم رہا ہو لیکن علم و فن کے جس شعبہ کے ساتھ آپ کو خصوصی تعلق رہا ہے اور جو شعبہ تمام عمر آپ کی دلچسپی کا مرکز بنا رہا وہ اوّل درجہ پر علم حدیث ہے اور اس کے بعد دوسرے درجہ پر علم عربی ادب کا شعبہ ہے چنانچہ ایک دفعہ حضرت قدس سرہٗ نے خود بھی ارشاد فرمایا تھا کہ "مجھے حدیث سے زیادہ دلچسپی ہے اس کے بعد عربی ادب سے حضرت مولانا عثمانیؒ کی تالیفات و تصنیفات اور آپ کا عمر کے آخری ایام تک اشتغال بالحدیث آپ کے اس قول پر شاہد عدل ہے بالخصوص آپ کی تصنیف اعلاءُ السُّنن علم حدیث میں آپ کا ایسا شاہکار ہے۔ جس سے آپ کے علم حدیث سے خصوصی دلچسپی اور کمال مناسبت واضح ہے، علم حدیث کی یہ بے نظیر اور ضخیم کتاب حضرت مولانا قدس سرہٗ کے علم حدیث کے ساتھ شغف اور آپ کی دلچسپی اور مہارتِ فن نیز وسعتِ نظر کے ساتھ دقت نظری کا بھی مرقع ہے۔ عربی ادب میں قابلیت اور مہارت کا اندازہ لگانے کے لئے حضرتؒ کے عربی زبان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں بہت سے مدحیہ قصیدے اور بعض دوسرے بزرگوں کے مرثیے بھی طبع شدہ موجود ہیں۔ جن کے اشعار کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے۔ حضرت عثمانیؒ کے بعض عربی قصیدوں کے ملاحظہ کرنے کے بعد علامہ سید سلیمان ندویؒ نے بھی ان کی فصاحت و بلاغت اور سلامت و انجام کی تعریف و توصیف فرمائی

ہے اسی طرح آپ کے عربی رسالہ کشف الدّجیٰ کے مطالعہ کے بعد حضرت علامہ سید سلیمان ندوی نے اس کی طرزِ عبادت اور انشاء کی سلاست اور جاذبیت کو نورٌ علیٰ نور قرار دیا تھا۔ غرضیکہ عربی نثر ہو یا نظم دونوں پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو پوری طرح قدرت حاصل تھی اور آپ عربی زبان کے بڑے فاضل اور بے تکلف ماہر ادیب تھے اور تمام علوم اسلامیہ عقلی و نقلی کے جامع ترین عالم تھے۔ اپنے دور کے عظیم محدّث، مفسّر، محقق اور عارفِ کامل تھے نہایت تبعِ سنت اور حق و صداقت کا پیکر تھے ایک سچے عاشقِ رسولؐ اور اسلاف کی عظیم یادگار تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی عشقی کیفیت اور قلبی محبت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ "اعلاء السنن" کا باب زیارت مدینہ منورہ علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ و تحیت حضرت عثمانی قدس سرہٗ نے اسی عظمت و ادب کے ساتھ لکھنا شروع کیا تھا کہ حضرت مولانا مواجہ شریف میں جالی مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر لکھا کرتے تھے اور آپ کے دوست مولانا محمد موسیٰ صاحب مدنیؒ دوات لئے کھڑے رہتے تھے۔ سبحان اللہ! کیسے متبرک مقام میں اور کس محبت و عظمت اور ادب و احترام کے ساتھ اس باب کے لکھنے کا شرف مولانا عثمانیؒ مرحوم کے حصہ میں آیا ظاہر ہے کہ جذبۂ عشق و محبت کے ساتھ آداب عظمت و احترام کے ملحوظ رکھنے کی سعادت ہر ایک کو میسّر نہیں آسکتی ؎

این سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ! (بحوالہ تذکرۃ الظفرؒ)

غرضیکہ آپ کی ساری زندگی درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور تبلیغ و ارشاد میں بسر ہوئی مختلف مدارس عربیہ میں درس حدیث دینے کے بعد ۱۹۵۴ء کے آخر میں آپ مولانا

احتشام الحق تھانوی کی دعوت پر دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الٰہ یار تشریف لائے اور آخر دم تک حدیث رسولؐ کے چراغ جلاتے رہے، آپ کی دلی تمنا تھی کہ عمر کے آخری ایام سکون قلب اور یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور اس کی یاد میں گزریں اور اطمینان کے ساتھ قرآن و سنت کی خدمت کا موقع نصیب ہو اس لئے آپ نے پاکستان کے بڑے بڑے شہروں لاہور یا کراچی کے بجائے ایک چھوٹے قصبہ ٹنڈو الٰہ یار میں قیام فرمانا پسند فرمایا تھا۔ آپ اپنے آخری وقت میں اکثر ذکر و اذکار میں مشغول رہتے اور رمضان المبارک میں بڑے اہتمام سے خود تراویح میں قرآن کریم پڑھتے اور جماعت کراتے تھے، جب سے بوجہ ضعفِ عمر خود پڑھنے سے معذوری ہوئی تو دوسروں کا بڑے اہتمام سے سنتے اور باوجود انتہائی کمزوری اور بیماری کے جماعت کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے اور نماز تراویح پڑھتے یہاں تک کہ عمر کے آخری رمضان المبارک میں بھی جبکہ آپ کی عمر ۸۴ برس سے بھی متجاوز تھی اور ضعف بھی انتہا کو پہنچ گیا تھا بیٹھ کر پوری تراویح پڑھی اور روزے رکھے۔ آپ کو قرآن مجید اور بخاری شریف سے خاص شغف اور عشق کے درجہ کی محبت تھی اور بفضلہ تعالیٰ اپنے مدرّسی زمانہ کے تقریباً ہر دور میں بخاری شریف پڑھانے کی سعادت نصیب ہوتی رہی یہاں تک کہ ۷ شوال المکرم کو باقاعدہ بخاری شریف دار العلوم کے طلباء کو شروع کرائی اور ایک ہفتے تک درس دیا پھر علیل ہو گئے اور ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۹۴ھ کو رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ کی رحلت کی خبر سن کر عالم اسلام میں کہرام مچ گیا اور مدارس عربیہ میں قرآن خوانی اور ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا بڑے بڑے علماء و زعماء نے آپ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا، ہزاروں عقیدت مندوں نے کراچی میں نماز جنازہ پڑھی امامت

کے فرائض مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے انجام دیئے اور اس علم و معرفت کے گرانقدر خزینہ کو اُن کے دو رفیقوں حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوریؒ اور حضرت مولانا بشیر علی تھانویؒ کے پہلو میں پاپوش نگر کے قبرستان میں ہمیشہ کے لئے سُلا دیا گیا دُعا ہے کہ اس پیکر صدق و صفا، سراپائے وقار و تمکنت مجسمہ زہد و تقویٰ، مخزن علم و عمل اور جامع کمالات بزرگ کی رُوح پاکیزہ ابر رحمت کے فیض قدسی سے ہمیشہ سرشار و شاداب رہے اور قبر مبارک آفتاب کرم کی ضوفشانی سے ہمیشہ بقعہ نور بنی رہے اور ان کا نورانی چہرہ سراپا نور ہو، اور ان کو کروٹ کروٹ اپنی مخصوص رحمتوں سے حق تعالیٰ نوازے اور ہمیں اُن کے نقشِ قدم پر چلائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

تاریک ہو گئی ہے، شبستان اولیاء

اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

مشاہیر علماء کے تعزیتی خطوط اور پیغامات

حضرت شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اقدس چونکہ پوری ملت اسلامیہ کے لئے سرمایۂ حیات تھی اور ان کا سایہ مبارک سب ہی کے لئے باعث رحمت تھا اسی لئے اُن کے وصال کے بعد ہر مکتب فکر کے مشاہیر علماء نے اُن کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کی وفات کو عالم اسلام کا عظیم سانحہ قرار دیا ذیل میں صرف چند مشاہیر علم و فضل کے تعزیتی خطوط اور تاثرات پیش کئے جاتے ہیں تاکہ آپ کے علمی و روحانی مقام کا اندازہ لگایا جا سکے۔ مختصر اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی مدظلہٗ، مکۃ مکرمہ

عزیز گرامی قدر و منزلت ورشتہ الاستاذ المرحوم نور اللہ مرقدہ،

بعد سلام مسنون! حادثہ جانکاہ کا اجمالی حال تو مفتی زین العابدین کی زبانی کئی دن ہوئے سنا تھا کہ وہ مکہ آئے اُس دن وہ کراچی تھے اور جنازہ میں شریک اور رات عزیزم شمیم مکی نے ایک پاکی اخبار دیا جس میں تفصیل تھی، ابتداءً خبر سننے کے بعد جو چوٹ دل پر لگی وہ تو قابل بیان نہیں۔ لیکن جانے والے کے ساتھ پسماندگان بجز دعاء مغفرت اور ایصال ثواب کے اور کیا کر سکتے ہیں اس کا اہتمام خود بھی ہے اور احباب سے بھی

تاکیداً کہتا رہتا ہوں اس کے سوا اور کیا کر سکتا ہوں، تمہیں تسلی دوں یا اپنے کو؟ میری طرف سے مولانا کے جملہ اعزہ اور پسماندگان کی خدمت میں تم ہی تعزیت کا مضمون عرض کر دینا کہ جو آرہا ہے جانے کے واسطے آرہا ہے حق تعالیٰ حضرت مولانا مرحوم کے درجات بلند فرمائے آمین۔

حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی خلیفہ تھانوی رح

احقر کے سراپا شفقت مخدوم بزرگ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی کے وصال کی اطلاع پا کر بہت صدمہ ہوا، عالم اسلام اپنے عظیم مذہبی راہنما سے محروم ہو گیا حضرت مولانا عثمانی رح اپنے علم و فضل اور ظاہر و باطن کے کمالات میں یکتائے روزگار تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو درجاتِ عالیہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب ناظم مظاہر العلوم سہارنپور

حضرت الاستاذ رح کے انتقال کی خبر معلوم ہو کر دل پر جو چوٹ لگی وہ الفاظ و بیان سے باہر ہے ان کے احسانات کو بیان کرنا زبان و قلم کی وسعت سے باہر ہے ان کا ہمارے درمیان سے اٹھ جانا صرف اُن کے صاحبزادوں یا عزیزوں کا نقصان نہیں بلکہ پوری دنیائے اسلام کا وہ عظیم نقصان ہے جسکی تلافی ناممکن ہے، حق تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی صدر مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور

حضرت مولانا عثمانی رح جیسی عظیم ترین شخصیت کا اس دنیا سے اٹھ جانا بہت بڑا نقصان ہے اُن کا

وجود اس صدی میں ایک احسان تھا وہ علم و معرفت کا خزانہ تھے حق تعالیٰ اُن کو جنت الفردوس میں درجاتِ عالیہ نصیب فرمائے اور غیب سے کوئی مثیل و بدل عطا فرمائیں۔ آمین

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ندوۃ العلماء لکھنؤ

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رح کے حادثۂ عظیمہ کو غم و اندوہ کے ساتھ محسوس کیا اور حضرت مرحوم کے لئے ایصال ثواب کیا گیا وہ ہمارے مشفق اور مہربان بزرگ تھے اب ایسے عمیق علم و فہم کے حامل اور علوم دینیہ و عقیلہ کے مبصر کہاں پیدا ہوں گے ان کی وفات علم و فضل کی موت ہے اللہ پاک اُن کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی مہتمم دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الٰہ یار

حضرت مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے علمی و دینی حلقے یتیم ہو گئے ہیں وہ برصغیر پاک و ہند میں اسلاف کی یادگار اور استاذ الکل کی حیثیت رکھتے تھے پاکستان اپنے مذہبی بانی و سرپرست سے محروم ہو گیا ہے حق تعالیٰ درجاتِ عالیہ نصیب فرمائے آمین۔

حضرت مولانا محمد متین خطیب صاحب ناظم دار العلوم کراچی

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب رح صرف ہند و پاکستان ہی کے لئے سرمایۂ حیات نہ تھے بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے چراغ ہدایت تھے، آپ کا علمی فیضان بہت وسیع ہے اور آپ کی شخصیت بین الاقوامی شہرت کی مالک ہے ایسی عظیم اور مقدس ہستیاں کہیں صدیوں میں

پیدا ہوتی ہیں"

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی صدر جمعیت علماء اسلام پاکستان

حضرت مولانا عثمانی کی وفات سے جو خلاء پیدا ہوا ہے وہ کبھی پُر نہیں ہو سکتا وہ ایک عظیم محدث فقیہہ اور شیخ کامل تھے اللہ تعالیٰ درجاتِ عالیہ نصیب فرمائے آمین۔

حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب جامعہ صدیقیہ گوجرانوالہ

مولانا عثمانی کی جدائی ہم سب کے لئے ناقابلِ برداشت ہے وہ اس دور کے عظیم محدث بے مثل فقیہہ، بہترین محقق اور ولیٔ کامل تھے"

حضرت مولانا محمد عبید اللہ صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

ابھی حضرت الاُستاذ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی جدائی کا زخم تازہ تھا کہ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی بھی ملتِ اسلامیہ کو داغ مفارقت دے گئے۔ مولانا عثمانی اپنے تبحرِ علمی، وسعت مطالعہ، سادگی و قناعت اور زہد و تقویٰ میں اسلاف دیوبند کا عین نمونہ تھے، چلتا پھرتا کتب خانہ تھے اور علم و عمل کی دنیا میں اس وقت سب سے بلند مقام پر فائز تھے اللہ تعالیٰ رحمت و رضواں کے درجات عالیہ سے سرفراز فرمائیں"۔

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی مہتمم دار العلوم دیوبند

پاکستان ریڈیو سے حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ اِرتحال کی خبر معلوم ہو کر

دار العلوم دیوبند کے علمی و دینی حلقوں میں سبھی لوگوں کو انتہائی قلق ہوا، حضرت مولانا رحمۃ اللہ جماعت دیوبند میں غالباً عمر کے لحاظ سے سب سے بڑے تھے اور بزرگوں کی یادگار تھے ان کا سانحۂ ارتحال علمی اور دینی حلقوں کا ایسا زبردست نقصان ہے جس کی تلافی بظاہر کسی بھی صورت نظر نہیں آتی"

حضرت مولانا شمس الحق افغانی سابق شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور

حضرت علامہ ظفر احمد صاحب عثمانی نور اللہ مرقدہٗ کی وفات کی خبر سن کر بے حد رنج و غم ہوا، اُن کی وفات سے مسلمانانِ پاکستان کو خصوصاً اور عالم اسلام کو عموماً ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے وہ دورِ حاضر کے علمائے کرام کے امام تھے وہ اپنے علم و تقویٰ اور اخلاق و کردار میں اسلاف کی عظیم یادگار تھے اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مرحوم کو اپنے مخصوص فضل و کرم سے نوازے اور پسماندگان کو اُن کی روحانی برکتوں سے حصۂ وافر عطا فرماویں۔ آمین

حضرت مولانا محمد شریف جالندھری مہتمم خیر المدارس ملتان

حضرت مولانا عثمانی کی وفات سے درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور تبلیغ و ارشاد کی عظیم مسند خالی ہو گئی ہے اُن کا وجود مسعود سب کے لئے ایک رحمت تھا وہ خیر المدارس ملتان کے سرپرست اعلیٰ اور پورے عالم اسلام کے عظیم مذہبی پیشوا تھے ان کی وفات سے ہم سب اپنے کو یتیم محسوس کرتے ہیں۔

حق تعالیٰ حضرت مرحوم کو درجات عالیہ نصیب فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا محمدؒ احمد تھانوی بانیٔ مدرسہ اشرفیہ سکھر

حضرت عثمانی کی وفات پورے عالم اسلام کے لئے عظیم حادثہ ہے ان کی وفات سے پاک و ہند کی پوری صدی کی علمی تاریخ کی بساط اُلٹ گئی ہے اور ایک پوری قرن کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اُن کی رحلت علم و تقویٰ، درس و تدریس، تواضع و وقار سنجیدگی و متانت کمالات کی رحلت ہے، حق تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

جناب مولانا سیّد ابومعاویہ ابوذر بخاری صدر مجلس احرار اسلام پاکستان

اوائل دسمبر ۱۹۷۴ء میں ایک شام اچانک یہ خبر سُنی کہ ملک کے مایۂ ناز عالم، فقیہہ و محدث ادیب و مصنف اور متکلم بزرگ حضرت مولانا العلاّمہ الشیخ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت مولانا عثمانیؒ برصغیر ہند و پاک کی ایک معروف اور مسلمہ علمی شخصیت ہیں، خصوصاً حدیث و فقہ میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے ساتھ بہت قریبی رشتہ مندی کا تعلق اور علمی و روحانی رابطہ رکھتے ہیں، تحریر انتہائی جامع متین اور سلیس و عام فہم ہوتی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کی جملہ علمی و فقہی حدیثی، تاریخی اور قومی خدمات کا بہتر سے بہتر اجر و بدل مرحمت فرمائیں۔ آمین۔

"جناب مولانا فاضل حبیب اللہ جالندھری ناظم جامعہ رشیدیہ ساہیوال"

حضرت مولانا عثمانی کی رحلت ایک عظیم حادثہ ہے حضرت قدس سرہٗ بڑی عظیم شخصیت کے مالک

تھے، ہم تو اُن کے شاگرد اور خوشہ چیں ہیں، وہ مفسّر قرآنِ کریم تھے، وہ عظیم محدث تھے، فقیہہ تھے، حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے نہ صرف عزیز تھے بلکہ خلیفۂ ارشد بھی تھے حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کے حکم کے انھوں نے "اعلاء السنن جیسی حدیث کی کتاب لکھی جس پر تمام علماء اسلام کو فخر ہے۔ وہ پاکستان کے بانیوں اور معماروں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ درجاتِ عالیہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

جناب مولانا ظفر احمد انصاری ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت پوری ملّتِ اسلامیہ کے لئے ایک عظیم حادثہ ہے اور ناقابل تلافی نقصان ہے، وہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے صحیح ترجمان تھے دورِ حاضر میں علم و عمل کے لحاظ سے اُن کی نظیر نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ اُن کو درجاتِ عالیہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

"جناب مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی بانی جماعت اسلامی پاکستان"

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی کی وفات سے دلی صدمہ ہوا ہے وہ ایک عظیم محدث، مفسّر اور فقیہہ تھے اُن کی وفات سے تمام عالمِ اسلام کے اہل علم کو زبردست نقصان پہنچا ہے اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں درجاتِ عالیہ نصیب فرمائے۔ آمین"

حضرت مولانا مفتی محمد خلیل صاحب مہتمم مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوالہ

حضرت اقدس مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پوری ملّت کے لئے بڑا سانحہ ہے

بحیثیت محدث و فقیہ ان کا برصغیر میں اس وقت کوئی ہم پلہ نہیں تھا۔ پاکستان کی تحریک میں آپ نے بڑی خدمات انجام دیں اللہ تعالیٰ انہیں بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر۔ گوجرانوالہ

حضرت مولانا عثمانیؒ کی وفات سے نہ صرف پاکستان بلکہ تمام عالم اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے وہ ایک بہت بڑے محدث اور عالم اسلام کے ایک ممتاز مذہبی و روحانی پیشوا تھے۔ تحریک پاکستان میں آپ نے جو عظیم کردار ادا کیا تھا تاریخ میں وہ سنہرے الفاظ سے لکھا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ حضرتؒ کو مقام عالیہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

جناب مولانا گلزار احمد مظاہری صدر جمعیت اتحاد العلماء پاکستان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر دلی رنج ہوا۔ وہ ہمارے مذہبی و روحانی پیشوا تھے ان کا علم و تقویٰ پوری دنیائے اسلام میں مسلّم تھا۔ میں آپ کے اس غم میں برابر کا شریک ہوں۔ اور قلب کی گہرائیوں سے اپنی اور اپنی جماعت کی طرف سے تعزیت پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی روح کو ابدی آرام عطا فرمائے۔ آمین۔

قومی صحافت

کا خراج تحسین

حضرت عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت پر ہر طبقہ کے لوگوں نے اظہار غم کیا اور آپ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا قومی جرائد اور اخبارات میں تعزیتی اداریے شائع ہوئے جن میں سے چند جرائد و اخبارات کے تعزیتی اداریے درج کئے جاتے ہیں جن سے ظاہر ہو گا کہ قومی صحافت کی نظر میں آپ کا کیا مقام و مرتبہ تھا چند اخبارات و جرائد کے مختصر اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک پشاور

جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدیر اعلیٰ ماہنامہ الحق "علامہ ظفر احمد عثمانی کی جدائی" کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں:

"علامہ محمد ادریس کاندھلویؒ کی جدائی کے ماتم سے ابھی علمی اور دینی ایوان فارغ نہیں ہوئے تھے کہ علم و سیاست میں علامہ کاندھلویؒ کے مکتب فکر ہی کے ایک اور ممتاز بزرگ اور رہنما حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی قدس سرہٗ العزیز کا بھی وصال ہو گیا، سیاسی نظریات اور طرزِ عمل میں اختلاف ہو سکتا ہے لیکن جو علم، دین اور عمل ہمارے اسلاف کا طرۂ امتیاز ہے اس سے کسی متعصب مخالف کا بھی انکار کرنا علم کی ناقدری

شناسی ہے۔ علامہ ظفر احمد عثمانی مرحوم بھی مطالعہ، تصنیف، درس و تدریس، وعظ و تبلیغ جذبہ علم و عمل میں اپنے اسلاف کی روایات کے امین تھے اور نہایت ہی واجب الاحترام شخصیت تھے۔ برصغیر میں علم حدیث اور فقہ حنفی کی خدمت کرنے والے اکابر میں اُن کا نام سرفہرست رہے گا۔ بہرحال ہم علامہ عثمانی قدس سرہٗ العزیز کی علمی اور دینی عظمتوں کو سلام کہتے ہوئے اس حادثۂ علم میں علمی دنیا کے شریک اور حضرت مرحوم کے درجات عالیہ کے متمنی ہیں۔ واللہ یقول الحق وھو الیھادی السبیل "

(الحق ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ)

ماہنامہ البلاغ کراچی

جناب مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدیر البلاغ "اور بڑھتی تاریکی" کے عنوان سے (رقمطراز ہیں) "ابھی حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ وفات کا زخم تازہ ہی تھا کہ آج حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حادثۂ ارتحال نے دلوں پر بجلی گرادی، آج کسی اور موضوع پر اداریہ لکھنے کا ارادہ تھا لیکن اس المناک خبر نے دل و دماغ کو ہر دوسرے موضوع کے لئے بند کر دیا۔

حضرت مولانا عثمانی کے ساتھ موجودہ صدی کی ایک تاریخ رخصت ہوگئی وہ ان مقدس ہستیوں میں سے تھے جن کا صرف وجود بھی نہ جانے کتنے فتنوں کے لئے آڑ بنا رہتا ہے، ان کی وفات پورے عالم اسلام کا سانحہ ہے اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے انھیں جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں اُن کے فیوض سے مستفید ہونے اور اُن کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے آمین (ماہنامہ البلاغ کراچی ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ)

ہفت روزہ "اداکار" لاہور

جناب مجیب الرحمٰن شامی ہفت روزہ "اداکار" لاہور میں "ایک جرنیل کی موت" کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ:

"مولانا ظفر احمد عثمانی بھی رخصت ہوئے، اس مرد بزرگ نے بھی آنکھیں بند کر لیں کہ شاید اب نئے پاکستان کے طور و اطوار دیکھنے کی ہمت نہ رہی تھی، یہ بوڑھا آدمی جو آج کراچی میں ہمیشہ کے لئے سو رہا ہے، برصغیر کے مسلمانوں کو اس نے سونے نہ دیا، انہیں خواب غفلت سے بیدار کیا جھنجوڑ جھنجوڑ کر جگایا، سلہٹ سے لے کر پشاور تک اس مرد حق کی آواز گونجی کہ "مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ" سلہٹ کا ریفرنڈم جیتنا اس مرد ضعیف کا کارنامہ تھا۔ پاکستان بنا تو ڈھاکہ میں پاکستانی پرچم لہرانے کی سعادت اسی مرد حق مرحوم و مغفور کو حاصل ہوئی اور پھر مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معتمد نائب اسلامی دستور کی جدوجہد میں شریک ہوا۔ علماء کے ۲۲ نکات کی ترتیب میں حصہ لیا اور جب حالات کی ویرانی بڑھی، قویٰ مضمحل ہوئے تو مدرسہ ٹنڈوالہ یار میں حدیث کے چراغ جلائے، بے شمار کتابیں لکھیں اور بے شمار شاگرد پیدا کئے، نوجوان بنائے، سنوارے جن کے سینے ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روشن ہیں"

ہفت روزہ "چٹان" لاہور

جناب آغا شورش کاشمیری مرحوم اپنے تعزیتی نوٹ میں فرماتے ہیں کہ۔

"شیخ المحدثین حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی کی وفات سے ایک ایسا خلاء پیدا ہو گیا ہے

جس کے پورا ہونے کے لئے صدیاں درکار ہیں، مولانا اُن ہستیوں میں سے تھے جو کسی بھی قوم کے لئے سرمایۂ افتخار ہُوا کرتی ہیں۔ افسوس کہ ہم ان کی بزرگانہ شفقت و سرپرستی سے محروم ہو گئے ہیں۔"

ہفت روزہ اخبار "الجمعیت" راولپنڈی

جناب مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب اپنے ہفت روزہ الجمعیت میں "اللہ والوں کی کمی" کے زیر عنوان رقمطراز ہیں۔

"ہمارے زمانہ میں خاص کر اس سال میں اللہ والوں کی بہت کمی ہوئی ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہُوا حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ [illegible]ت ہو گئے مولانا موصوف کی وفات سے طبقہ علماء میں بڑی کمی ہوئی اور اب تک اُن کی جگہ پُر نہیں ہو سکی اور شاید پُر نہ ہو سکے اسی طرح حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی کی وفات کو ساری دنیا نے محسوس کیا، اپنے پرائے سب اُن کے علم کے قائل تھے ان کو طریقت میں بڑی دستگاہ حاصل تھی اور سچی بات یہ ہے کہ حضرت تھانویؒ، حضرت مدنیؒ، حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور حضرت مفتی کفایت اللہ کے بعد اگر کسی کے افتاء یا بیان کردہ مسئلہ پر سو فیصدی یقین کیا جا سکتا تھا تو وہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی مرحوم ہی تھے"۔ (الجمعیت ۴ر اپریل ۱۹۷۵ء)

ہفت روزہ "ترجمانِ اسلام" لاہور

جناب مولانا اکرام القادری صاحب "ترجمان اسلام" کے تعزیتی نوٹ میں لکھتے ہیں کہ "گذشتہ دنوں مولانا ظفر احمد عثمانی پچاسی سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا

اِلَیْہِ رَاجِعُون۔ مولانا موصوف کی تمام عمر خدمت دین اور درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور تبلیغ و اصلاح میں گذری، آپ بلند پایہ دینی و علمی کتابوں کے مصنف تھے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے زیر نگرانی "اعلاء السنن" ایسی عظیم کتاب اٹھارہ جلدوں میں لکھی۔ آپ تادم واپسیں ٹنڈو الہ یار کے مدرسہ کے شیخ الحدیث کے منصب جلیل پر فائز رہے قحط الرجال کے اِس دور میں اس قسم کے جید علماء اپنے بعد کبھی نہ پُر ہونے والا خلاء چھوڑ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین (ترجمانِ اسلام ۲۰ دسمبر ۱۹۷۴ء)

روزنامہ جنگ کراچی

جناب میر خلیل الرحمن صاحب چیف ایڈیٹر روزنامہ جنگ "موتُ العالِم موتُ العالَم" کے عنوان سے رقم طراز ہیں"

"مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کی رحلت کی خبر پورے ملک میں بڑے رنج و غم اور افسوس کے ساتھ سُنی گئی، خصوصًا علماء و فقہاء کے حلقوں اور دینی درسگاہوں میں صفِ ماتم بچھ گئی، اس جانکاہ صدمے کا اثر صرف پاکستان تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس پورے برّصغیر اور ممالک اسلامیہ کے حلقوں میں بڑی شدت کے ساتھ محسوس کیا جائے گا، آہ! دین کا کیا عالم اور ملّت کا کیا خادم تھا جو ہم سے چھن گیا مولانا کا شمار بھی ان گنے چنے اکابر علماء میں ہوتا تھا جو نہ صرف اپنے علم و فضل کی وجہ سے پورے برّصغیر میں ایک ممتاز مقام رکھتے تھے۔ بلکہ قیام پاکستان کی جدّ و جہد میں بھی انہوں نے بڑی گرانقدر خدمات انجام دی تھیں، مولانا مرحوم نے تحریک پاکستان کے دوران علامہ شبیر احمد عثمانی کے ساتھ مل کر جمیعت علماء اسلام

کی داغ بیل ڈالی تھی جس کا مقصد جمعیت علماء ہند کے پروپیگنڈے کا مقابلہ کرنا اور پاکستان کے حق میں رائے عامہ کو ہموار کرنا تھا۔ مولانا نے سلہٹ اور شمال مغربی سرحدی صوبے کا دورہ کر کے مسلمانوں کو پاکستان کے حق میں رائے دینے کے لئے آمادہ کیا تھا، ان سیاسی و ملی خدمات کے علاوہ مولانا کا دوسرا عظیم کام وہ جو انہوں نے تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کے میدان میں انجام دیا، اردو اور عربی میں متعدد کتب تصنیف کیں۔ جن میں سے بعض کو شہرت اور اسناد کا اعلیٰ مقام حاصل ہوا۔ شیخ الحدیث کی حیثیت سے حضرت مولانا مرحوم کی خدمات برصغیر کی متعدد درسگاہوں اور کئی برسوں پہ پھیلی ہوئی ہیں، دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار کے وہ گذشتہ پندرہ برس سے سربراہ تھے، مولانا نے اپنی سادگی زندگی دین اور ملت کی خدمت میں گزار دی تھی، وہ صرف ایک عالم ہی نہ تھے بلکہ علم و فضل کا ایک ایسا سرچشمہ تھے جس سے سیراب ہو کر سینکڑوں طالبانِ علم علماء کے گروہ میں شامل ہوتے رہے تھے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو مولانا کی جدائی علم کا ایک بہت بڑا نقصان ہے، اب ان کی خدمات کی صحیح قدر اسی طرح ہو سکتی ہے کہ علم کی جو شمع وہ روشن کر گئے ہیں، طلباء اور علماء اس کی روشنی اور تابانی میں برابر اضافہ کرتے رہیں اور اُسے کبھی نہ بجھنے دیں، اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو آخرت میں اعلیٰ درجہ عطا فرمائے، کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ان کے پسماندگان کو اور وابستگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین (جنگ ۱۱ دسمبر ۱۹۷۴ء)

روزنامہ "حریت" کراچی

آہ! مولانا عثمانیؒ " کے عنوان سے اپنے ادارتی کالموں میں لکھتا ہے:۔

"ملک و ملت کا ایک اور ستون ہمارے درمیان سے اُٹھ گیا۔ مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ

علیہ ہر لحاظ سے ایک تاریخ ساز شخصیت تھے، ان کے علمی تبحر اور دینی خدمات کا سارا عالم اسلام معترف ہے کیونکہ ان کی تصنیفات دینی علوم میں بلند رتبہ رکھتی ہیں اور اس لحاظ سے ان کا نام رہتی دنیا تک روشن رہیگا، اس کے ساتھ ہی مولانا مرحوم پاکستان کی تاریخ میں ان گنی چنی شخصیتوں میں شمار ہوں گے جنہوں نے اس ملک کے قیام کی تحریک کو اسلام کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا اور علمائے حق کی کثیر تعداد کو اس کارواں میں شامل کیا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مولانا ظفر احمد عثمانیؒ ہی کی انقلاب آفرین شخصیت تھی جس نے نہ صرف جمعیت علماء ہند کی سیاسی غلطیوں کی نشاندہی کی، بلکہ ان کے خلاف منظم جدوجہد کر کے پاکستان کی تحریک میں زور پیدا کیا پھر عین قیام پاکستان کے وقت مرحوم کی ذاتی مساعی نے سلہٹ اور سرحد کے مسلمانوں میں بیداری پیدا کی اور انہوں نے ریفرنڈم میں پاکستان کے حق میں ووٹ دیا۔ قیام پاکستان کے بعد مولانا عثمانی نے اپنی تمام صلاحیتیں دینی تعلیم کے فروغ کے لئے وقف کر دیں تاکہ پاکستان کی نظریاتی تعمیر کے لئے قوم کو دینی رہنمائی حاصل ہوتی رہے، اللہ تعالیٰ مولانا کی اس نیکی کو جاری رکھے اور انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

(حریت ۱۱ دسمبر ۱۹۷۴ء)

روزنامہ مشرق لاہور، کراچی

آہ مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ " کے زیر عنوان اپنے تعزیتی اداریے میں لکھتا ہے:۔

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند کے ان ممتاز علماء میں سے تھے انہوں نے تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کیا اور جن کو قائد اعظم کا بھی خاص

اعتماد بھی حاصل تھا، انہوں نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ اسلام اور برصغیر کے مسلمانوں کی خدمت میں بسر کیا، انہوں نے تفسیر حدیث اور فقہ پر گرانقدر تصانیف بھی پیش کیں، در قیام پاکستان کی جدوجہد میں مولانا شبیر احمد عثمانی کے دوش بدوش بہت اہم کردار ادا کیا قیام پاکستان کے بعد بھی وہ قومی خدمات کے محاذ پر ایک مستعد سپاہی کی طرح کام کرتے رہے ان کی ذات بہت سی خوبیوں کا مجموعہ تھی ان کی رحلت ملت کے لئے بلاشبہ ایک قومی سانحہ ہے اور حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ابدی جدائی سے قوم زندگی میں جو خلاء پیدا ہوا ہے اسے مشکل سے پورا کیا جا سکے گا۔" (مشرق ۱۱ر دسمبر ۷۴ء)

روزنامہ نوائے وقت لاہور، راولپنڈی

جناب مجید نظامی صاحب "آہ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ" کے زیر عنوان سے رقمطراز ہیں:-

"مولانا ظفر احمد عثمانی شیخ الحدیث دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ کا پچاسی برس کی عمر میں بعارضہ نمونیہ انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ مولانا ظفر احمد عثمانی عنفوان سے ہی ان علمائے کرام میں شامل تھے جنہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کا پیغام گھر گھر تحریک پاکستان اور نظریہ پاکستان کی تبلیغ کا پورا حق ادا کیا، ۲۳ برس کی عمر میں جبکہ سیاسی دنیاوی بکھیڑوں کی سوجھ بوجھ کم ہوتی ہے مولانا ظفر احمد عثمانی نے سلہٹ اور صوبہ سرحد ریفرنڈم میں بڑی سرگرمی سے کام کیا اور جوانی کے تمام جذبات کو قوم کی اصلاح و فلاح کر دیا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی کے دست راست و علمائے دین تھے ان میں سے عبدالحامد بدایونی ہیں جو پہلے داغ جدائی دے گئے، اب مولانا ظفر احمد عثمانی اللہ کو پیارے ہو گئے۔

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقائے دوام لا ساقی!

قیام پاکستان کے بعد مولانا محض خدمت حدیث کے لئے وقف ہو گئے، عمر کے آخری پندرہ برس انہوں نے حدیث کی تعلیم و تدریس میں بسر کئے تاہم وہ سیاسیات میں بھی دلچسپی لیتے رہے اور وقتاً فوقتاً ایسے بیانات دیتے رہے جو نظریۂ پاکستان سے ہم آہنگ اور ملت اسلامیہ کے لئے سود مند تھے، اس بارے میں انہوں نے کبھی اس بات کی پرواہ کی کہ کون ان سے خوش ہوتا ہے اور کون ناراض، وہ حق بات کہنے میں کبھی نہ چوکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، ادارہ ان کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔" (نوائے وقت ۱۱ر دسمبر ۱۹۷۴ء)

روزنامہ وفاق لاہور

جناب مصطفےٰ صادق صاحب اپنے تعزیتی نوٹ میں لکھتے ہیں کہ:-

"تحریک پاکستان کے سرکردہ رہنما، برصغیر پاک و ہند کے بزرگ عالم دین اور دار العلوم ٹنڈو الہ یار کے شیخ الحدیث حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کراچی میں رحلت فرما گئے مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے دست راست اور بابائے قوم حضرت قائداعظمؒ کے معتمد علماء میں سے تھے، قیام پاکستان کے بعد مشرقی پاکستان میں آزادی کا سبز ہلالی پرچم سرکاری طور پر آپ ہی کے دست مبارک سے لہرایا گیا تھا، مولانا کی رحلت کی خبر پورے ملک میں انتہائی رنج و غم کے ساتھ سنی گئی، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی عزیز اور

میں سے تھے، مولانا ایک جیّد عالم، فقیہہ اور محدّث تھے اور اُن کا شمار حضرت تھانوی رح
کے معتمد خلفاء میں ہوتا ہے، مولانا مرحوم قیام پاکستان سے قبل ڈھاکہ یونیورسٹی میں اسلامیا
کے سربراہ تھے، انہوں نے شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رح کے ساتھ قیام پاکستان کی جدو
میں بابائے قوم قائدِ اعظم رح کی آواز پر لبیک کہا اور انہیں بارہا قائدِ اعظم سے ملاقات کا موقع
ملا، جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے مشرقی پاکستان
میں سرکاری طور پر آزاد پاکستان کا سبز ہلالی پرچم لہرا دیا۔"

روزنامہ "امروز" لاہور ملتان

اپنے ادارتی کالموں میں لکھتا ہے کہ:-
"حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے نصف صدی سے زائد علومِ دینیہ کی تدریس فرما
لاکھوں شاگرد پیدا کئے جو پورے عالمِ اسلام میں دینی و علمی خدمات میں مصروف ہیں وہ اپنے
زمانہ کے بہت بڑے محدث، فقیہہ اور شیخ طریقت تھے اور پاکستان کے بانیوں
میں سے تھے ادارہ اُن کے لواحقین کے ساتھ اس صدمہ میں برابر کا شریک ہے۔ اُن
کی وفات عالمِ اسلام کا عظیم حادثہ ہے۔"

منظوم

خراجِ عقیدت

...س طرح حضرت عثمانی قدس سرہٗ کو ہر طبقہ کے مشاہیر نے خراجِ تحسین پیش کیا اور ملک
...کے اخبارات و جرائد نے اپنے عظیم رہنما کو آخری خراجِ عقیدت پیش کیا اسی طرح
...ت سے حضرات نے عربی فارسی اور اردو میں منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔
...میں سے صرف چند اردو قطعات اور اشعار یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ حضرت
...لانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی رح مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور نے عربی اور اردو
...تاریخی مراثی و قطعات تحریر فرمائے تھے جو ماہنامہ البلاغ کراچی ماہ ربیع الاول
...سنہ ۱۳۹...ھ میں شائع ہوئے تھے یہاں صرف اردو قطعات ملاحظہ فرمائیے:۔

"قطعات اردو بر وفات مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ"

از ـــــــــــ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی

...زلہ سا عالم عالمی میں کیوں برپا ہے آج — لرزہ براندام کیوں ہوتی ہے ساری کائنات
...سلمان و دھر کیوں حیران و ششدر ہو گئے — اُمنڈے کیوں آنکھوں سے دریا آج آخر کیا ہے بات
...تاریکی سی کیسی چھا گئی آفاق پر! — کس ولی اللہ نے ماری ہے اس دنیا پہ لات
...مولانا ظفر احمد، رئیس کاروان — علم کے کوہِ بلند اور زہد کے شبلی صفات
...م باقی و دائم کی طرف ہو کر رواں — چھوڑ کر بیٹھے ہیں ہمیشہ کو جہانِ بے ثبات

اب کہاں وہ فیض علمی اور کہاں اصلاح حال
مرکزی جمعیت اسلام کے صدرِ جلیل
خانقاہ اشرفی کے مفتیٔ عزت مآب
ہند و پاکستان اور بنگال میں درس حدیث
خط و کتابت سے زمیں سے آسماں تک کا عروج
سینکڑوں آوارہ گرد ملک اور اوباش قوم!
رو رہا ہے ٹنڈو الہ یار کا دار العلوم!!
علم کے گہرے سمندر جس کی موجیں ہر طرف
ایک اعلاء السنن اٹھارہ جلدوں کی کتاب
پھر ثبوت آیات کا دو منزلیں قرآن کی!
ان کتابوں کی ضرورت سب کو تھی صدیوں سے تھی
پھر بہت سے ہیں رسائل اردو و عربی دین کے
شرف پاکستان کے پرچم کشائے اولین
زہد بے لوثی کا یہ عالم کہ شہرت سے الگ
صبر کی تلقین اب کس کس سے ہو کس کس کو ہو
شمسِ عالم ظاہر و باطن ہوا ہے کیا غروب
ہادیٔ عالم ظفر احمد کا لاؤ تو مثیل

۱۳۹۴ھ — ۵۸۰

۵۸۰
۱۹۷۴ء

اب کہاں وہ جامع شرع و طریقت نیک ذات
روحِ اسلامی سیاست مرکزِ اسلامیات
صاحب تصنیف و تالیف عجائبات نادرات
تربیت روحی میں جاری فیض کے دجلہ فرات
انقلاب روح کے ضامن تھے جنکے نام جات
بن گئے برکت سے جن کی صالحین و صالحات
آہ وہ شیخ الحدیث و مفتی و شیخ نجات
گوہر افشاں کشتِ پر در باعث سبزہ نبات
مذہب احناف کی جملہ احادیث و نکات
دفتر "احکام القرآن" رد جملہ واہیات
کر نہ پایا کوئی لیکن اب تک ان پر التفات
نظم عربی کی بلاغت رشک سوز اور ہرات
صاحب فتح و ظفر سلہٹ میں دے کر بیکرات
ممبری عہدوں وظیفوں کی نہ جاگیروں کی بات
ہر مسلمان کے جگر پر زخم کاری ہے وفات
روز روشن بخت کا رب بن گیا تاریک رات
مفتخر سید سے ہو کیسے شرف کا التفات

۱۳۹۴ھ — ۵۸۰

۵۸۰
۱۹۷۴ء

آہ کیا دن تھے کہ جب تھا موجزن دریائے فیض
آمد دنیا بفضل "عبید" تھا دورِ حیات؛
فیض ظاہر فیض باطن جب ہے دونوں سے تصور
"شہر ذیقعدہ" مہینہ بن گیا سال وفات (البلاغ کراچی)

اس صدی کا امامِ اعظم تھا!

(از مولانا قمر احمد عثمانی)

عالم باعمل ظفر احمدؒ!! عارف بے بدل ظفر احمدؒ
علم و عرفان و آگہی کا چراغ لمعۂ نور صاحب مازاغ!
قائد حاملانِ دین متین! رہبر عالمانِ شرع مبین!
عالم و ماہرِ شریعت بھی! سالک و رہبر طریقت بھی!
مرد عارف بھی صاحب دل بھی بندۂ حق بھی شیخ کامل بھی
ختم عرفان و آگہی اس پر فاش اسرارِ باطنی اس پر
رونق بزم اولیاء بھی وہی مسندآرا ء اتقیاء بھی وہی
چشمہ فیضِ بارگاہ خلیلؒ!! یعنی مرشدِ نگاہِ خلیلؒ
کلکِ گوہر فشان اشرفؒ بھی اور دست و زبان اشرفؒ بھی
مرشد تھانویؒ کا نورِ نظر صاحب علم و فضل و عقل و ہنر
رہ نمائے مفکر و دانا! مرشد و مقتدائے مولانا!
عالم و فاضل و فقیہ و ادیب حافظ و قاری و امام و خطیب
مفتیٔ و واعظ و مفکر بھی ناقد و شارح و مفسر بھی

مقتدائے محدثین بھی وہی! پیشوائے محققین بھی وہی
اُس سے اعلائے سنتِ نبوی ﷺ اُس کے سر پہ لوائے مصطفویﷺ

بیشہ علم کا وہ ضیغم تھا!
اِس صدی کا امام اعظم تھا (ماخوذ تذکرۃ الظفر)

مولانا عثمانی کی یادیں!

عابد صدیقی

عالم دینِ خدا آہ چل بسا — ہادیٔ راہِ ہدیٰ آہ چل بسا
آفتابِ علم تھا جو بالیقین — وہ سراپا باصفا آہ چل بسا
خدمتِ دینِ نبی ﷺ میں عمر دی ساری گزار — دینِ قیّم پر فدا آہ چل بسا
رات دن جس نے دیا ہمکو سبق توحید کا — وہ عاشقِ ربّ العلا آہ چل بسا
جو قرونِ اولین کا پیکرِ تفسیر تھا — وہ مجسم باوفا آہ چل بسا
اشرفؒ علام کا وہ علمی جانشین — مخزنِ جود و سخا آہ چل بسا
مطلعِ ٹنڈوالٰہیار پر برسوں رہا جلوہ فگن — وہ آفتابِ علم و حیا آہ چل بسا
مفتی شفیعؒ، اطہر علیؒ اور شبیرؒ جسکے ہمعصر — وہ اہلِ حق کا ہمنوا آہ چل بسا
جو بھی رہا صحبت میں اُنکی یہی اُس نے کہا — وہ نیک مخلص پیشوا آہ چل بسا

آہ! مولانا ظفر احمد عثمانی مرحوم

از جناب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب آبر ساہیوال

افسوس ہے کہ حامیٔ سنّت چلا گیا! — اسلام کا وہ شیخ طریقت چلا گیا
غمناک کل فضا ہے زمانہ اداس ہے — اِک آفتاب راہِ ہدایت چلا گیا
اشرفؒ کا جانشین اور قائمؒ کا ہم نوا — وہ دوست دار قائدِ ملّت چلا گیا
شبیرؒ اور خلیلؒ وہ دونوں کا ہم جلیس — عمدہ سرشت نیک جبلّت چلا گیا
اُمّت کا خیر خواہ وہ ملّت کا درد مند — وہ راز دارِ حلم و شرافت چلا گیا
تربت پہ آبر اس کی ہزاروں ہوں رحمتیں — افسوس! پاسبان شریعت چلا گیا

آہ! شیخ تھانویؒ

از ——— جناب مولانا محمد زکی کیفی مرحوم

آہ! مولانا ظفر احمد وہ شیخ تھانویؒ — عالم و فاضل فقیہہ بے مثال و بے بدل
رہ گئی تھی ایک یہ عہدِ سلف کی یادگار — چھین کر اس کو بھی ہم سے لے گئی آخر اجل

آہ! ظفر احمد عثمانیؒ

از ——— وقار انبالوی

سرزدِ جرم وہ کیا ہو گئے ہم سے — اربابِ بصیرت جو خفا ہو گئے ہم سے
تازہ تھا ابھی داغِ بدایونیؒ مرحوم — عثمانیؒ ثانی بھی جدا ہو گئے ہم سے

آہ! فقیہہ اُمّت

وا حسرتا کہ شیخ زمانہ چلے گئے ‏ اُمّت کے وہ فقیہہ یگانہ چلے گئے
بزمِ جہاں میں تھے جو اشرفؒ کے جانشین ‏ ملّت کے خیر خواہ، وہ فخرِ زمانہ چلے گئے

نذرانۂ عقیدت

بحضور حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ

تو زمانے کا مُحدّث تو علم کا آفتاب
مُرشدِ دیں، قائدِ اسلام، پیر شیخ و شباب
تو ولایت کا تجمّل تو تصوّف کا جمال
تو طریقت کی جوانی تو شریعت کا شباب

سالکِ راہِ مودّت، عارفِ اسرار عشق!
کاشفِ رمزِ طریقت، شارحِ امُّ الکتاب
تیرے فیضانِ توجہ سے کشادہ ذہن و دل
تیری چشمِ لُطف سے انبارِ گل میں انقلاب

تیرے ابرِ فیض سے ویرانۂ جاں خوش بہار
تیری بارانِ کرم سے کشتِ ہستی فیضیاب

ہر تبسم نورِ عرفاں، ہر ادا شمس الہدےٰ
ہر نفس صبحِ تجلّی، ہر نظر کشفِ حجاب

ہر سخن درسِ محبت، ہر صدا تبلیغِ دیں
ہر عمل نقشِ ہدایت، ہر قدم راہِ ثواب

وہ ضیائے شرع جس کی کارگاہِ نور سے
ڈھل کے نکلے سینکڑوں ماہ و نجوم و آفتاب

تیرے سارے کارنامے عزّتِ اسلام ہیں
تیرا گھر ہر دل میں ہے اے عارفِ عزّت مآب

(سلیم احمد کوثری)

آہ! ہمارے شیخ عثمانیؒ

اشرفؒ و خلیلؒ کی نگاہ کا تارا چل دیا
اپنے اللہ کی طرف، اللہ کا پیارا چل دیا
رو رہے ہیں جس کے غم میں اہلِ دل اہلِ کمال
"شیخ پاکستان" وہ قائد ہمارا چل دیا

(شفیق ملتانی)

عقیدت کے چند آنسو

از ——— ایم اے بخاری

سر براہِ عالماں جاتا رہا! · آہ اُستاذِ زماں جاتا رہا
ملتِ اسلام کا بطلِ جلیل · سرگروہِ فاضلاں جاتا رہا
عارفِ اسرارِ قرآن و حدیث · واعظِ گوہر فشاں جاتا رہا
ساقیٔ جامِ مئے زہد و تقیٰ · آہ وہ شیخِ زماں جاتا رہا
صاحبِ اعلاء السنن قطبِ زمن · اوستاذِ نکتہ داں جاتا رہا
جامعِ احکامِ قرآں بے بدل · مقتدائے عارفاں جاتا رہا

آہ! شیخ الاسلام مولانا عثمانیؒ

از ——— ایم اے بخاری

عالمِ برحق اور شیخِ زماں جاتا رہا
وارثِ علمِ نبوت ﷺ، فقیہِ زماں جاتا رہا
آفتابِ علم تھا جو عصرِ نو میں بالیقیں
قطبِ ملت سربراہ عالماں جاتا رہا

قطعاتِ تاریخی

از ——— حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی مدظلہٗ

کرد مولانا ظفر احمد وفات ؛ فیض ہا کہ بود ازاں بےحد نماند
سال رحلت چوں زہاتف خواستم ؛ گفت او "ہائے ظفر احمد نماند"
۱۳۹۴ھ

دیگر
ظفر احمد شیخ علم علم و معارف ؛ چرا رفتی و ہیچ با ما نگفتی
کجا فیض ظاہر کجا فیض باطن ؛ بتاریخ گفتم "رخ از ما نہفتی"
۱۳۹۴ھ

تاریخِ وفات

از ——— مولانا انیس احمد صدیقی

حق سے واصل ہوا، شیخ رخصت ہوا
عاقبت خیر ہو، سالِ رحلت ہوا
۱۳۹۴ھ

تاریخہائے وفات

از ——— حضرت مولانا محمد احمد تھانوی مرحوم

(۱) علامہ مولوی ظفر احمد رحمۃ اللہ علیہ از اولیاء بود (۱۹۷۴ء)
(۲) ظفر احمد تھانوی فقیہ و ولی بودے (۱۹۷۴)
(۳) علامۃ الحاج ظفر احمد محدث (۱۹۷۴)
(۴) سلامٌ علیکم کلکم ادخلوھا (۱۳۹۴)

دیگر

آہ بیداد اجل نے کر دیئے بے سرد پا
عقل و لیفر، محد و نقر، درس و نظر

۱۰۰ ۹۰ ۴۰ ۱۰۰ ۲۰۰ ۹۰۰

۱۳۹۴ھ

تاریخ وفات

از بابا نجم احسن صاحب نگرامی مرحوم

ظفر احمد زہے مرد حق آگاہ!
مکیں خلد شد مغفور باللہ!

۱۳۹۴ھ

تھی جبیں اُن کی خلیل احمد کی آئینہ دار
تھانویؒ کا فیض تھا اُن کی جبیں سے آشکار
اے خدا رحمت ہو تیری اُن پہ ہر صبح و شام
اُن کا جنّت میں مکاں ہو اے میرے پروردگار

لطیف جالندھری

حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانیؒ کے سنگ مزار پر حسبِ ذیل تاریخی عبارتیں کندہ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنّہٗ لفی رُوح وَرَیحان وجنّت نعیمْ

۱۳۹۴ھ

شیخ الاسلام الحافظ الحجۃ السند المحدّث الفقیہ

مولانا الحاج ظفر احمد عثمانی تھانوی

ابن اخت حکیم الامّت مولانا اشرف علی تھانوی

ولسانہ وقلمہ نوّر اللہ مرقدھما

مولدہ:۔ ۱۳ ربیع الاوّل ۱۳۱۰ھ

وفات:۔ ۲۳ ذی قعد ۱۳۹۴ھ

ظفر احمد زہے مرد حق آگاہ
مکین خلد شد مغفور باللہ

۱۳۹۴ھ

چند تعزیتی قرار دادیں اور تاثرات

تعزیتی اداریوں اور منظوم خراجِ عقیدت کے علاوہ ملک کے اطراف و جوانب میں بیشمار تعزیتی قرار دادیں پاس کی گئیں جس میں آپ کے لئے بلندئ درجات اور آپ کے جملہ لواحقین کے لئے صبرِ جمیل کی دعائیں کی گئیں نمونہ کے طور پر چند قرار دادیں اور مختلف حضرات کے مختصر تاثرات پیش کئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان

"مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کے عظیم اجتماع میں شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی قدس سرہٗ کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا، مجلس کے مرکزی ناظمِ اعلیٰ جناب مولانا مشرف علی تھانوی صاحب نے مولانا مرحوم کی دینی علمی اور ملی خدمات کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ حضرت قدس اللہ سرہٗ نے اپنی تمام زندگی دینِ اسلام کی خدمت میں وقف کر دی تھی اور ساری عمر درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور تبلیغ و اصلاح میں بسر کی، ہزاروں افراد آپ کے فیضِ علمی و روحانی سے مستفید ہوئے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کے سرپرستِ اعلیٰ تھے ان کی رحلت پوری ملتِ اسلامیہ کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے، حق تعالیٰ حضرتؒ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔"

جمعیت علماء اسلام پاکستان

جمعیت علماء اسلام پاکستان کے ایک تعزیتی اجلاس میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے حضرت عثمانی مرحوم کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ "مولانا عثمانی ایک ممتاز عالمِ دین، عظیم محدث، بے مثل فقیہ اور بہترین محقق تھے اس وقت ان کی ذات پورے عالمِ اسلام میں علم و فضل اور زہد و تقویٰ کے لحاظ سے اسلاف کی یادگار تھی، ایک تعزیتی قرار داد میں حضرت کے انتقال کو ملک و ملت کے لئے ایک سانحہ عظیمہ قرار دیا گیا اور حضرت کے بلندئ درجات اور لواحقین کے لئے صبرِ جمیل کی دعائیں کی گئیں۔"

تنظیم اہلسنت والجماعت پاکستان

تنظیم اہلسنت والجماعت پاکستان کا ایک تعزیتی اجلاس حضرت مولانا سید نور الحسن بخاری صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ کی خدمات جلیلہ کو سراہا گیا اور ایک تعزیتی قرار داد کے ذریعے ان کی وفات کو عالمِ اسلام کا عظیم سانحہ قرار دیا گیا۔"

مرکزی جامع مسجد عثمانیہ جام پور

مرکزی جامع مسجد عثمانیہ جام پور کے جمعۃ المبارک کے عظیم الشان اجتماع میں ایک تعزیتی قرار داد پاس کی گئی جس میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کو ملتِ اسلامیہ کا عظیم حادثہ قرار دیا گیا اور ان کی دینی و سیاسی خدمات کو سراہا گیا۔ حضرتؒ کے ایصالِ ثواب

کے لئے قرآن شریف کا ختم بھی کرایا گیا اور حضرت کے لئے خصوصی دعائیں مغفرت اور لواحقین سے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔"

ان کے علاوہ برصغیر کے بڑے بڑے دینی مدارس دار العلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارنپور، جامعہ اشرفیہ لاہور، دار العلوم کراچی، خیر المدارس ملتان، دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک اور قاسم العلوم لاہور و ملتان وغیرہ میں حضرتؒ کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کرائی گئیں اور تعزیتی جلسوں اور اجلاسوں کے ذریعے حضرتؒ کی خدمات پر روشنی ڈالی گئی۔ حق تعالیٰ درجاتِ عالیہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

محترم جناب منشی عبد الرحمان خان صاحب ناظم عالی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ ملتان اپنے تاثرات میں فرماتے ہیں کہ "حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات تمام ملت اسلامیہ کے لئے ایک سانحہ عظیم ہے اس سے نہ صرف پاکستان بلکہ تمام عالم اسلام کو جو نقصان پہنچا ہے اس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے اس زمانے میں کیا، کسی دور میں بھی ایسے عالم باعمل بڑی مشکل سے پیدا ہوتے ہیں اُن کی ذات ایک سرچشمۂ فیوض تھی، اللہ تعالیٰ مولانا کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

پروفیسر احمد سعید صاحب تھانوی ایم اے او کالج لاہور فرماتے ہیں کہ "حضرت عثمانی کی رحلت سے مجھے دلی صدمہ ہوا ہے اُن کا شمار قوم کے ان محسنوں میں ہوتا ہے جنہوں نے نہ صرف پاکستان کی زبانی تائید کی بلکہ عملی طور پر بھی اس کے لئے کام کیا وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے حق تعالیٰ درجاتِ عالیہ نصیب فرمائے۔ آمین"

نوٹ:۔ حضرت عثمانیؒ کے کمالات و خدمات کی تفصیل کے لئے مندرجہ ذیل کتابوں کا بھی مطالعہ فرمائیے:۔ "تذکرۃ الظفر"، "معماران پاکستان"، "حصول پاکستان"، "تعمیر پاکستان و علمائے ربانی"، "تذکرۃ الخلیل"، "مشاہیر علماء دیوبند"، "آپ بیتی"، "تاریخ مظاہر العلوم"، "مکتوبات اکابر"، "پاکستان کے ممتاز علماء دین" اور "انوار النظر فی آثار الظفر" وغیرہ وغیرہ۔

از جناب مولانا قمر احمد عثمانی صاحب

حضرت والد ماجد کے بارے میں چند واقعات و مشاہدات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

والد بزرگوار حضرت شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق رکھنے والے احباب میں محترم حافظ محمد اکبر شاہ بخاری صاحب نے "سیرت عثمانیؒ" کے نام سے والد محترم کی سیرت و سوانح پر بڑی محنت و کاوش سے ایک نہایت قابلِ قدر کتاب مرتب کی ہے جس میں اخلاق و خصائل کے علاوہ ان کے کمالات علمی اور دینی و ملی خدمات پر ایسا قابلِ قدر مواد جمع کیا ہے جو یقینی طور پر قارئین کتاب کی معلومات میں گرانقدر اضافہ ثابت ہوگا!

فاضل مصنف کا اصرار ہے کہ حضرت ممدوحؒ کے فضائل اخلاق پر میں بھی اپنی کچھ یادداشتیں قلمبند کر کے ان کی اس مخلصانہ کاوش میں ان کا ہاتھ بٹانے کی کوشش کروں، میں اپنے ذاتی تعلقات و مشاہدات کی روشنی میں اس ضمن میں اتنا ہی عرض کر دینا کافی سمجھتا ہوں کہ پیکرِ حلم و سخا اور کامل الحیاء والایمان سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی کا جو تصور اخبار و آثار کے مطالعہ کے بعد ذہن میں اُبھرتا ہے اور ان کے اوصاف فاضلہ کا جو نقش قلب و دماغ پر مرتسم ہوتا ہے اگر اس دور نامسعود میں اس کی کوئی جھلک

دیکھی جاسکتی تھی تو وہ صرف انہی کی زندگی میں دیکھی جاسکتی تھی گویا ان کی زندگی اپنے جدّامجد کے اخلاق فاضلہ اور اوصاف جمیلہ کے رنگ میں اس طرح رنگی ہوئی تھی کہ یہی رنگ سب رنگوں پر غالب نظر آتا تھا۔

حضرت مولانا مرحوم کی سیرت وسوانح کا تفصیلی بیان "تذکرۃ الظفر" میں آ گیا ہے میں نے اس مختصر سے مضمون میں اپنے زخموں اور یادداشتوں کو کرید کر چند ایسے واقعات پیش کرنے کی کوشش کی ہے جن میں سے بیشتر واقعات اس سے پیشتر منظر عام پر نہیں آئے۔

۱۹۴۴ء کا ذکر ہے راقم الحروف ان دنوں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت میں درس نظامی کی تکمیل کر رہا تھا، غیر منقسم ہندوستان میں دار العلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور کی طرح اس جامعہ کا شمار بھی ملک کی عظیم دینی درسگاہوں میں ہوتا تھا، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا انور شاہ کاشمیریؒ، مولانا بدر عالم میرٹھیؒ مہاجر مدنیؒ اور مولانا محمد یوسف بنوریؒ جیسے اکابر علماء و محدثین اس کی مسند درس و تدریس پر فائز رہ چکے تھے میرے زمانۂ تعلیم میں بھی حضرت مولانا شمس الحق افغانی اور مولانا منتخب الحق صاحب سابق صدر شعبۂ اسلامیات کراچی یونیورسٹی جیسے اساتذہ کامل جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے وابستہ تھے، جامعہ کے مہتمم مولانا محمد اسمٰعیل بسم اللہ کو والد بزرگوار حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نور اللہ مرقدہٗ سے ان کا زمانہ قیام رنگون، برما، ہی سے نیاز حاصل تھا، ان دنوں مولانا عثمانیؒ ڈھاکہ یونیورسٹی میں استاد دینیات تھے، مولانا محمد اسمٰعیل بسم اللہ نے اپنے قدیم روابط کی بناء پر مولاناؒ سے جامعہ میں شیخ الحدیث کا منصب قبول کرنے کی درخواست کی لیکن اس خط وکتابت میں یہ ظاہر نہیں کیا کہ مولانا شمس الحق افغانی پہلے سے بحیثیت صدر مدرس تشریف فرما ہیں، مولانا

عثمانیؒ نے ان کی پیش کش کو بخوشی قبول فرما لیا کیونکہ وہ یونیورسٹی کے گرانقدر مشاہرے کے مقابلے میں اس سے کمتر مشاہرے پر قدیم طرز کی دینی درسگاہ سے وابستگی کو بدرجہا بہتر تصور فرماتے تھے، چنانچہ یونیورسٹی کی موسم گرما کی تعطیلات میں وطن جانے کے بجائے سیدھے ڈابھیل تشریف لے آئے، خیال تھا کہ تعطیلات کے خاتمے پر یونیورسٹی سے قطع تعلق فرما کر جامعہ سے مستقل وابستگی اختیار فرمالیں گے لیکن یہاں پہنچ کر جب یہ صورت سامنے آئی کہ مولانا شمس الحق افغانی بحیثیت صدر مدرس کام کر رہے ہیں اور مولانا عثمانیؒ کے یہاں قیام فرمانے کی صورت میں جامعہ میں صدر مدرس اور شیخ الحدیث کے دو متوازی مناصب قائم کرنے پڑیں گے جس کے لئے منتظمین جامعہ تو تیار تھے لیکن خود مولانا مرحوم نے دار العلوم دیوبند کے تجربات ومشاہدات کے پیش نظر اس صورت حال کو پسند نہیں کیا اور منتظمین مدرسہ کو آگاہ فرما دیا کہ وہ ڈھاکہ واپس تشریف لیجائیں گے

انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ دار العلوم راندیر ضلع سورت کے سالانہ اجلاسوں کی سہ روزہ نشستوں کی صدارت کے لئے حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو مدعو کیا گیا تھا، یہی وہ زمانہ تھا جب مسلم لیگ اور کانگریس کے سیاسی اختلافات نقطۂ عروج پر پہنچے ہوئے تھے اور یہ دونوں علمی ودینی شخصیتیں دو مختلف کیمپوں سے وابستہ تھیں، مولانا حسین احمد مدنیؒ کانگریس نواز جمعیت علماء ہند کے صدر تھے اور صرف ایک سال بعد مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے ہاتھوں اکتوبر ۱۹۴۵ء میں کلکتہ کے تاریخی میدان محمد علی پارک میں مسلم لیگ کی حامی و ہمنوا کل ہند مرکزی جمعیۃ علماء اسلام کا قیام عمل میں آنے والا تھا، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے جب طلباء ومدرسین کی جماعت مولانا عثمانیؒ کی معیت میں راندیر کے مذکورہ اجلاس

میں شرکت کے لیئے روانہ ہوئی تو تمام رفقاءِ سفر کے دل طرح طرح کے خطرات و وساوس سے
لبریز تھے لیکن مولانا عثمانیؒ پر ایسا کوئی اثر نہ تھا بلکہ معلوم ہوتا تھا وہ مولانا مدنیؒ کے ساتھ
تین روز کی اس اتفاقی رفاقت پر انتہائی مسرور ہیں!

پہلا اجلاس جمعہ کے روز شروع ہونا تھا اور تمام اکابر علماء کو نمازِ جمعہ راندیر کی مرکزی
جامع مسجد میں ادا کرنی تھی، ہم سب ۱۲ بجے دوپہر راندیر پہنچے اور سیدھے جامع مسجد روانہ
ہوگئے، حسنِ اتفاق ملاحظہ ہو کہ جس وقت ہم لوگ مسجد کے صدر دروازہ پر پہنچتے ہیں عین
اس وقت حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ تشریف لے آئے اور دونوں بزرگوں کی ملاقات
مسجد کے دروازہ پر ہوئی ایک دوسرے پر نظر پڑتے ہی دونوں بڑھ کر معانقے کے لئے
لپکے، دیر تک بغلگیر رہے، یوں محسوس ہو رہا تھا کہ مدتوں کے بچھڑے ہوئے دوست مل
رہے ہیں، معانقے سے فارغ ہوئے تو اب دونوں طرف سے یہ کشمکش ہو رہی تھی کہ کفش
برداری کی سعادت حاصل کرنے میں کون پہلے کامیاب ہوتا ہے، لیکن دونوں بزرگوں کے
شاگردوں کی موجودگی کے باعث یہ کشمکش زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی اور کسی عقیدتمند نے
بڑھ کر یہ سعادت خود حاصل کر لی۔ دونوں بزرگ ساتھ ساتھ مسجد میں داخل ہوئے اور
مولانا مدنیؒ کی خواہش پر حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے نمازِ جمعہ کی امامت فرمائی اور
اس سہ روزہ رفاقت کے دوران مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تمام رفقاء نے تمام نمازیں
مولانا عثمانی نور اللہ مرقدہٗ ہی کے اقتداء میں ادا کیں، نمازِ مغرب کے بعد مولانا عثمانیؒ کے
نوافل و معمولات کچھ طویل ہوا کرتے تھے اور شام کا کھانا بھی اسی وقت ہوتا تھا۔ جب تک
مولانا عثمانیؒ معمولات سے فارغ ہو کر تشریف نہ لاتے مولانا مدنیؒ اپنے تمام رفقاء کے
ساتھ دسترخوان پر ان کا انتظار کرتے رہتے تھے اور کھانے کی مجلس میں دونوں بزرگ پہلو بہ پہلو

یا آمنے سامنے ہوا کرتے تھے تین روز کے مختلف اجلاسوں یا نجی محفلوں میں سیاسی اختلافات
کی کوئی ادنیٰ سی جھلک بھی تو دیکھنے میں نہیں آئی نہ کسی طرف سے باہمی عزت و تکریم میں کوئی فرق
نظر آیا بلکہ دونوں ہی طرف سے اظہارِ نیاز مندی کے ایسے ایسے مناظر دیکھنے میں آئے جو اس
سے پہلے یا اس کے بعد کبھی سامنے نہ آسکے۔ اور سے

اب ان کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ برصغیر کی دو عظیم المرتبت علمی و دینی شخصیتوں حکیم الامت
مولانا اشرف علی تھانویؒ اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کو مسلم لیگ اور مطالبۂ پاکستان کی
تائید و حمایت کے لیئے میدانِ عمل میں لانے کی سعادت بھی مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے حصے میں
آئی تھی، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اگرچہ تحریک خلافت کے آغاز ہی سے
مسلمانوں کی شرکت کانگریس کے سخت مخالف تھے اور بار ہا اپنے مضامین و اعلانات کے
ذریعہ "موالات بالکفار" کے موضوع پر اپنی سیاسی اور علمی رائے کا اظہار فرما چکے تھے۔
لیکن مسلم لیگ کی تنظیم جدید کے ابتدائی ایام تک حضرت تھانویؒ کو لیگی قیادت سے بھی کچھ زیادہ
حسنِ ظن نہ تھا اور یہی وجہ تھی کہ آپ نے ابھی تک اس جماعت کی کھل کر حمایت نہ کی تھی۔

۱۹۳۵ء میں جھانسی کے ایک ضمنی انتخاب میں جب مولانا شوکت علی مرحوم (برادر
بزرگ مولانا محمد علی جوہرؒ) اور مولانا مظہر الدین مرحوم (مدیر روزنامہ الآمان و وحدت دہلی)
نے محسوس کیا کہ کانگریس نواز علماء کے مقابلے میں مولانا تھانویؒ کی تائید و حمایت حاصل کیئے
بغیر الیکشن مہم آسانی سے سر نہ کی جاسکے گی تو انہوں نے عین وقت پر بذریعہ تار مولانا تھانویؒ
کی رائے معلوم کی، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھتیجے مولانا شبیر علی مرحوم اور بھانجے
مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو مشورے کے لیئے طلب فرمایا کہ اگر وقت یہی دو اہم

شخصیتیں وہاں موجود تھیں، مولانا عثمانیؒ کو بخوبی علم تھا کہ تاہنوز حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو مسلم لیگ کے بارہ میں شرح صدر نہیں ہے اور یہ بھی معلوم تھا کہ حضرت کسی سیاسی یا علمی مسئلے پر قلبی اطمینان حاصل کئے بغیر کسی رائے کا اظہار ہرگز نہ فرمائیں گے، اس لئے آپ نے حضرت کے مزاج مبارک کے مطابق یہ مشورہ پیش کیا کہ جواب میں آپ صرف یہ لکھ بھیجیں کہ "مسلمان کانگریس کے امیدوار کو ووٹ نہ دیں" حضرت کو یہ مشورہ بہت پسند آیا اور اسی مضمون کا تار روانہ کر دیا گیا، مولانا شوکت علی مرحوم اور مولانا مظہر الدین مرحوم نے اس تار کے مضمون کو "مولانا اشرف علی تھانویؒ کا فتویٰ" کے عنوان سے بڑے سائز کے پوسٹروں پر چھاپ کر حلقہ انتخاب میں پہنچا دیا اس طرح یہ الیکشن مہم آسانی سے سر ہو گئی۔

ضمنی انتخابات میں مسلم لیگ کی کامیابی کے بعد یہ دونوں حضرات مبارکباد پیش کرنے اور شکریہ ادا کرنے کے لئے تھانہ بھون آئے اور اسی موقع پر تھانہ بھون میں مسلم لیگ کے ایک جلسۂ عام میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت تھانویؒ کی اجازت سے مسلم لیگ کی حمایت میں پہلی تقریر فرمائی۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ ایک زمانہ میں جمعیت علماء ہند سے وابستہ رہ چکے تھے لیکن جمعیت کی کانگریس نوازی اور کانگریس کی مسلم دشمنی سے بیزار و دل برداشتہ ہو کر، پھر حضرت تھانویؒ سے باطنی تعلق کی بناء پر عملی سیاست سے کنارہ کشی اختیار فرما چکے تھے اور اب تو وہ ایک مدت سے صاحبِ فراش بھی تھے۔

۲۵، ۲۶ اور ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو جب محمد علی پارک کلکتہ میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کی کوششوں سے برصغیر کے ہر طبقہ علماء کی شرکت و موجودگی میں جن کی تعداد پانچ سو سے متجاوز تھی مرکزی جمعیت علماء اسلام کے تاسیسی اجلاس میں جمعیت علماء ہند کے

بالمقابل علماء کرام کی ایک مضبوط اور نمائندہ جماعت قائم ہو گئی جس میں بانیٔ جمعیت علماء اسلام مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے علاوہ مولانا آزاد سبحانیؒ مولانا عبدالرؤف داناپوریؒ، مولانا سید ابوالحسناتؒ اور مولانا علامہ محمد شفیعؒ جیسے جلیل القدر علماء کرام ہر مکتبۂ فکر کی نمائندگی فرما رہے تھے تو اس تاسیسی اجلاس میں تمام شرکاء اجلاس کی طرف سے متفقہ طور پر جمعیت کی صدارت کے لئے حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کا نام پیش کیا گیا لیکن خود مولانا عثمانیؒ نے اس منصب جلیلہ کے لئے شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کا نام پیش فرمایا اور اس امر کی ذمہ داری بھی قبول فرمائی کہ وہ خود دیوبند جا کر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کو صدارت قبول فرمانے پر آمادہ کر لیں گے تاکہ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی کانگریس نوازی کے مقابلے میں حضرت شیخ الہندؒ کے ایک شاگرد رشید کو دیوبند کی سرزمین سے میدان میں لایا جائے، یہ تجویز سب نے بے حد پسند کی اور منصب صدارت کے لئے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا نام منظور کر لیا گیا اور مولانا ظفر احمد عثمانیؒ سینیئر نائب صدر منتخب کر لئے گئے۔

مولانا عثمانیؒ کلکتہ سے سیدھے دیوبند تشریف لے گئے اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کو بامرار تمام ان کی مسلسل علالت اور صاحب فراش ہونے کے باوجود صدارت قبول کرنے پر آمادہ کر لیا اور تمام کام کی ذمہ داری اپنے سر لے لی اور وہ اس ذمہ داری سے جس مستعدی اور تن دہی کے ساتھ عہدہ برآ ہوئے اس پر تحریک پاکستان کی تاریخ کی گواہی کافی ہے؛ ان دونوں واقعات کی تفصیل سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ برصغیر کی ان دو برگزیدہ ہستیوں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کو مسلم لیگ اور مطالبۂ پاکستان کی حمایت پر کمربستہ کرنے اور میدان عمل میں لانے کی سعادت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے حصے میں آئی تھی ان کی تواضع اور

کسرِ نفسی بلکہ قابلِ صد رشک بے نفسی بھی ظاہر ہوتی ہے۔

ایک وہ وقت تھا کہ قائدِ اعظمؒ کی خصوصی ہدایت پر خواجہ ناظم الدین مرحوم نے جو مشرقی پاکستان کے نامزد وزیرِ اعلیٰ تھے قیامِ پاکستان کے دن ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو قیامِ پاکستان کے سلسلے میں مولانا عثمانیؒ کی گرانقدر خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے سرکاری تقریب میں مولانا عثمانیؒ سے پاکستان کی رسمِ پرچم کشائی ادا فرمانے کی درخواست کی اور مولاناؒ نے سورۂ انا فتحنا کی ابتدائی آیات تلاوت فرما کر اپنے مبارک ہاتھوں سے مشرقی پاکستان کی سرزمین پر پاکستان کا سبز ہلالی پرچم لہرا دیا، پھر ۱۹۴۸ء میں جب قائدِ اعظمؒ مشرقی پاکستان کے دورہ پر تشریف لائے تو تمام سرکاری تقریبات میں مولانا عثمانیؒ کی کرسی قائدِ اعظمؒ کی کرسی کی قریب ہوتی تھی انہی دنوں پاکستان کے پہلے وزیرِ مواصلات سردار عبد الرب نشتر مرحوم جب ڈھاکہ تشریف لائے تو مولانا سے ملاقات کے لئے ان کے جائے قیام مولوی بازار بھی تشریف لے گئے اور چوک بازار کی جامع مسجد میں مولانا کے ساتھ نمازِ عشاء ادا کی اور حاضرین سے مختصر سا خطاب فرمایا۔

۱۹۴۹ء میں جب مولانا شبیر احمد عثمانیؒ پر اچانک فالج کا حملہ ہو گیا اور وہ حج کے موقعہ پر پاکستان کے پہلے خیر سگالی وفد میں سعودی عرب تشریف نہ لے جا سکے تو اُن کی جگہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ ہی کو وفد میں شامل کیا گیا اور جلالۃ الملک سلطان عبد العزیز ابن سعود اور دیگر عمائدینِ سلطنت سے ملاقاتوں کے دوران بلکہ تمام اجتماعات و تقریبات میں آپ ہی وفد کی نمائندگی فرماتے تھے ایک ملاقات میں سلطان عبد العزیز مرحوم نے مولانا کی ہجرتِ مدینہ کی خواہش پر پیشکش فرمائی کہ جب آپ ہجرت فرما کر تشریف لائیں گے تو آپ کے جدِ امجد سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا مکان آپ کے مستقل قیام کے لئے پیش کر دیا جائے گا؛ مولانا عثمانیؒ کی طبع مبارک پر برابر یہ تقاضا رہتا تھا کہ زندگی کے آخری ایام مدینۃ الرسول میں بسر کریں، اسی

طبعی میلان کا اظہار سلطان عبد العزیز کے سامنے ہوا تو انہوں نے یہ گرانقدر پیشکش فرما دی،
لیکن ۱۹۶۵ء کے بھارتی حملے سے پہلے ہی قلب پر غزوۂ ہند میں شرکت کا تقاضا ہونے لگا تھا، چنانچہ رن کچھ کے علاقے پر ہندوستان حملے کے وقت مولاناؒ نے فضیلتِ جہاد پر چھیالیس احادیث اور ان کا ترجمہ ۴۶ صفحات کے ایک رسالہ کی شکل میں شائع کرایا گیا اور افواجِ پاکستان میں تقسیم کیا گیا اور ۱۹۶۵ء کے بھارتی حملے تک برابر تقسیم ہوتا رہا اور حق تعالیٰ نے مولانا مرحوم کی شرکتِ جہاد کی آرزو مکمل طور پر پوری فرما دی۔

پھر وہ وقت بھی آیا کہ مشرقی پاکستان میں مسلم لیگ کی شکست، جگتو فرنٹ کی کامیابی اور ملکی سطح پر آئے دن کی سیاسی اکھاڑ پچھاڑ سے دل برداشتہ ہو کر ایک ایسی متحرک و فعال شخصیت جس نے تن تنہا مسلم لیگ کے پیغام کو برصغیر کے دور دراز بلکہ دشوار گزار گوشوں تک پہنچا دیا تھا۔ اور قیامِ پاکستان کے بعد ملکی سطح کے تمام اہم معاملات اور آئین کی ترتیب و تدوین کے تمام مراحل میں جس کی عملی شرکت و راہنمائی ہمیشہ نمایاں رہی تھی اب وہی مردِ بزرگ اور مرکزی حیثیت کا قائد مشرقی پاکستان سے ترکِ سکونت کے بعد ۱۹۵۴ء سے آخر عمر ۱۹۷۴ء تک کراچی سے دور سندھ کے ایک گمنام اور دور افتادہ قصبے ٹنڈو الہ یار میں فروکش ہو کر درس و تدریس اور خدمتِ حدیث میں معروف ہو گئے، عزیزوں، رشتہ داروں اور احباب نے بار بار اصرار کیا کہ آپ جیسے مرکزی حیثیت کے راہنما کو کسی مرکزی شہر میں قیام کرنا چاہیئے لیکن آپ کی طرف سے ہر بار یہی جواب ملتا کہ میں زندگی کے آخری ایام خدمتِ حدیث اور یادِ الٰہی میں بسر کرنا چاہتا ہوں اور بحمد اللہ یہ دونوں چیزیں مجھے یہاں حاصل ہیں۔

۱۹۶۹ء کے اواخر میں حضرت مولانا بحیثیت امیرِ اعلیٰ مرکزی جمعیت علماء اسلام موچی دروازہ لاہور کے عظیم الشان جلسۂ عام کی صدارت فرمانے کے لئے لاہور تشریف لائے جس میں مشرقی

اور مغربی پاکستان سے تعلق رکھنے والے علماء کرام نے بہت بڑی تعداد میں شرکت فرمائی تھی، مشرقی پاکستان سے مولانا اطہر علی سلہٹیؒ اور مولانا صدیق احمد چاٹ گامی بھی تشریف لائے تھے موچی دروازہ کے جلسہ عام کے علاوہ تمام مخصوص اجلاس جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن میں منعقد ہو رہے تھے جن میں صرف مرکزی قائدین ہی شرکت کرتے تھے۔ مشرقی پاکستان کے علماءِ کرام کے قیام کا انتظام بھی یہیں تھا جب مولاناؒ کو خصوصی اجلاس میں معلوم ہوا کہ مولانا اطہر علیؒ گذشتہ شب سے درد گردہ کی تکلیف میں مبتلا ہیں اور اس وجہ سے وہ اس اجلاس میں شرکت کے لئے نہیں آسکے تو مولانا یہ سنتے ہی اُن کی جائے قیام کی طرف روانہ ہو گئے حالانکہ ۸۰ سال کی عمر میں ضعف و پیرانہ سالی اور گھٹنوں میں درد کی شکایت کے باعث حضرت مولاناؒ کے لئے ان دنوں چند قدم چلنا بھی مشکل ہو رہا تھا دوسری طرف جونہی مولانا اطہر علیؒ کو معلوم ہوا کہ مولاناؒ ان کی عیادت کے لئے تشریف لا رہے ہیں تو وہ بیتابانہ اٹھ بیٹھے اور اپنے خادم کو دوڑایا کہ حضرت سے جاکر کہو، میں اب بالکل ٹھیک ہوں اور اجلاس میں شرکت کے لئے حاضر ہو رہا ہوں اور وہ واقعی اسی حالت میں اپنے کمرہ سے باہر نکل آئے تھے مگر دوسری طرف سے مولانا عثمانیؒ بھی تشریف لا چکے تھے اس لئے انھیں مجبوراً واپس ہونا پڑا پھر دیر تک معذرت خواہانہ انداز میں مولاناؒ کی زحمت فرمائی پر اظہارِ تأسف فرماتے رہے، اب ایسے متواضع اور منکسر المزاج بزرگ کہاں پیدا ہوں گے؛

راقم الحروف کا بارہا تجربہ و مشاہدہ ہے کہ حضرت مولاناؒ کی مجلس میں جب بھی کبھی کسی شریک مجلس کی طرف سے حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنیؒ حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی مدظلہم وغیرہم کے اسمائے گرامی حضرت مولانا کے شاگردانِ رشید کے زمرے میں بیان کئے جاتے تو

آپ نے اس امر واقعی پر کبھی کسی فخر و مباہات کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ ہمیشہ یہی ارشاد فرمایا کہ میں تو ان حضرات کو اپنا معاصر و ہم چشم خیال کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ ان حضرات کی علمی و دینی خدمات جلیلہ کو انشاء اللہ میری مغفرت و بخشش کا بھی وسیلہ و ذریعہ بنا دیں گے!

اللہ اکبر! یہ ہے اس جلیل القدر عالم دین اور محدث اجل کی تواضع و بے نفسی کا عالم جس کے تبحر فی الحدیث اور تفقہ فی الدین کو برصغیر کے اکابر علماء کے علاوہ عالم اسلام کے علماء محققین نے بھی تسلیم کیا ہے بلکہ اس کی گرانقدر علمی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے اور جس سے شرف تلمذ پر ان شاگردان جلیل نے بھی ہمیشہ فخر محسوس کیا ہے۔

"تذکرۃ الظفر" میں کسی مقام پر یہ بات اجمالاً بیان کی جا چکی ہے کہ جب سردار امیر اعظم خان مرحوم سابق مرکزی وزیر حکومت پاکستان نے، قیام پاکستان کی الیکشن مہم کے دوران نوابزادہ لیاقت علیخان مرحوم کی طرف سے ان کے حلقۂ انتخاب میں مصارف خرچ کے لئے کچھ رقم پیش کرنا چاہی تو مولانا نے یہ کہہ کر رقم قبول کرنے سے انکار فرما دیا کہ میں لیاقت علی خان کے لئے نہیں قیام پاکستان کے لئے کام کر رہا ہوں اور اس کام کا جتنا تعلق لیاقت علی خان سے ہے اتنا ہی مجھ سے بھی ہے! ورنہ الیکشن کے دوران یہ بات معمولات میں داخل سمجھی جاتی ہے کہ کسی پارٹی کے لئے کام کرنے والے قائدین کے مصارف سفر پارٹی فنڈ سے ادا کئے جاتے ہیں لیکن مولانا عثمانیؒ نے یونیورسٹی سے چار ماہ کی رخصت لے کر ہندوستان کے طول و عرض کا طوفانی دورہ فرمایا اور ایک ایک دن میں تین تین چار چار مقامات پر اور کبھی اس سے بھی زیادہ اجتماعات سے خطاب فرمایا لیکن تمام مصارف خود ہی برداشت کئے،

جب سے ڈھاکہ یونیورسٹی سے تعلق قائم ہوا تھا اور خدا نے رزق و آمدنی میں فراخی

عطا فرمائی تھی یا یوں کہیئے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا تھا والدِ مرحوم کو ریل کے سفر میں سیٹ بک کرائے بغیر سفر کرتے نہیں دیکھا تھا نہ بھون سے جب بھی براستہ سہارنپور یا براستہ دہلی ڈھاکہ جانے کے لئے کلکتہ روانہ ہوتے تو سہارنپور یا دہلی سے کلکتہ تک سیٹ ریزرو کرالی جاتی اور کلکتہ کے احباب کو مطلع کر دیا جاتا کہ وہ کلکتہ سے ڈھاکہ کی سیٹ بک کرادیں کیونکہ یہ سفر طویل ترین سفر ہوتا تھا شاید اس لئے بھی ریزرویشن کا اہتمام ضروری تھا عام طور پر یہ سفر ذاتی نوعیت کے ہوتے تھے ان کے مصارفِ سفر بھی وہ خود ہی برداشت فرماتے تھے، بحمد اللہ الیکشنی مہم کے دوران بھی آپ نے تمام طویل سفر اپنی عادت کے مطابق اسی شان کے ساتھ کئے اور حق تعالےٰ نے اُن کو اس کی توفیق واستطاعت بھی عطا فرمائی تھی البتہ ۱۹۵۲ء میں جب میں ڈھاکہ سے ترکِ سکونت کے بعد لاہور آگیا تو جب تک میرا کوئی ذریعۂ معاش فراہم نہیں ہوا ماہانہ اخراجات کے لئے والدِ گرامی ہی رقم ارسال فرمایا کرتے تھے، انہی دنوں کا ذکر ہے کہ آپ ڈھاکہ سے لاہور تشریف لائے تو کچھ دن قیام فرمانے کے بعد بڑے بھائی جان مولانا عمر احمد عثمانی کے پاس کراچی جانے کے لئے مجھ سے فرمایا۔ کہ اسٹیشن جاکر انٹر کلاس میں ایک سیٹ بک کرادو، میں نے حیرت سے دریافت کیا کہ آپ تو ہمیشہ فرسٹ یا سیکنڈ کلاس میں سفر فرماتے ہیں؟ مسکرا کر فرمانے لگے ابھی میاں مرغوب حسین (میرے برادر نسبتی) بتا رہے تھے کہ انٹر کلاس میں بھی گدے والی سیٹیں ہوتی ہیں اور آٹھ دس روپے زائد ادا کرنے پر پوری سیٹ بک ہو جاتی ہے اور ان ڈبوں میں صرف وہی مسافر رہتے ہیں جن کی سیٹیں ریزرو ہوتی ہیں، اگر ایسا ہے تو مجھے دقتو نماز میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی، سفر بھی آرام سے طے ہو جائے گا اور جو رقم بچ جائے گی وہ تمہارے بچوں کے کام آجائے گی، میں نے عرض کیا آپ جو رقم مجھے ارسال فرماتے ہیں وہ میری

ضروریات کے لیئے بہت کافی ہوتی ہے آپ بلاوجہ یہ زحمت گوارہ نہ فرمائیں، اور ان کے اصرار کے باوجود میں نے سیکنڈ کلاس میں ان کے لیئے ایک سیٹ بک کرا دی اور ساتھ ہی مجھ پہ یہ حقیقت بھی منکشف ہو گئی کہ سیٹ بک کرا کے سفر کرنے میں وضو نماز کی سہولت کے علاوہ کوئی دوسری غرض و غایت پیش نظر نہ ہوتی تھی۔

الغرض برصغیر پاک و ہند کی جن گنی چنی معروف و نامور علمی و روحانی شخصیتوں کے فضل و کمال، علم و عرفان اور دینی بصیرت و فقاہت، تقویٰ و طہارت اور رسوخ فی العلم پر تمام دینی اور علمی حلقوں میں بالاتفاق اعتماد کیا جاتا تھا حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نہ صرف ان کی صف اوّل میں شمار ہوتے تھے بلکہ ان میں سرفہرست اور ان کے صدر نشین تھے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

بزرگوں کی آراءِ گرامی

عزیزم حافظ محمد اکبر شاہ بخاری سلمہ اللہ تعالیٰ، مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص متعلقین میں سے ہیں اور دینی علمی حلقوں میں کافی متعارف ہیں، اکابرین دیوبند پر ان کے متعدد مضامین شائع ہو چکے ہیں جو مقبولِ عام ہیں زیر نظر کتاب "سیرت عثمانی" حضرت شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی قدس اللہ سرہٗ کی سوانح حیات ہے جسے مؤلف سلمہٗ نے نہایت عرق ریزی سے مرتب کیا ہے اور حضرت مولانا عثمانیؒ کے علمی و روحانی مقام کو خوب ظاہر کیا ہے، اللہ تعالیٰ مؤلف سلمہٗ کو اس محنت پر جزائے خیر عطا فرمائے اور کتاب کو قبول عام فرمائے۔ آمین۔

(مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی)

عزیز گرامی جناب حافظ محمد اکبر شاہ بخاری صاحب بخاری ناظم جامعہ عثمانیہ حسام پور کو شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے علوم و معارف سے ایک خاص مناسبت بھی ہے اور حضرتؒ سے حد درجہ عقیدت و محبت بھی ہے، حضرت عثمانیؒ کے متعلق عزیز موصوف نے کئی مضامین لکھے ہیں، جو مختلف رسائل و اخبارات میں چھپتے رہے ہیں۔ اب مزید "سیرت عثمانیؒ" لکھ کر حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ کے عقیدت مندوں پر احسان عظیم کیا ہے اور متوسلین و متعلقین کے دلوں کی تسلی کے لئے سامانِ تسکین مہیا کر دیا ہے، حق تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

(مولانا محمد اشرف خان صاحب)